ترجمہ قرآن شیخ الہندؒ

کے تناظر میں اک علمی مکالمہ

☆انتساب☆

☆بنام حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ☆

جن کی ادائے " رسمِ شبیری " کی بناءپر جنوبی ایشیاء کے

اربوں انسان " آزادی " کی فضاء میں سانس لے رہے ہیں۔

جن کی تجدیدِ تحریک " رجوع الی القرآن " کی مخلصانہ مساعی کی بدولت

لاکھوں فرزندانِ توحید کے دلوں میں " قرآن فہمی " کی شمع روشن

ہے۔

ستارہ حرف بناتے ہیں خواب لکھتے ہیں

تمھارے نام پر اک انتساب لکھتے ہیں۔

" بانجھ فکری" کا لٹمس ٹیسٹ(litmus test)

ہمارے گروپ لیڈر گاہے بگاہے ایسی شُرلیاں چھوڑتے رہتے جو کہیں نا کہیں سے انھیں "ٹوٹوں" کی صورت میں ہاتھ لگ جاتی ہیں۔یوں بظاہر ان کا گمان ہوتا ہے کہ وہ بڑی بلند فکری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور شعور کے کسی بحرِ بے کراں میں غوطہ زن ہیں، مگر حقیقتِ حال یوں ہوتی ہے کہ وہ کسی" لنڈے بازار کی اُترن" یا پرانے بے اعتدال کی" اُگلی" ہوتی ہے۔کوئی نئی تنقید یا نظریہ محال ہے جو کبھی خود پیش کر سکیں،،،،ہمیں" تقلیدِ آباء" کا طعنہ دینے والے ،خود بے راہ روی سے ہر" ایرے غیرے نتھو خیرے" کی آنکھ ،کان بند کیئے قدم بہ قدم پیروی کیئے جاتے ہیں۔
سلیم احمد نے کیا خوب کہا ہے

گمرہوں سے مت پوچھو کتنی دور آئے ہیں

ایسے چلنے والوں کو فاصلا نہیں لگتا

ایک اجنبی کے ساتھ کہاں نکل آیا

یہ تو میری بستی کا راستا نہیں لگتا

نوٹ: یہ تحریر اپنے یارانِ مکتب کے گروپ کے لیئے لکھی گئی ہیں اس لیئے اس میں کہیں کہیں" بے تکلفی" بھی دَر آئی ہے، جن کا عام قارئین سے کوئی تعلق نہیں،بس اُن الفاظ کو اسی خصوصی تناظر تک محدود رکھیئے گا۔

مورخہ 20۔07۔2021 کو یارانِ مکتب کے واٹس ایپ گروپ میں بڑے" دھوم دھڑکے اور دھڑلے "سے زیرِ نظر" انکشاف" فرمایا گیا

"(یہ اوپر سورہ بقرہ کی آیت 229 اور 230 ہیں ، یہ ترجمہ ہے مولانا محمود الحسن صاحب کا جو دیوبندیوں کے شیخ الہند ہیں ،ان دونوں آیات کے ترجمہ میں براہ راست معنوی تحریف کی گئی

ہے۔

پہلی آیت میں انہوں نے ؛ الطلاق مرتان؛ کا ترجمہ کیاہے ؛طلاق رجعی ہے دوبار تک ؛ اس میں دو لفظ ؛رجعی؛ اور؛ تک؛ آیت کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہیں، قوسین لگاتے تو پتہ چلتا کہ یہ مترجم کے اپنے الفاظ ہیں، قوسین نہیں لگائے تو یہ براہ راست قرآن کا ترجمہ ہوگیا جبکہ قرآن میں ایسا کوئی لفظ نہیں، قرآن نے تو سرے سے رجعی کا لفظ استعمال

ہی نہیں کیا، رجعی کا لفظ تو ایجاد ہی بعد کی ہے۔یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ اپنے الفاظ قرآن میں ڈال دیے، تحریف اور کس کو کہتے ہیں، ان سے تو بہتر وہ مترجمین رہے جنہوں نے کم از کم قوسین ڈال کر یہ تو واضح کردیا کہ یہ ہم اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں، لیکن شیخ الہند صاحب نے تو حد ہی کردی کہ اپنے الفاظ کو قرآن بناکر پیش کردیا۔

آگے آیت ۱۳۰ میں دیکھیں ؛ فان طلقھا ؛ کا ترجمہ کیاہے ؛پھراگرعورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار؛ یہاں بھی انہوں نے وہی کام کیا جواوپرکی آیت میں کیا ہے، ؛ یعنی تیسری بار؛ یہ قرآن کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے ؟ یہاں بھی یہ واضح تحریف ہے۔

اگر قوسین ڈالتے تو بھی تحریف ہی تھی لیکن اس سے کم ازکم یہ تو واضح ہوتا کہ یہ الفاظ مترجم نے اپنی طرف سے ملائے ہیں لیکن بغیر قوسین کے ترجمہ میں اپنی طرف سے اضافی الفاظ کو قرآن بناکر پیش کردیا گیا جو کتاب خدا پر زیادتی ہے۔

شیخ الہند صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا مسودہ ہمارے سامنے نہیں اس لیے ہم نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے خود ایسے کیا ہے یا یہ بعد والوں کی کارستانی ہے، جو صورت بھی ہو یہ بہرحال تحریف ہے۔

پہلی آیت میں ؛ رجعی؛ کا لفظ نہ ڈالتے تو ترجمہ سے ہی واضح ہوجاتا کہ طلاقیں صرف دوہیں اور یہ بات مترجم صاحب کے مزعومہ نظریہ کے خلاف تھی اس لیے یہاں قرآن کو اپنے نظریہ کے مطابق بنادیا۔

دوسری آیت میں اگر ؛ یعنی تیسری بار؛ کے الفاظ نہ بڑھاتے تو ترجمہ سے واضح تھا کہ ؛ فان طلقھا؛ کا تعلق ؛ الطلاق مرتان ؛ سے نہیں بلکہ :فیماافدت بہ ؛ کے ساتھ ہے، اس صورت میں ان کا تین طلاق والا محل دھڑام سے نیچے گر جاتا، لہذا اپنے تعمیر کردہ محل کو قائم رکھنے کے لیے ترجمہ قرآن میں تحریف کردی۔

یہود نے اپنی کتاب میں جو تحریف کی تھی وہ یہ تھی کہ تورات کے الفاظ و کلمات اور آیات کی جگہ بدل دیتے تھے ، کلمات کو آگے پیچھے کردیتے تھے؛ یُحرفون الکلم عن مواضعہ ؛ لیکن انہوں نے یہ خیانت و جسارت نہیں کی کہ الفاظ کا ترجمہ غلط کریں، جب تحریف ہی کرنی تھی تو براہ راست کتاب الہی کے کلمات میں کی جائے تاکہ پڑھنے والے کو یہ تو یقین ہوگا کہ یہ خدا ہی کے الفاظ ہیں، لیکن ہمارے مسلم علماء چونکہ یہ کام اس لیے نہیں کرسکتے تھے کیونکہ قرآن کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی اگر ایسا کرتے تو پکڑے جاتے اور لوگ انہیں دائرہ اسلام سے ہی خارج کردیتے لہذا وہ قرآن کے الفاظ تو نہ بدل سکے لیکن جابجا کسی نے قوسین لگاکر اور کسی نے بغیر قوسین کے ہی اپنے الفاظ ترجمہ قرآن کے ساتھ ملا دیے اور یوں معنوی تحریف کے مرتکب ہوئے، ؛ رہے رند کے رند اور جنت بھی ہاتھ سے نہ گئی؛۔

یہ حال تقریباً تمام ہی مترجمین کا ہے، مجھے کوئی ترجمہ ایسا نہیں ملا جس میں قوسین لگا کر اضافے نہ کیے گئے ہوں، یا بغیر قوسین کے ہی اپنے الفاظ کو قرآن بنا کر پیش کیا گیا ہو۔

یہ بغیر قوسین والا کام زیادہ تر شیخ الہند محمود الحسن اور اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان کے ترجموں میں ہے، اور یہ دونوں حضرات اپنے فرقہ کے بانی اور سر خیل ہیں ، ان کا فرمایا ہوا ان کے متبعین کے نزدیک فرمان رسول کی طرح ہے بلکہ ترجمہ قرآن کو دیکھیں تو ان کا فرمودہ تو فرمودہ خدا ہے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی محمد فاروق عمر علوی")

اب آیئے اس تحریر کا تجزیہ کر کے معترض کا مقدمہ دیکھتے ہیں۔

(1) " قرآن نے تو سرے سے رجعی کا لفظ استعمال ہی نہیں کیا، رجعی کا لفظ تو ایجاد ہی بعد کی ہے" ۔۔۔۔۔۔۔۔۔صاحبِ تحریر کا دعوی" رجعی " کا لفظ قرآن میں نہیں!

(2) " دوسری آیت میں اگر ؛ یعنی تیسری بار؛ کے الفاظ نہ بڑھاتے تو ترجمہ سے واضح تھا کہ ؛ فان طلقھا" ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تین طلاق والا محل دھڑام سے نیچے گر جاتا، لہذا اپنے تعمیر کردہ محل کو قائم رکھنے کے لیے ترجمہ قرآن میں تحریف کردی"۔مطلب۔۔۔۔۔۔۔۔قرآن میں تیسری طلاق کا ذکر نہیں!

(3) " قرآن میں معنوی تحریف کردی"۔۔۔۔۔۔۔۔!

(4) "ان کا فرمایا ہوا ان کے متبعین کے نزدیک فرمان رسول کی طرح ہے بلکہ ترجمہ قرآن کو دیکھیں تو ان کا فرمودہ تو فرمودہ خدا ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

☆آیئے ان 4 الزامات کا علمی جائزہ لیتے ہیں☆

نامعلوم یہ دھوکہ دہی" محرر" کی ہے یا یہ مستی "گروپ موڈریٹر" کی ہے کہ متنِ قرآن یعنی عربی آیات تحریر میں دی ہی نہیں گئی۔کیونکہ آیات کے درج کرنے سے نیچے کیئے گئے دعوے ریت کی دیوار ثابت ہونے تھے۔۔۔۔۔۔۔

☆سب سے پہلے زیرِ بحث سورہ بقرہ کی آیات پیش کرتے ہیں

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۖ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۗ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ (229)
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ
يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (230)

☆لفظ "رجعی" کا مادہ"root" " ر ج ع" کے حروف ہیں اس سے بننے والے الفاظ مختلف صیغوں forms "میں قرآن میں 51 مرتبہ کم و بیش آیا ہے ۔(1)

اب اس سوال کا جواب بھی لیجیئے کہ کیا طلاق کے معاملہ میں "رجع" کا لفظ قرآن میں آیا ہے کہ نہیں؟

تو مزے کی بات ہے کہ 229 نمبر آیت سے بالکل اگلی آیت 230 میں یہ لفظ " یتراجعا" آیا ہے۔ جب ہی ہم نے نشاندہی کی کہ معترضہ تحریر میں جان بوجھ کر آیات نہیں دی گئی تھی کیونکہ اس سے " رجعت" کے قرآنی لفظ نہ ہونے کا دعوی نہایت لغو اور سراسر دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔

☆ علامہ راغب اصفہانی مشہور فقیہ، مفسر اور لغوی تھے۔(2)۔اپنی کتاب مفردات القرآن میں " رج ع" کی تشریح و تفصیل کرتے ہوئے رقم کرتے ہیں" ر ج ع

1 تفصیلی مواقع کے لیئے دیکھیئے " المعجم المفہرس لا لفاظ القرآن الکریم "،،،،، محمد فواد عبدالباقی۔ دارالاشاعت کراچی

2۔ان کا پورا نام ابو القاسم حسین بن محمد بن مفضل بن محمد ہے اصفہان میں پیدا ہوئے جس کی نسبت سے امام راغب اصفہانی کے نام سے مشہور ہیں

جن کی زندگی کے مفصل حالات معلوم نہیں۔زندگی کا بیشتر حصہ بغداد اور اصفہان میں گزارا اور قیمتی تصانیف چھوڑیں جن میں۔ایک رسالہ میں فوائد القرآن لکھے جواب نایاب ہے، کہتے ہیں علامہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف نے اس سے بہت استفادہ کیا۔امام راغب علم و فضل میں یگانۂ روزگار تھے، مؤلفِ جامع علوم و فنون ہونے کے ساتھ بلند پایہ صوفی بھی تھے اور ادب و فلسفہ، جملہ علوم میں ان کا پایہ بہت بلند تھا اور انہوں نے قرآن پاک کی ایک بہت بڑی تفسیر بھی لکھی ہے۔

علامہ ذہبی نے ان کا تذکرہ " طبقات المفسرین" میں کیا ہے اور امام سیوطی ان کو لغت و نحو کے ائمہ میں شمار کرتے ہیں، مختلف تذکروں میں حکیم، ادیب، مفسر، کی حیثیت سے ان کا تعارف کروایا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف ہمہ فنی امام تھے اور بیک تفسیر و لغت کے امام ہونے کے ساتھ بہت بڑے حکیم اور صوفی تھے۔امام راغب کی وفات

502ھ 1108 – ء بغداد میں ہوئی

اَلرُّجُوعُ: اس کے اصل معنی کسی چیز کے اپنے مبدأ حقیقی یا تقدیری کی طرف لوٹنے کے ہیں۔خواہ وہ کوئی مکان ہو یا فعل ہو یا قول اور خواہ وہ رجوع بذاتِہٖ ہو یا باعتبار جزؤ کے اور یا باعتبار (فعل کے ہو) الغرض رجوع کے معنی عود کرنے اور لوٹنے کے ہیں اور رَجْعٌ کے معنی لوٹانے کے اور **رَجْعَۃٌ کا لفظ طلاق کے بعد رجوع کرنے** یا موت کے بعد دنیا کی طرف لوٹنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ محاورہ ہے:۔۔۔فُلَانٌ یُؤْمِنُ بِالرَّجْعَۃِ: فلاں رجعت پر ایمان رکھتا ہے اور رِجَاعٌ کا لفظ خاص کر پرندے کے اپنی جماعت سے علیحدہ ہونے کے بعد واپس اس طرف لوٹ آنے پر بولا جاتا ہے چنانچہ رجوع کے معنی میں فرمایا:

لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ (63: 8) اور یہ منافق کہتے ہیں کہ اگر مدینے لوٹ کر گئے۔

فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰۤی اَبِیۡہِمۡ (12: 63) تو جب (یہ لوگ) اپنے والد کے پاس لوٹ کر گئے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوۡسٰۤی اِلٰی قَوۡمِہٖ (7: 150) اور جب موسیٰ علیہ السّلام اپنی قوم کی طرف لوٹے۔

وَاِنۡ قِیۡلَ لَکُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا (24: 28) اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ آؤ تو (بے تامل) لوٹ آؤ۔رَجَعْتُ عَنْ کَذَا: میں نے فلاں بات سے رجوع کر لیا رَجَعْتُ الْجَوَابَ: (متعدی) جواب دینا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے :

فَاِنۡ رَّجَعَکَ اللّٰہُ اِلٰی طَآئِفَۃٍ (9: 83) اگر خدا تم کو (جہاد پر سے ان منافقوں کے) کسی گروہ کی طرف (صحیح و سلامت) لوٹا کر لے جائے۔

اِلَی اللّٰہِ مَرۡجِعُکُمۡ (11: 4) تم (سب) کو اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجۡعٰی (96: 8) بےشک (ان سب کو) تمہارے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔اور آیت کریمہ:

اِلَیۡہِ مَرۡجِعُکُمۡ (10: 4) اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔

مَرْجِعٌ رُجُوْعٌ سے بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ آیت: (ثُمَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ (2: 28) پھر اس کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

میں ہے اور رَجْعٌ (متعدی) سے بھی ہوسکتا ہے۔جیسا کہ اس آیت میں ایک قرأت : (ثُمَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ (2: 28) پھر اس کی طرف لوٹائے جاؤگے۔بھی ہے اور آیت کریمہ:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ (2: 281) اور دیکھو اس دن (کی پرسش) سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور میں لوٹائے جاؤ گے۔

میں ایک قرأت تَرْجِعُوْنَ (بصیغۂ معروف) بھی ہے۔اور آیت کریمہ:

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (43: 28) کہ (اب بھی) یہ لوگ باز آجائیں۔

میں رَجُوْعٌ عَنِ الذَّنْبِ: یعنی گناہ سے باز آجانا مراد ہے اسی طرح آیت:

وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (21: 95) کے معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں کے لیے ممکن نہیں ہے کہ توبہ کرکے شرک و کفر یا گناہوں سے باز آجائیں کیونکہ مرنے کے بعد توبہ نہیں ہے اسی بنا پر منافقین کو استہزاء کے طور پر کہا جائے گا۔

ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا (57: 31) (الایۃ) تو (ان سے کہا جائے گا) کہ (نہیں) اپنے پیچھے (یعنی دنیا) کی طرف لوٹ جاؤ اور (وہاں) کوئی اور روزنی تلاش کرو۔

یعنی توبہ کر کے ایمان لاؤ جو اس روشنی کا سبب ہے۔اور آیت کریمہ:

بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ (27: 35) کہ ایلچی کیا لر کر آتے ہیں۔

میں يَرْجِعُ رجوع سے بھی ہوسکتا ہے اور رَجْعَ الْجَوَابِ سے بھی جیسا کہ فرمایا:

يَرْجِــعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ (34: 31) اور ایک کی بات ایک رد کر رہا ہو گا۔

اور آیت کریمہ:

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ (27: 28) پھر ان سے (الگ) ہٹ جا۔اور دیکھتا رہ کہ لوگ کیا جواب دیتے ہیں۔

میں يَرْجِعُونَ رَجْعَ الْجَوَابِ سے ہے نہ کہ رجوع سے اور آیت کریمہ:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ (86: 11) اور پانی برسانے والے آسمان کی قسم۔

میں رَجْعٌ کے معنی بارش کے ہیں اور بارش کو رَجْعٌ اس لیے کہا گیا ہے کہ اولاً سمندروں سے بخارات بن کر پانی اوپر چلا جاتا ہے اور پھر ہوا بارش کی صورت میں انہیں زمین پر واپس لے آتی ہے اور تالاب کو بھی رَجْعٌ کہا جاتا ہے یا تو اس لیے کہ اس میں بارش کا پانی جمع

ہوتا ہے اور یا اس لیے کہ اس کی لہروں میں تلاطم ہوتا رہتا ہے محاورہ ہے: لَیْسَ لِکَلَامِہٖ مَرْجُوْعٌ: اس کی بات کا جواب نہیں۔

دَآبَّۃٌ لَّھَا مَرْجُوْعٌ : وہ جانور جسے استعمال کے بعد بیچنا ممکن ہو۔

نَاقَۃٌ رَاجِعٌ: اونٹنی جو جفتی سے حاملہ نہ ہو گویا وہ نر کے نطفہ کو واپس لوتا دیتی ہے۔

اَرْجَعَ یَدَہٗ اِلٰی سَیْفِہٖ: اس نے تلوار سونتنے کے لیے ہاتھ کو واپس لوٹا یا۔

اَلْاِرْتِجَاعُ: (افتعال) واپس لے لینا۔اِرْتَجَعَ اِبِلًا۔نر شتر بیچ کر ان کے عوض مادہ شتر خریدنا اس میں اگر چہ بعینہ چیز کو لوٹانے کے معنی نہیں پائے جاتے لیکن پہلی تقدیر اً واپس لوٹانے کے معنی ملحوظ ہیں۔

اِسْتَرْجَعَ فُلَانٌ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا۔

اَلتَّرْجِیْعُ: (1) غنایا قرأت کے وقت آواز کو حلق میں لوٹانا۔

(2) کوئی بات دوبارہ کہنا، اسی سے ترجیع فی الاذان ہے جس کے معنی اذان میں شہادتین کو ایک مرتبہ پست آواز سے کہنے کے بعد دوبارہ بلند آواز سے کہنے کے ہیں۔

اَلرَّجِیْعُ: (1) انسان یا چوپایہ کا فضلہ، اسے اگر رجوع سے مانا جائے تو فعیل بمعنی فاعل ہوگا اور اگر رَجْعٌ (متعدی) سے مانا جائے تو فعیل بمعنی مفعول ہوگا۔

جُبَّۃٌ رَجِیْعٌ: وہ جبہ جسے ادھیڑ کر دوبارہ سلا گیا ہو۔

(2) نیز رجیع اس سواری کو کہتے ہین کہ جو ایک سفر سے واپس آنے کے بعد متصل ہی دوسرے سفر پر چلی جائے اس کی مؤنث رَجِیْعَۃٌ ہے اور کنایہ کے طور پر کثرت اسفار کی وجہ سے لاغر اور دبلی سواری کو بھی دابۃ رَجیع وَرَجْعُ سَفَرٍ کہہ دیتے ہیں۔

(3) نیز مکرر کلام کو بھی رَجِیْعٌ کہا جاتا ہے۔

(4) وہ کلام جو بوجہ کراہت متکلم کی طرف لوٹادی جائے اسے بھی رَجِیْعٌ ہی کہا جاتا ہے۔

(مأخوذ از : مفردات القرآن(اردو) جلد اول ، تصنیف : امام راغب اصفہانی ، ترجمہ وحَواشی : شیخ الحدیث مولانا محمد عبدُہ فیروز پوری رحمہ اللہ)

یہی قرآنی لفظ عربی سے اردو کے ذخیرہ الفاظ میں آیا،بہت معروف جملے آپ نے سُنے ہوں گے "ہمیں رجوع الی اللہ کرنے کی ضرورت ہے" یا" رجوع الی القرآن کی دعوت کو عام کرنا ہے"۔ہر زبان میں لفظ اپنے پس منظر "reference to the context" کے اعتبار سے معنی دیتا ہے اسی وجہ سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت کبھی صرف لفظی ترجمہ کام دیتا ہے کبھی بامحاورہ مگر کبھی اپنے پس منظر کے اعتبار سے اصطلاحی ترجمہ کو دوسری زبان میں بھی "terminology" ہی میں کرنا لازمی ہوتا ہے قرآن کریم اسلام کی ترجمان اور مآخذ کتاب ہے،اس کی اپنی شریعت ہے، قانون ہے،اک اصطلاحی زبان ہے،،،،،،،،،،،،،،،ان اصطلاحات کا ترجمہ "قطعاً لفظی" نہیں ہو سکتا خصوصاً جب آپ قرآن کا بامحاورہ ترجمہ کریں گے تو لا محالہ " قرآنی" اصطلاح کا ترجمہ " اصطلاح" ہی میں ہو گا۔

☆☆☆اب آیئے " رجعی" اور " طلاق" کے باہمی تعلق کو دیکھتے ہیں!!! حضرت شیخ الہند محمود حسن نے آیت 229 میں طلاق کے ساتھ " رجعی" کیوں ترجمہ کیا ہے؟؟؟؟

لفظ " طلاق " قرآن کریم میں اپنے مختلف صیغوں (forms) میں 14 بار آیا ہے۔

سورہ بقرہ 10۔سورہ طلاق 2۔سورہ احزاب 1۔سورہ تحریم 1،میں آیا ہے

☆ایک پوری سورت کا نام ہی" طلاق " ہے۔

لفظ "طلاق ایک اصطلاح ہے"۔اس کا لغوی معنی تو عربی میں " آزاد کرنے " کے ہیں۔مشہور لغت المعانی میں درج ہے

" طلاق(اسم) : آزادی،رہائی،چھٹکارا "(3)

یہ تو "الفاظ معنی" کے اعتبار سے ترجمہ ہے مگر کیا اس ترجمہ یا معنی کو اردو زبان میں قرآن کا ترجمہ کرتے وقت لکھا جائے گا یا پھر جو" طلاق" کے شرعی معنی ہیں جو کہ بطور " اصطلاح" استعمال ہوا ہے اس معنی کو لیا جائے گا اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا جائے گا۔یعنی "شرعاً مخصوص الفاظ کے ذریعہ زوجین کے درمیان قائم رشتہ زواج یا قید نکاح کو ختم کر دینا"(4)

---

3 https://www.almaany.com/ur/dict/ar-ur/%D8%B7%D9%8E%D9%84%D8%A3%D9%8E%D9%82%D9%8F/

4۔ایضاً

قرآن، دینِ اسلام کی کتاب ہے اس کے مفسر کو ترجمہ کرتے وقت خوب پرکھ کر لفظ کا انتخاب کرنا ہوتا ہے کیونکہ اس لفظ کا خاص پس منظر ہوتا ہے، لغت و گرائمر کے حساب سے صحیح ترین لفظ چننا ہوتا ہے۔اب یہیں رُکیئے اور ذرا لغوی ترجمہ کیجیئے

*الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ:

آزادی دو بار ہے!!!

کچھ پلے پڑا قرآن کا ترجمہ ؟

ہم آپ کو بَرملا چیلنج دیتے ہیں، دنیا کی کسی زبان میں قرآن کا یہ ترجمہ ہو تو دکھایئے حالانکہ یہ "excat word meaning" کے اعتبار سے "perfect translation" ہے مگر قرآن کریم کے اعتبار سے بالکل غلط اور بھونڈا ترجمہ ہے۔آپ " اسلامی تصورِ طلاق " کے بڑے سے بڑے مخالف کو لے آیئے وہ اس قرآنی لفظ "طلاق" کا ترجمہ " طلاق " ہی کرے گا،،،،اس کی وجہ ؟؟؟

کیونکہ یہ ایک " اصطلاحِ شرعی " ہے۔لہذا اس کا صحیح ترجمہ "اصطلاحی " ہوگا!!!!

☆**لغوی ترجمہ کی اک بہترین مثال**:" فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ نے ان تمام دشمنوں کو معاف فرمادیا جنھوں نے چند ماہ نہیں متواتر 13 سال تک مکہ میں آپ پر اور آپ کے صحابہ کرامؓ پر عرصہٗ حیات تنگ کر رکھا۔طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے تھے اور آپ کو اپنا محبوب وطن چھوڑنے پر مجبور کردیا تھالیکن جب مکہ فتح ہوتا ہے تو نبی کریم ہزاروں جانثار صحابہ کرامؓ کے جلو میں حمد باریٰ تعالیٰ کی نغمہ سرائی کرتے ہوئے سرزمینِ حرم میں داخل ہوتے ہیں۔سب سے پہلے بیت اللہ شریف تشریف لاتے ہیں،دوگانہ نماز ادا کرتے ہیں،اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے ہیں، صحنِ حرم دشمنانِ اسلام سے بھرا ہوا ہے۔وہ سراسیمہ اور خوفزدہ ہیں کہ آج ہمارے تمام اگلے پچھلے برے کرتوتوں کا حساب کتاب چکایا جائیگا کہ اچانک آواز بلند ہوتی ہے:

" اے قریش کے لوگو!تم سوچ رہے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟"

تمام لوگوں نے کہا : اے محمد (ﷺ)!تم سے ہم کو خیر اور بھلائی کی امید ہے اس لئے کہ تم ہمارے بہترین بھائی ہو اور ہمارے شریف بھائی کے فرزند ارجمند ہو!۔

اس کے بعد نبی رحمت محسنِ انسانیت نے ارشاد فرمایا :

آج تم لوگوں پر کوئی لعنت و ملامت نہیں،

اذْهَبُوا فَأَنْتُمْ الطُّلَقَاءُ

" تم لوگ آزاد ہو۔"

☆کیاخیال ہے کوئی مائی کالعل بڑالغت وعربی کاعالم فاضل اور نظم قرآن کادعویدار یہ ترجمہ کر سکتا ہے

" جاو آج تم سب " طلاق یافتہ " ہو " ؟؟؟؟؟؟

☆☆☆اب آیئے لفظ " طلاق " کے عربی گرائمر (صرف ونحو) کی وضاحت کی طرف۔۔۔۔۔۔

پہلی بات لفظ طلاق " اسم جنس " ہے،اسلیئے اوپر " المعانی " ڈکشنری کاحوالہ دیتے وقت لفظ " اسم " کو رنگین کر دیاتھا کہ توجہ رہے۔آپ کو معلوم ہو گا " اسم " اپنی حیثیت ونوعیت کے اعتبار سے کئی اقسام رکھتاہے۔۔۔۔۔آسان الفاظ سمجھیئے اسم جنس کیاہوتاہے

ایسااسم جسکی " اصل ہواوروہ اس کی انواع(اقسام) " پر بھی بولا جاسکتاہے

جیسے " انسان " : اب انسان میں مرد، عورت،بچہ،بوڑھا،جوان،کمزور،پہلوان،تندرست،مریض سب انسان ہی کی قسم ہیں جب یہ کہاجائے یہ تندرست مرد ہے تو یہ بات خود بخود طے ہو گئی کہ "یہ ایک انسان " ہے۔

جب " طلاق " اسمِ جنس ہے تو یہ بات خود بخود سمجھ آ گئی کہ " طلاق کی اقسام ہوں گی "،،،،مثلاجب کہاجائے کہ " اس عورت کو شوہر نے طلاق دی تھی پھر رجوع کر لیا"

تو یہ بات واضح ہو گئی کہ اس عورت کے مرد نے اسے ایسی طلاق دی تھی جس میں وہ رجوع کر سکتا تھا" مطلب رجوع کرنے یانہ کرنے کے حساب سے طلاق کی مختلف اقسام ہیں جن کے " احکام قرآن نے سورہ بقرہ کی آیت 229اور230 "میں بیان کیئے ہیں۔

☆☆☆اب اک اور عام فہم قاعدہ بھی ملاحظہ ہو قرآن نے لفظ استعمال کیا ہے " الطلاق "(ال+طلاق)،،،،،،، آپ حضرات کو زبان وبیان کا یہ قاعدہ تو بخوبی یاد ہو گا کہ کیسی " اسم noun پر" ال" آجائے تو وہ اسم: اسمِ معرفہ بن جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

غور کیجیے قرآن یہاں سورہ بقرہ 229 میں " طلاق " کی اصطلاح استعمال کرتا ہے تو اس پر " ال " لے کر آگیا ہے یعنی اب " ال " کا ترجمہ بھی " طلاق " کے معنی میں شامل کرنا پڑے گا یوں بات صاف ظاہر ہے کہ طلاق کے معنی پر " ال: معرفہ " کا اثر ہو گا تو یقیناً" الطلاق " سے مراد " خاص طلاق " ہو گی۔

یہ دونوں تصریحات سامنے رکھیئے "اسم جنس " والی بھی (اس سے اقسامِ اطلاق، تعداد اور تفریق واضح ہو گی) اور " اسم معرفہ " والی (خاص طلاق کے مفہوم کو ادا کرنے والے ترجمہ کا معلوم پڑے گا) پھر دیکھیئے اس مراد کو پانے کے لیئے قرآن کے مترجمین نے " الطلاق " کے کیا کیا معنی کیئے ہیں۔اس کے بعد شیخ الہند کے ترجمہ کی شان واضح کریں گے !!!

☆ہم اس بحث کو مختصر رکھنے کے لیئے مفسرینِ برِ عظمی جنوبی ایشیاء(5)تک محدود رہتے ہیں۔

203

گیا ہے۔جس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ دور جاہلیت میں طلاق کی تعداد مقرر نہ تھی۔حتی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دس مرتبہ بھی طلاق دے دیتا تو اس کیلئے رجوع کا امکان ہوتا تھا اور عدت کے ختم ہونے سے کچھ ہی پہلے رجوع کرلیا جاتا تھا۔پھر طلاق دے دی جاتی پھر رجوع کرلیا جاتا۔یہی طریقہ چلتا رہا۔حتیٰ کہ ایک عورت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی۔اور اس نے اپنے خاوند کے طلاق دینے پھر رجوع کرنے پھر طلاق دینے پھر رجوع کرنے کی شکایت کی۔ام المومنین رضی اللہ عنہا نے یہ معاملہ حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔اس پر آیت اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۖ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ نازل ہوئی۔یعنی طلاق رجعی کہ جس کے ساتھ رجوع کرنے کا تعلق ہوتا ہے؟ وہ دو طلاقیں ہیں۔اس سے زیادہ کی صورت میں رجوع کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔اگر کسی نے دو طلاقیں دیدیں۔تو اب اس کے بعد معروف طریقہ سے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ یا تو اس عورت کو اپنی زوجیت میں روک رکھنے یا اسے چھوڑ دینے کا اختیار ہے۔اس آیت کریمہ میں بظاہر اگرچہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ کو "خبر" کے انداز میں ذکر کیا گیا ہے لیکن اس سے مراد "امر" ہے۔گویا یوں کہا جا رہا ہے: طلاق رجعی دینا چاہو تو دو مرتبہ طلاق دو۔یہ وہ توجیہ ہے جو تفسیر حسینی' زاہدی' بیضاوی اور تلویح میں مذکور ہے۔

5۔بر صغیر پاک وہند میں قرآن فہمی اور تفسیری خدمات کا علمی اور تحقیقی جائزہ (پی ایچ ڈی مقالہ: محمد حبیب اللہ قاضی)

حضرت ملا احمد جیون(6) کی " التفسیرات الاحمدیہ " کا یہ عکسی حوالہ درج بالا ہے۔۔۔۔۔۔ کہاں 1064 ہجری کی تفسیر اور کہاں ایک شخص 1268 ہجری میں پیدا ہوئے ہیں۔۔۔۔ تقریباً شیخ الہند کی پیدائش سے دو سو سال پہلے کی تفسیر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس تفسیر میں بخوبی واضح ہے کہ طلاق کی ایک قسم " رجعی " ہے جس میں رجوع کیا جا سکے!

☆حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی(7)

6۔حضرت مُلا احمد جیون رح کی شخصیت یوں بھی بہت پُر کشش ہے آپ محی الدین سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے استاد عالی مقام تھے،،،،،، آپ کا نام احمد عرف ملا جیون اور نسب نامہ یہ ہے۔ شیخ احمد بن ابی سعید بن عبداللہ بن عبدالرزاق بن خاصہ الصدیق صالحی نسب نامہ خلیفہ اول صدیق اکبر تک پہنچتا ہے۔والد بزرگوار کا نام نامی ابو سعید ہے۔ آپ کی والدہ شاہ عالمگیر کے داروغہ مطبخ میر آتش عبداللہ عرف نواب عزت خاں امیٹھوی کی ہمشیرہ محترمہ تھیں۔ آپ کا خاندان علم و تقوی کے لحاظ سے مضافات لکھنؤ میں نہایت مقبول اور مرجع عام و خاص تھا۔ ملا احمد جیون کی اس تصنیف کی اہم بات یہ ہے کہ موصوف کے زمانہ طالب علمی کی یہ تصنیف ہے جب کہ آپ ابھی عمر کے اکیسویں برس میں داخل ہوئے تھے اور اپنی درسی مصروفیات کو جاری رکھتے ہوئے تقریباً چھ سال کے قلیل عرصہ میں اس تصنیف کو مکمل کر لیا۔ چنانچہ کتاب کے آخر پر خود فرماتے ہیں: "کہ میں نے اس کتاب یعنی تفسیر الآیات الشرعیہ کی تصنیف کا کام امیٹھی میں اپنی عمر کے سولہویں برس میں شروع کیا جب میں حسامی پڑھا کرتا تھا۔ اور یہ 1064ھ کا واقعہ ہے۔ اور امیٹھی ہی میں نے 1069ء میں اس کتاب کو مکمل کر لیا جب میں شرح مطالع الانوار پڑھتا تھا اور اس وقت میری عمر اکیسویں برس میں تھی۔

7۔شاہ ولی اللہ: پیدائش 1703ء، انتقال 1762ء: (برصغیر پاک و ہند میں عہد مغلیہ کے مشہور عالم دین، محدث اور مصنف تھے۔ مجدد الف ثانی اور ان کے ساتھیوں نے اصلاح کا جو کام شروع کیا تھا شاہ ولی اللہ نے اس کام کی رفتار اور تیز کر دی۔ ان دونوں میں بس یہ فرق تھا کہ مجدد الف ثانی چونکہ مسلمانوں کے عہد عروج میں ہوئے تھے اس لیے ان کی توجہ زیادہ تر ان خرابیوں کی طرف رہی جو مسلمانوں میں غیر مسلموں کے میل جول کی وجہ سے پھیل گئیں تھیں لیکن شاہ ولی اللہ چونکہ ایک ایسے زمانے سے تعلق رکھتے تھے جب مسلمانوں کا زوال شروع ہو گیا تھا اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے زوال کے اسباب پر بھی غور کیا اور اس کے علاج کے بھی طریقے بتائے۔☆ شاہ ولی اللہ کا ایک بڑا کارنامہ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ ہے۔ پاکستان و ہندوستان میں مسلمانوں کی علمی زبان فارسی تھی۔ قرآن چونکہ عربی میں ہے اس لیے بہت کم لوگ اس کو سمجھ سکتے تھے۔ شاہ ولی اللہ نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کر کے اس رکاوٹ کو دور کر دیا۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ لوگ اسلام کی تعلیم سے واقف ہونے لگے۔

شاہ ولی اللہ ترجمۂ قرآن کے علاوہ اور بہت ساری کتابوں کے مصنف ہیں۔ یہ کتابیں علم تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور تصوف پر ہیں۔ ان عالمانہ کتابوں کی وجہ سے وہ امام غزالی، ابن حزم اور ابن تیمیہ کی طرح تاریخ اسلام کے سب سے بڑے عالموں اور مصنفوں میں شمار ہوتے ہیں۔

ان کی سب سے مشہور کتاب " حجۃ اللہ البالغہ " ہے۔ امام غزالی کی " احیاء العلوم " کی طرح یہ کتاب بھی دنیا کی ان چند کتابوں میں سے ہے جو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی۔ اس کتاب میں شاہ ولی اللہ نے اسلامی عقائد اور اسلامی تعلیمات کی وضاحت کی ہے اور دلیلیں دے کر اسلامی احکام اور عقائد کی صداقت ثابت کی ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے لیکن اس کا اردو میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔

شاہ صاحب کے نزدیک ترجمہ قرآن کا اہم ترین مقصد مسلمانوں میں قرآن فہمی کا ذوق پیدا کرنا تھا، اس لیے انہوں نے قرآنی آیت کے مفہوم کو اصل اہمیت دی ہے، لیکن الفاظِ قرآن سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا۔اسی طرز نے بعد ازاں بین القوسین ترجمہ اور تفسیری حواشی کو رواج دیا۔شاہ صاحب نے طول طویل بحثوں کے بجائے سادہ اور سلیس انداز میں قرآنی مقصود کو بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔اور انہوں نے مشکل مقامات کی مختلف توجیہات اور متشابہات کی تاویلات میں غیر ضروری تفصیلات کو عقلی موشگافی

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمت اللہ علیہ نے اسلامی ریاست اور اس کے نظام کے بارے میں ایک انتہائی قیمتی اور منفرد کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فارسی زبان میں تالیف کی تھی، یہ کتاب دو ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور انتہائی پر مغز ابحاث پر مشتمل ہے۔اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا عبد الشکور فاروقی مجددی نے کیا ہے جو قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی سے شائع ہوا ہے۔مولانا محمد بشیر سیالکوٹی مدیر دار العلم اسلام آباد نے 2013 میں اس کتاب کا عربی زبان میں ترجمہ مکمل کر دیا۔جو مئی 2016ء میں دو ضخیم جلدوں دار العلم آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد سے شائع ہوا۔

شاہ ولی اللہ اپنی کوششوں کی وجہ سے غزالی، ابن تیمیہ اور مجدد الف ثانی کی طرح اپنی صدی کے مجدد سمجھے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال کے بعد جو بیداری پیدا ہوئی اور اس وقت خطے میں اسلامی جو احیائی تحاریک موجود ہیں ان کے بانی شاہ ولی اللہ ہی ہیں۔شاہ ولی اللہ جہاں خود ایک بہت بڑے عالم، مصلح اور رہنما تھے۔وہاں وہ اس لحاظ سے بھی بڑے خوش قسمت ہیں کہ ان کی اولاد میں ایسے ایسے عالم پیدا ہوئے جنھوں نے ہند وپاک کے مسلمانوں کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔

قرار دیتے ہوئے نظر انداز کر دیا ہے۔

لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ
يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ
عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾

پنهان کنندآنچه خدا آفریده است در رحمهای ایشان (یعنی ولد وحیض) ا گر ایمان آورده اند بخدا و روز بازپسین وشوهران ایشان سزاوار تراند به بازآوردن ایشان درحباله خود درین مدت ا گر خواهند نیکوکاری وزنان را هست مانند آنچه برزنان است بوجه پسندیده[۱] ومردان راهست برایشان بلندی یعنی فرمانروائی وخدا غالب استوار کا راست (۲۲۸) .

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ
بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـــًٔـا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ
وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

طلاق (رجعی) دوباراست پس ازآن یانگاه داشتن ست بخوش خوئی یارها کردن به نکوئی وحلال نیست شمارا که بگیرید چیزی راازآنچه داده ایدزنان را[۲] مگرآنگاه که بترسند مرد و زن که برپا نتوانند داشت احکام خدارا[۳] پس ا گر بترسید ای مسلمانان ازآنکه برپاندارند این هر دو احکام خدارا پس گناه نیست برایشان درآنچه عوض خود داد زن، این حدهامقرر کرده خداست پس بیرون مروید ازآنها وهرکه بیرون رود ازحدود خدا پس آن گروه ایشانند ستمگاران (۲۲۹) .

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ
زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ

پس ا گرطلاق داد (یعنی بارسوم) پس هرگز حلال نمی شود این زن آن مرد را تا آنکه درآید به نکاح شوهر دیگر (یعنی

(۱) یعنی زنان را برمردان حق است چنانچه مردان را برزنان حق است .
(۲) یعنی حلال نیست که بدل طلاق از مهر بگیرد .
(۳) یعنی در معاشرت .

(رجعی، دوبار است، بار سوم: واضح الفاظ ہیں) یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فارسی ترجمہ "فتح الرحمٰن" ہے۔۔۔شاہ صاحب نے ترجمہ قرآن 1738 عیسوی میں کیا(8) جبکہ شیخ الہند کی پیدائش 1851ء کی ہے یعنی 113 سال بعد کی !!!!!! " کیا خیال ہے شاہ ولی اللہ پر بھی اک چوٹ نہ ماری جائے کہ " تحریف قرآن" کر دی؟؟؟؟؟؟(نعوذ باللہ ذلک)

آپ حضرات کی آسانی کے لیئے اس فارسی ترجمہ کا اردو ترجمہ بھی پیش کرتاہوں جو مولانا مظہر دہلوی نے کیا ہے



تفسیر مظہرالقرآن ۱۴۷ سیقول ۲: البقرۃ ۲

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ

پھر اگر وہ دوسرا خاوند اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں میں کچھ گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں (یعنی نکاح کرلیں) اگر یہ سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں قائم رکھیں گے، اور یہ خدا کی حدیں ہیں ان کو بیان فرماتا ہے دانشمندوں کے لئے ﴿۲۳۰﴾ اور جب [1] تم نے عورتوں کو (رجعی) طلاق (یعنی دوبار) دیدی اور وہ اپنی عدت پوری کرنے کے قریب ہوں تو ان کو یا تو دستور کے موافق اچھی طرح سے رکھ لو یا (تیسری طلاق دے کر) ان کو بھلائی سے رخصت کردو، اور تکلیف دینے کیلئے ان کو اپنی (زوجیت میں) نہ روکو کہ (بعد کو ان پر) زیادتی کرو، اور جو ایسا کرے پس بے شک اس نے اپنے پر ظلم کیا [2] اور اللہ کی آیتوں کو ہنسی (کھیل) نہ بنالو۔

[1] اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ عدت کے ختم ہونے تک خاوند کو اختیار ہے کہ رضامندی کے ساتھ اس کو پھر ملا لیوے یا بالکل چھوڑ دے یا مگر یہ ہرگز جائز نہیں کہ قید میں رکھے۔ **فائدہ:** پہلی آیت میں یہ بتلایا تھا کہ دو طلاق تک مرد کو اختیار تھا کہ عورت کو پھر ملا لیوے، یا بالکل چھوڑ دے۔ اب اس آیت میں یہ فرمایا کہ یہ اختیار صرف عدت تک ہے۔ عدت کے بعد کوئی اختیار حاصل نہ رہے گا۔

[2] **شان نزول:** تفسیر ابن منذر میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ طلاق و عتاق کا پہلے اقرار کرکے پھر کہہ دیتے تھے کہ ہم نے تو ہنسی سے کہہ دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور جتلایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ تم پر نعمت ہے کہ رسول ہر وقت تم میں موجود ہیں۔ طرح طرح کے احکام اترتے ہیں۔ اگر تم ان احکام کو جو آیات الٰہی میں ہیں ٹھٹھا ٹھہراؤ گے تو یاد رکھو کہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے، یا تو تمہارے لئے دنیا میں کوئی عتاب آوے گا ورنہ قیامت میں اس ہنسی کھیل کا مواخذہ ضرور ملے گا۔ مطلب یہ ہے کہ نکاح اور طلاق رجعی سے عدت میں رجوع کرنا ان تین چیزوں میں ہنسی کا کچھ دخل نہیں ہے۔

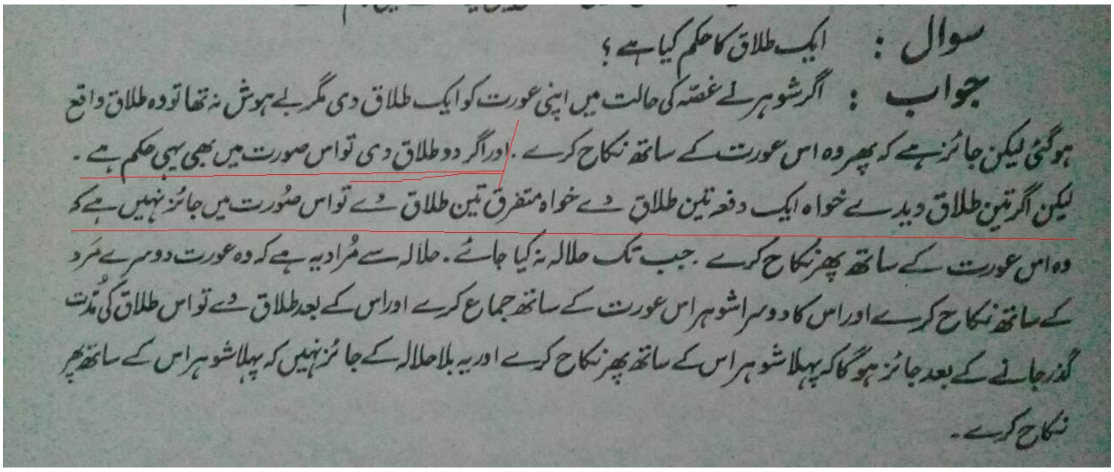
8۔ شاہ ولی اللہ کی قرآنی خدمات کے لیئے درج ذیل کتب دیکھیئے

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی قرآنی فکر کا مطالعہ: ڈاکٹر سعود عالم قاسمی

☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی خدمات (مجموعہ مقالات) ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی

☆ تذکرہ" شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، ماہنامہ الفرقان، خاص اشاعت، لکھنؤ

☆☆☆ **شاہ صاحب کے بڑے صاحب زادے عبدالعزیز نام اور سراج الہند لقب تھا**۔ والد ماجد ہی کی خدمت میں ان کی اصل تعلیم وتربیت ہوئی البتہ بعض امہات کتب کادرس اپنے والد کے ممتاز تلامذہ جیسے شاہ محمد عاشق پھلتی اور محمد امین ولی اللہی سے بھی لیا۔اپنے پدربزرگوار شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی وفات کے وقت ان کی عمر سترہ سال تھی۔اوائل عمر میں کثرت امراض کے باوجود آپ نے مدۃ العمر درس و افادہ کابازار گرم رکھا اوراپنے والد کے جانشین مقرر ہوئے۔شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (25 رمضان المبارک 1159ھ— 7 شوال 1239ھ / 20 ستمبر 1746ء— 5 جون 1823ء) جو سراج الہند کے لقب سے مشہور ہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرزندِ اکبر تھے۔ان کے جد محترم شاہ عبد الرحیم تھے۔شاہ عبد العزیز کو علم کی وسعت کے ساتھ استحضار میں بھی کمال حاصل تھا۔آپ کو قرآن مجید کے درس سے خاص شغف تھا۔آپ کے نواسے اسحاق بن فضل روزانہ ایک رکوع قرآن مجید ان کی مجلس میں تلاوت کرتے تھے جس کی تفسیر شاہ صاحب بیان کرتے تھے۔اس حلقہ درس سے بے شمار فضلا پیدا ہوئے اور ملک کے کونے کونے میں پھیل گئے۔ آپ نے ۸۰ برس کی عمر پا کر ۹شوال ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء کو وفات پائی۔شاہ عبدالعزیز نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔امراض کی شدت اورآنکھوں کی بصارت کے زائل ہو جانے کے سبب بعض کتابوں کو انہوں نے املا کرایا۔ان کی اہم تصنیفات میں تحفہ اثنا عشریہ، بستان المحدثین، العجالۃ النافعۃ، فتاویٰ اور زیر تبصرہ تفسیر فتح العزیز ہے۔



سوال : ایک طلاق کا حکم کیا ہے؟

جواب : اگر شوہر نے غصہ کی حالت میں اپنی عورت کو ایک طلاق دی مگر بے ہوش نہ تھا تو وہ طلاق واقع ہو گئی لیکن جائز ہے کہ پھر وہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرے۔ اور اگر دو طلاق دی تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر تین طلاق دیدے خواہ ایک دفعہ تین طلاق دے خواہ متفرق تین طلاق دے تو اس صورت میں جائز نہیں ہے کہ وہ اس عورت کے ساتھ پھر نکاح کرے۔ جب تک حلالہ نہ کیا جائے۔ حلالہ سے مُراد یہ ہے کہ وہ عورت دوسرے مَرد کے ساتھ نکاح کرے اور اس کا دوسرا شوہر اس عورت کے ساتھ جماع کرے اور اس کے بعد طلاق دے تو اس طلاق کی مُدت گذر جانے کے بعد جائز ہوگا کہ پہلا شوہر اس کے ساتھ پھر نکاح کرے اور یہ بلا حلالہ کے جائز نہیں کہ پہلا شوہر اس کے ساتھ پھر نکاح کرے۔

یہ عبارت فتاویٰ عزیزی (مترجم اردو) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ہے

ص نمبر 557-------ترجمہ قرآن یا تفسیر عزیزی (فتح العزیز) کی بجائے شاہ صاحب کے فتویٰ سے عبارت پیش کرنے کی وجہ حاشیہ میں درج ہے(9)

اگر یہ فتویٰ عمر کے آخری لمحہ کا بھی شمار کریں تب بھی شیخ الہند کی پیدائش سے 28 سال پہلے کا بنتا ہے۔(10)

☆اب لیجیئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دوسرے بیٹے " شاہ رفیع الدین محدث دہلوی(11)کا☆لفظی ترجمہ ☆"

عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ

غالب ہے حکمت والا یہ طلاق دو بار ہے پس بند رکھنا ہے ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دینا

اب دیکھیئے اس شاہ صاحب " ال" کے ترجمہ کے لیئے " یہ " کا لفظ لائے ہیں، مگر " لفظی ترجمہ کے باوجود لفظ طلاق کا ترجمہ " طلاق " سے ہی کیا ہے کیونکہ یہ ایک شرعی اصطلاح ہے۔" یہ " سے خاص"طلاق" کی طرف اشارہ ہو گیا حالانکہ " آیتِ قرآن میں " یہ " کسی لفظ کا ترجمہ نہیں مگر چونکہ الطلاق کو" اسم معرفہ " بیان کیا گیا ہے تو اسے " یہ " سے واضح کر دیا،،، جس سے ہر عاقل خود بخود " طلاق کی اس قسم "کو سمجھ جاتا ہے کہ اس" خاص طلاق " کے علاوہ بھی طلاق کی قسم ہے جسے اگلی آیت 230 میں بیان کیا گیا ہے۔

9۔یہ تفسیر نامکمل صورت میں پائی جاتی ہے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی ابتدائی ایک سو چوراسی آیات کی تفسیر پہلی جلد میں ہے اور آخر کے دو پاروں کی تفسیر علیحدہ علیحدہ جلدوں میں ہے اور یہ جلدیں متعدد بار شائع ہو چکی ہیں۔(ہماری زیر بحث آیات سورہ بقرہ کی 229 اور 230 ہیں جبکہ شاہ صاحب کی دستیاب تفسیر صرف 184 نمبر آیت تک ہے۔

10۔حالات وخدمات کے لیئے دیکھیئے کتاب" شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات: ڈاکٹر ثریاڈار (پی ایچ ڈی مقالہ)

11۔شاہ محمد رفیع الدین دہلوی محدث، مفسر۔امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی کے صاحبزادے(1163ھ/1750ء - 1233ھ/1818ء) آپ کا پورا نام رفیع الدین عبد الوہاب تھا،شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیٹے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے کے چھوٹے بھائی تھے۔آپ کے دوسرے بھائیوں شاہ عبد القادر اور شاہ عبد الغنی کا شمار بھی چوٹی کے محدثین و فقہا میں ہوتا ہے۔برصغیر میں آپ کی شہرت پہلے لفظی اردو ترجمہ قرآن کی وجہ سے ہے۔جو آپ نے 1200ھ میں مکمل کیا۔آپ کارسالہ" تفسیر آیت نور " علوم کا گنجینہ ہے۔

☆ 1200 ہجری یعنی آج سے 234 سال قبل " اردو کا پہلا " لفظی " ترجمہ کیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محمود حسن دیوبندی 1268ھ بمطابق 1851ء کو اترپردیش کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔(مطلب اردو کے پہلے ترجمہ سے بھی 68 سال بعد میں پیدا ہوئے۔

اب آتے ہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تیسرے بیٹے ☆رئیس المفسرین برعظمہ جنوبی ایشاء حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (12)۔ آپ نے اردو کا پہلا باضابطہ بامحاورہ ترجمہ بنام " موضح قرآن "(13) فرمایا اور اس شان سے کہ آج تک 237 سال گزر جانے کے بعد بھی اس ترجمہ کے رموز نرالے اور تاثیر دلپذیر ہے۔(14)

12۔عالم ،عامل،فقیہ فاضل، زاہد،عابد خصوصاً فقہ و تفسیر میں یگانۂ روزگار،صاحبِ ورع واتقاء صادق الفراست تھے،تمام علوم آپ نے بھائی شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے،تمام عمر تدریس و تنشیر علوم میں رہ کر خاص و عوام کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب کیا اور اپنے والد ماجد کی تعلیمات کو پھیلایا۔ہمہ وقت درس و افادہ میں مشغول اور دہلی کی اکبر آبادی مسجد میں مقیم رہتے تھے۔

امام المفسرین حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی امام المفسرین حضرت شاہ عبدالقادر امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے چھوٹے بیٹے تھے۔حضرت شاہ عبدالقادر کی پیدائش احمد شاہ کے عہد میں 1167ھ بمطابق1753ء میں ہوئی۔حضرت شاہ عبدالقادر نے علوم و فنون کی تکمیل بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے کی- تحصیل علوم کے بعد حضرت شاہ عبدالقادر نے مسجد اکبر آبادی م‍یں تعلیم و تدریس شروع کی۔جبکہ آپ کے دوسرے بھائی مدرسہ کلاں میں تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔مشہور نقشبندی بزرگ حضرت شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی کے بقول حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے صاحبزادوں میں سے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نسبت بزرگ تھے۔آپ انتہائی خلوت پسند تھے۔آپ نے چالیس سال مسجد اکبر آبادی میں اعتکاف کی حالت میں قرآن کامشہور عالم ترجمہ موضح القران تحریر فرمایا۔سرسید احمد خاں آثار الصنادید میں لکھتے ہیں کہ آپ کا دہلی والوں کو اس وقت پتہ چلا جب آپکا جنازہ مسجد سے قبرستان لے جایا جا رہا تھا۔آپ کی زاہدانہ زندگی بارے سرسید نے لکھا ہے کہ آپ کے بڑے بھائی آپ کو سال بھر میں دو جوڑے کپڑے اور دو وقت کا کھانا بھیجا کرتے تھے۔حضرت شاہ عبدالقادر کو کشف کی بڑی قوت تھی حضرت شاہ عبدالعزیز رمضان شروع ہونے پر معلوم کرایا کرتے تھے کہ پہلی تراویح میں شاہ عبدالقادر نے ایک پارہ پڑھا یا سوا پارہ پڑھا۔اگر ایک پارہ پڑھا تو شاہ عبدالعزیز سمجھ جاتے کہ رمضان تیس کا ہوگا اور سوا پارہ پڑھا تو رمضان انتیس کا ہوگا ساری عمر اس کے خلاف کبھی نہ ہوا۔

حضرت شاہ عبدالقادردہلوی کا ترجمہ کردہ موضح القرآن روز اول 1790ء کے لگ بھگ سے ہی مسلمانان برصغیر میں نہایت مقبول و مسلّم بلکہ الہامی ترجمہ کے نام سے مشہور رہا ہے۔ہر دور کے اہل بصیرت نے اسے الہامی ترجمہ قرار دیا۔یہ ہندوستان میں قران مجید کا پہلا اردو ترجمہ مانا جاتا ہے اور تمام تراجم کیلیے بمنزلہ اساس ہے، اس ترجمہ پر شاہ صاحب کے چالیس برس خرچ ہوئے، شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قرآن موضح القرآن قرآن پاک کے مابعد اردو ترجموں کے لیے مینارہ نور ثابت ہوا بقول مولانا ڈپٹی نذیر احمد مرحوم اردو زبان کے جتنے بھی تراجم ہیں سب کے سب شاہ عبدالقادر کے ترجمے کے مترجم ہیں۔موضح القرآن کے نام سے یہ پہلا اردو میں بامحاورہ ترجمہ قران تھا۔مولانا عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں قرآن پاک کے ترجمے سے پہلے شاہ صاحب نے ایک خواب دیکھا کہ ان پر قرآن حکیم نازل ہوا ہے۔انھوں نے اپنے برادر بزرگ، شاہ عبدالعزیزؒ سے اس کا ذکر کیا۔شاہ عبدالعزیزؒ نے کہا کہ بے شک یہ خواب صحیح ہے، وحی کا سلسلہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد منقطع ہوچکا ہے لیکن اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو قرآن عزیز کی خدمت کی ایسی توفیق

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ

طلاق ہے دو بار تک، پھر رکھنا موافق دستور کے، یا رخصت کرنا

بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

نیکی سے۔ اور تم کو روا نہیں، کر لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں کو،

شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ

مگر کہ وہ دونوں ڈریں، کہ نہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے۔ پھر اگر تم لوگ ڈرو،

اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا

کہ وہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے، تو نہیں گناہ دونوں پر، جو بدلا

افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ

دے کر چھوٹے عورت یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے، سو ان سے آگے نہ بڑھو۔ اور

مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

جو کوئی بڑھ چلے اللہ کے قاعدوں سے۔ سو وہی لوگ ہیں گنہگار ف ۱

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ

پھر اگر اس کو طلاق دے، تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا

اس کے سوا۔ پھر اگر وہ شخص اس کو طلاق دے، تب گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر مل جاویں۔ اگر خیال رکھیں کہ ٹھیک

حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

رکھیں گے قاعدے اللہ کے۔ اور یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے، بیان کرتا ہے واسطے جاننے والوں کے ف ۲

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

سے علیحدگی کا اختیار بھی اسی کو دیا جانا چاہیئے تھا۔ پھر مرد کے مقابلہ میں عورت زیادہ جذباتی واقع ہوئی ہے اسکے بارے میں اندیشہ تھا کہ وہ ذرا ذرا سی بات پر روٹھ کر مرد کے حقوق ضائع کر دیگی۔ مرد اگر غصہ سے مغلوب ہو کر جلد بازی میں کوئی قدم اٹھا بھی لے گا تو گھر کی بربادی کا خیال اسے فوراً سنبھال لے گا اور وہ طلاق کے تدارک کی کوشش کرے گا۔

بحاشیہ صفحہ ہٰذا

فوائد

ف ۱ یعنی عدت تک مرد چاہے تو عورت کو پھر رکھ لے یہ بات پہلی طلاق میں ہے اور دوسری میں بعد اس کے نہ پھر سکے گی تو موافق شرع اس کے حق ادا کر سکے تو رکھے کہ پھر قضیہ نہ ہو اور نہ رکھ سکے تو رخصت کرے اس نیت سے نہ اٹکاوے کہ عاجز ہو کر جو میں نے دیا تھا پھیر جاوے۔ یہ جب روا ہے کہ ناچاری ہو اور کسی طرح دونوں کی خو نہ ملے اور مرد کیطرف سے ادائے حق میں قصور نہ ہو، اس وقت سب لوگ مل کر عورت سے کچھ پھروا دیں اور مرد کو راضی کر کر طلاق دلوا دیں اس کو خلع کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ رحمہ: ف ۲ یعنی تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتی بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا۔

تشریح ف ۲

حلالہ کی حیثیت: شاہ صاحبؒ نے شرعی حلالہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تین طلاقوں کے بعد عورت عدت پوری کرے اور پھر دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس کے ساتھ وطی کرے پھر عدت پوری کر کے سابق شوہر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن حدیث میں حلالہ کرانے والے اور حلالہ کرنے والے پر لعنت اور پھٹکار ڈالی گئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے آپس میں طلاق

عطا فرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کے حصے میں نہیں آئی۔ چنانچہ ان کے خواب کی تعبیر ترجمہ قرآن موضح القرآن کی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔

13۔ محاسن موضح قرآن: تحقیق و تصنیف: مولانا اخلاق حسین قاسمی

☆ شاہ عبد القادرؒ کی قرآن فہمی۔ از: مولانا محمد فاروق خان صاحب

14۔ شاہ عبد القادر دہلویؒ کے ترجمہ قرآن کا لسانی و ادبی مطالعہ (پی ایچ ڈی مقالہ) محمد سلیم خالد

☆ تاریخ اردو ادب، جلد دوم، ڈاکٹر جمیل جالبی، مجلس ترقی ادب لاہور ص 1049 تا 1060 (تحقیقی تبصرہ بر موضح قرآن کے لیئے دیکھیئے)

☆ اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ: ڈاکٹر ایوب قادری (پی ایچ ڈی مقالہ۔ ترجمہ موضح قرآن کے فنی محاسن کے لیئے دیکھیئے)

اب غور سے اس ترجمہ کو پڑھیئے پہلی چیز آپ کو دائرہ میں نظر آئے گی وہ لفظ " تک " ہے یہاں حضرت شاہ صاحب نے " اسم جنس " کی رعائیت کرتے ہوئے ترجمہ فرمایا ہے کہ زیر بحث آیت میں جس طلاق کی " خاص نوع کا حکم بیان ہو رہا ہے وہ دوبار " تک " ہے۔

☆متعصب و متنفر، معترض سے ہم یہ سوال پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ " کیا حضرت شاہ عبدالقادر صاحب " بھی تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں؟؟

☆دوسری بات " شاہ صاحب نے جو (تفسیری) حاشیہ لکھا ہے اس میں صاف صاف وہی مطلب ہے جسے شیخ الہند نے اپنے بامحاورہ ترجمہ قرآن کا حصہ بنایا ہے کیونکہ بامحاورہ ترجمہ کا مطلب ہی زیادہ سے زیادہ واضح ترجمانی اور مراد قرآنی کو بیان کرنا ہوتا ہے۔

الحمد اللہ خانوادہ حضرت شاہ ولی اللہ سے مولانا محمود حسن شیخ الہند کے ترجمہ قرآن کی مکمل "تائید، توثیق اور سند" بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ دین خالص " سند " کا نام ہے۔ مشہور تابعی عالم ابن سیرینؒ فرماتے ہیں " ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذوه: یہ علم دین ہے، پس تم دیکھو کہ کس سے حاصل کر رہے ہو "(طبقات ابن سعد، 7/194، ط: دارالفکر، بیروت)(15)۔ بقول میر تقی میر

؎ اس فن میں کوئی بے تہہ کیا ہو میرا معارض

اول تو میں سند ہوں پھر یہ میری زباں ہے

اہل دیوبند کا امام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے کیا تعلق (16) ہے اس کے لیئے گروپ لیڈر کے " گُروجی " کا بیان ملاحظہ ہو

15۔ فوائد جامعہ شرح عجالہ نافعہ: علامہ ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی

16۔ (ایک یمنی محدث کی شہادت) علامہ سید مناظر احسن گیلانی کی سنیئے: "مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے امیر شاہ خاں نے ایک واقعہ نقل کیا ہے، کہ سفر حج میں حضرت کا جہاز یمن کے ساحل کے کسی بندر گاہ پر ٹھہر گیا، معلوم ہوا کہ ابھی چند دن رُکا رہے گا، حضرت نانوتویؒ کو کسی نے خبر دی کہ اس بندر گاہ کے شہر میں کہنہ سال معمر بزرگ محدث رہتے ہیں ان کی ملاقات کو حضرت تشریف لے گئے، مل کر مولانا نانوتویؒ ان کے علم سے بہت متاثر ہوئے اور درخواست کی کہ حدیث کی سَند اجازت ہو، اسپر محدث صاحب نے پوچھا تم کس کے شاگرد ہو؟ انھوں نے اپنے استاد مولانا عبدالغنی مجددیؒ کا نام لیا، محدث صاحب ناواقف تھے، پوچھا عبدالغنی کس کے شاگرد تھے؟ جواب ملا: شاہ اسحاقؒ کے، شاہ اسحاقؒ سے بھی وہ ناواقف تھے، پوچھا وہ کس کے شاگرد تھے؟ کہا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے، شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا نام سن کر محدث صاحب رُکے بولے ان کو میں جانتا ہوں، اور اسکے بعد فرمایا:

https://www.facebook.com/ghamidicil/videos/2881548408780670/_______

گروپ میں بارہا" گروپ لیڈر" سے عرض کیا گیا کہ " اپنے محبوب من ومرجع(17)"کی مذکورہ بالا ویڈیو گروپ میں پوسٹ فرمائیں، مگر معلوم نہیں انھیں اس امر سے کیا عذر درپیش ہے؟؟؟اس پر تو ہم بس یہی کہہ سکتے ہیں

وہ حق سے خوب واقف مگر نہ مانیں گے

کہ اُن کے ذہن پہ راغب آنا کا پہرا ہے

چلیئے خیر قصہ ابھی ختم نہیں ہوا ابھی تو" مدرسہ رحیمیہ دلی" اور سلسلہ ولی اللہی کے بڑے بڑے یگانہ روزگار مفسرین اور مترجمینِ قرآن کے حوالہ جات آپ کی نذر کرنے ہیں۔

☆تفسیر مظہری ، مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتی(18) رح ، ص346 جلد اول ، اردو

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (طلاق دو بار تک) ہے یعنی جس کے بعد رجعت ہو سکتی ہے کیونکہ تیسری کا ذکر اور دو کے بعد رکھنے کا حکم عنقریب آتا ہے۔

مروی ہے کہ نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ (یہ تو دو ہی طلاقیں ہوئیں) تیسری کہاں ہے فرمایا اوتسریح باحسان (سے تیسری مراد ہے) یہ روایت ابو داؤد نے اپنی ناسخ میں اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور ابن مردویہ نے ابن رزین سدی کی سند سے نقل کی ہے اور دار قطنی اور ابن مردویہ نے حضرت انس کی سند سے بھی نقل کی ہے۔ بغوی کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ شروع اسلام میں لوگ کی یہ حالت تھی کہ بے حد و حساب طلاقیں دے دیتے تھے کوئی یہ کرتا تھا کہ بیوی کو طلاق دے دی اور جب اس کی عدت ختم ہونے پر آئی تو اس سے رجعت کر لی پھر اسی طرح طلاق دے دی اسے ستانے کے ارادہ سے پھر رجعت کر لی اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ الطلاق مرتان اور جب کسی نے تیسری طلاق بھی دے دی تو اب کسی اور سے نکاح کئے بغیر یہ عورت اس کے لئے حلال نہیں ہوتی تھی

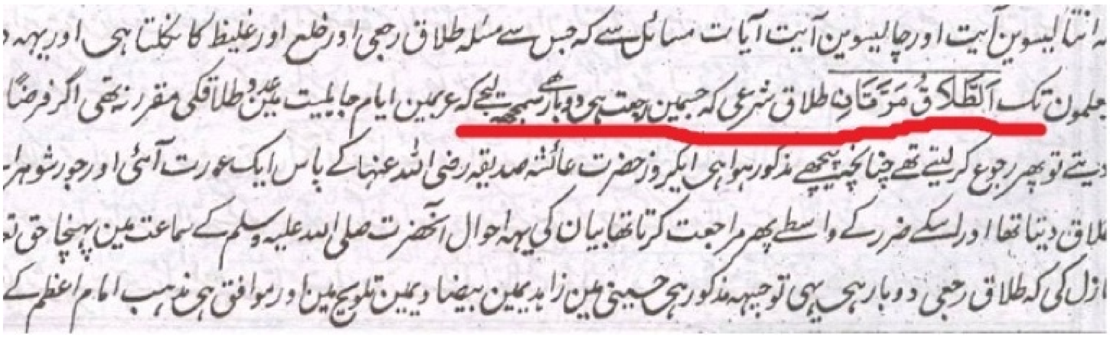
"شاہ ولی اللہؒ طوبیٰ کا درخت ہے، جسطرح جہاں جہاں طوبیٰ کی شاخیں ہیں وہاں جنت ہے اور جہاں جہاں اسکی شاخیں نہیں وہاں جنت نہیں ہے۔یونہی جہاں شاہ ولی اللہؒ کا سلسلہ ہے وہاں جنت ہے اور جہاں انکا سلسلہ نہیں ہے وہاں جنت نہیں ہے"۔(تذکرہ شاہ ولی اللہؒ، مولانا سید مناظر احسن گیلانی، ص196، نوید پبلیشرز، لاہور)

17۔ مزے کی بات لفظ" مرجع" جس سے رجوع کیا جائے بھی" رج ع" سے بنا ہے۔

18۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنے عہد کے عظیم فقیہ، محدث، محقق اور مفسر تھے۔ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی انہیں بیہقی وقت کہا کرتے تھے۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے انہیں بیہقی وقت کا لقب دیا اور مرشد گرامی مرزا مظہر جان جاناں نے علم الہدی کا لقب دیا اور ان کے ساتھی انہیں ثناء اللہ کی بجائے سناء اللہ (اللہ کی چمک) کہتے جس سے ان کے روحانی مرتبے اور مقام کی نشان دہی ہوتی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے حافظ محمد عابد لاہوری سنامی احمدی لاہوری نقشبندی شیخ محمد عابد سنامی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور علم طریقت (نقشبندیہ) حاصل کیا۔ ان کے وصال کے بعد اور ایک روایت کے

☆شیخ الہند کی پیدائش سے 41 سال پہلے قاضی صاحب فوت ہو چکے تھے(19) ،،،،،،، یقینا کم از کم 50 سے ساٹھ سال پہلے کی تفسیر ہے

☆حضرت شاہ رؤوف احمد مجددیؒ(20)"تفسیر رؤوفی"


ہ انتالیسوین آیت اورچالیسوین آیت آیات مسائل سے کہ جس سے مسئلہ طلاق رجعی اورخلع اورغلیظ کا نکلتا ہی اوربہہ د
جلمون تک اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ طلاق شرعی کہ جسمین رجعت ہی دوبار ہے سمجھے کہ عربین ایام جاہلیت مین طلاقکی منقرر نہتھی اگر فرضاً
دیتے تو پھر رجوع کرلیتے تھے چنانچہ پیچھے مذکور ہوا ہی ایکروز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی اور رجو شوہر
طلاق دیتا تھا اور اسکے ضرر کے واسطے پھر مراجعت کرتا تھا بیان کی یہہ احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سماعت مین پہنچا حق تع
ازل کی کہ طلاق رجعی دو بار ہے یہی توجیہہ مذکور ہے حسینی مین زاہدیمین بیضاوی مین تلویح مین اور موافق ہے مذہب امام اعظم کے

مطابق ان کے ارشاد پر میر زامظہر جان جاناں دہلوی سے کسب فیض کیا۔ میر از مظہر جان جاناں ان کے جوہر سے بہت متاثر تھے انہیں علم الہدیٰ کا لقب دیا انہوں نے قاضی ثناء اللہ کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ اگر اللہ تعالی نے بروز حشر مجھ سے پوچھا کہ میری بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو تو میں کہوں گا ثناء اللہ پانی پتی لایا ہوں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی مبسوط عربی تفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی1730-1731ء ۱۱۴۳ھ کو پانی پت میں پیدا ہوئے۔ آپ شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کی اولاد سے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ اور بعد میں دوسرے علوم کی تحصیل میں مشغول رہے۔
تحصیل علم کی خاطر دہلی گئے۔ جہاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے شاہ محمد عابد ستانی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کے وصال کے بعد حضرت میر زامظہر جان جاناں سے کسب فیض کیا۔ علم کی تحصیل کے بعد وطن واپس آئے اور بقیہ عمر افتاء، تصنیف و تالیف اور نشر علوم میں گزاری دی۔ آپ نے پانی پت میں منصب قضاء بھی اختیار کیا اور اس بلند عہدے کا نہایت احسن طریقے سے حق ادا کیا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنے عہد کے عظیم فقیہ، محدث، محقق اور مفسر تھے۔ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی انہیں بیہقی وقت کہا کرتے تھے۔ فقہ اصول میں آپ مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ تفسیر و کلام میں و تصوف میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی تیس سے زائد تصانیف و تالیفات ہیں۔ ان میں مشہور تصنیف زیر تبصرہ کتاب تفسیر مظہری عربی زبان میں دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کو آپ نے اپنے مرشد مرزا مظہر جانجاناں کے نام سے منسوب کیا۔ تفسیر کا انداز محدثانہ ہے۔
یہ تفسیر قدمائے مفسرین کے اقوال اور تاویلات جدیدہ کی جامع ہے۔ اس کا اردو ترجمہ کے فرائض حضرت علامہ قاضی سید عبد الدائم الجلالی البخاری نے سرانجام دیئے ہیں جو کہ خود بہت بڑے مفسر قرآن ہیں۔ آپ کی تفسیر " بیان السبحان " اردو کی اعلیٰ تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔
وفات یکم رجب 2 1225 مطابق 1810/08/02

19۔ تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ از: ڈاکٹر محمود الحسن عارف (پی ایچ ڈی مقالہ) خدمات و احوال کے لیئے کتاب دیکھئے

20۔ حضرت شاہ رؤوف احمد مجددیؒ نہ صرف روحانی شخصیت تھے بلکہ آپ علوم قدیم و جدید پر بھی مکمل عبور رکھتے اور اردو و فارسی کے شاعر بھی تھے۔
حضرت شاہ رؤوف احمد مجددیؒ جن کا تاریخی نام رحمٰن بخش تھا1786ء میں مصطفی آباد (رام پور) میں 14 محرم الحرام کے دن پیدا ہوئے۔ آپ نے تعلیم اپنے ماموں حضرت شاہ سراج احمد مجددیؒ، مفتی شرف الدینؒ رام پوری اور محدث دہلوی حضرت شاہ عبد العزیزؒ سے حاصل کی جبکہ روحانی منازل شاہ غلام علیؒ دہلوی اور حضرت فیض بخشؒ المعروف شاہ درگاہیؒ کے زیر سایہ طے کیں۔
حضرت شاہ رووف احمد رافت مجددی کا سلسلہ نسبت حضرت مجدد الف ثانی کے واسطہ سے خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے جاملتا ہے۔ حضرت شاہ رؤوفؒ نے کئی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے قرآن مجید کی تفسیر (تفسیر رؤوفی) سب سے زیادہ مقبول ہوئی۔
حضرت شاہ رؤوف احمد مجددیؒ نے تفسیر رؤوفی جس کا اصل نام تفسیر مجددی ہے کا آغاز حمد اور نعت رسول مقبولؐ سے کیا ہے۔

☆یہ تفسیر 1833ء میں مکمل ہوئی یعنی شیخ الہند کی پیدائش سے 18 سال پہلے کی ہے۔

☆مولانا فخر الدین احمد قادری کی "تفسیر قادری"

اور علم دین سے جو کچھ درکار ہو وہ سکھاوے وَلِلرِّجَالِ اور مردوں کو ہے عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ عورتوں پر زیادتی اور بلندی اس سبب سے کہ
او نہیں مہر دیا اور نفقہ اون سے ملتا ہے یا میراث کی وجہ سے کہ عورتوں کا دونا لیتے ہیں یا طلاق اور رجوع کے سبب سے کہ اسکا اختیار مردوں ہی کو ہے
اور حقائق سلمی میں لکھا ہے کہ نبوت اور کمال ولایت کی وجہ سے مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ مرد تو بہت کامل
ہوئے اور اگلی عورتوں میں دو ہی کامل گذری ہیں ایک آسیہ مزاحم کی بیٹی دوسری مریم رضی اللہ عنہا عمران کی بیٹی وَاللّٰهُ عَزِيزٌ اور اللہ
عزت والا ہے مردوں کو عورتوں پر غالب کرتا ہے اور بزرگی دیتا ہے حَكِيمٌ دانا ہے اور حکمت کے ساتھ بندوں پر حکم نازل کرتا ہے
اَلطَّلَاقُ طلاق شرعی جسمیں رجعت ہوتی ہے مَرَّتٰنِ دو بار ہے زمانہ جاہلیت میں طلاق کی تعداد مقرر نہ تھی اگر بالفرض عورت
پر سو طلاقیں واقع ہوتیں تو مرد کو رجوع کرنے کا حق رہتا تھا اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ عورت کو طلاق دیتے تھے جب عدت کا زمانہ
تمام ہونے کے تھوڑے دن رہتے تو مرد عورت کی طرف رجوع کر لیتے اور پھر چھوڑ دیتے ایک دن ایک عورت حضرت بی بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اوسکا شوہر برابر اوسے طلاق دیتا اور تکلیف اور ضرر پہونچانے کو ہر بار رجوع کرتا تھا
وہ عورت اپنے شوہر کے ظلم سے نالاں ہوئی اس شکایت کی خبر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش مبارک میں پہونچی تو آیت
نازل ہوئی کہ طلاق رجعی دو بار ہے اور دو طلاقوں کے بعد فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اپنے ساتھ لینا ہے رجعت کرکے اَوْ تَسْرِيْحٌ
بِاِحْسَانٍ یا رہا کر دینا ساتھ بھلائی کے یعنی چھوڑ دینا ہے تا کہ عدت گذر جائے اور اوسکے بعد اگر چاہے تو تازہ نکاح کرلے اور اگر دوسری
طلاق دیگا تو بائن ہو جائیگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر کے نکاح میں نہ آئیگی پہلے مرد پر حلال نہ ہوگی وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اور حلال
نہیں ہے تم کو اے مردو اَنْ تَاْخُذُوْا یہ کہ لے لو تم مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اوس میں سے جو دی ہے تمنے عورتوں اپنی کو شَيْئًا کوئی چیز ثابت انصاری
رضی اللہ عنہ نے ایک باغ مہر کے حساب میں اپنی عورت کو دیا اوس عورت نے اوس سے جدائی چاہی اور اسی قیمت پر اپنے آپکو مول لے لیا
یہ آیت نازل ہوئی کہ طلاق دیتے وقت عورت سے کچھ مانگ لینا درست نہیں اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ مگر یہ کہ جانیں اور ڈریں مرد عورت دونوں
اَلَّا يُقِيْمَا یہ کہ نہیں قائم رکھ سکتے حُدُوْدَ اللّٰهِ احکام الٰہی کو صحبت اور باہم نباہ کرنے میں فَاِنْ خِفْتُمْ پس اگر جان لیا تمنے
اے حکام اسواسطے لینے اور دلانے کا حکم تمہارے ہاتھ ہے اَلَّا يُقِيْمَا یہ کہ مرد عورت قائم نہیں رکھ سکتے ہیں حُدُوْدَ اللّٰهِ احکام
الٰہی کو نباہ کرنے میں فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پس نہیں کچھ گناہ اور وبال اوپر مرد اور عورت کے فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ بیچ اوس چیز کے
کہ عورت بدلا دے اپنے شوہر کو اور اپنی ملکیت سے اپنے آپ کو مول لے لے جیسا کہ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عورت نے کیا تِلْكَ یہ احکام
جو طلاق اور رجعت اور خلع کے باب میں مذکور ہوئے حُدُوْدُ اللّٰهِ حدیں ہیں اللہ کی کہ بندوں کی مصلحتوں کے واسطے مقرر فرمائی ہیں
فَلَا تَعْتَدُوْهَا پس نہ گذر جاؤ اون سے وَمَنْ يَّتَعَدَّ اور جو کوئی گذر جائیگا حُدُوْدَ اللّٰهِ حدوں سے اللہ کی فَاُولٰٓئِكَ پس وے
گذر جانے والوں کا گروہ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وہی ظلم کرنے والے ہیں اپنے اوپر فَاِنْ طَلَّقَهَا پس اگر طلاق دے مرد اپنی عورت کو دوسری طلاق کے
بعد فَلَا تَحِلُّ لَهٗ پس وہ عورت حلال نہ ہوگی اوس مرد پر مِنْۢ بَعْدُ بعد تیسری طلاق کے حَتّٰى تَنْكِحَ تا وقتیکہ نکاح کرے زَوْجًا غَيْرَهٗ
شوہر دوسرے سے اور دوسرا شوہر اوس سے مباشرت کرکے مزہ اوٹھالے عبد الرحمن بن عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی قرظی تمام تین طلاقیں دیکر دوسرے

تفسیر رؤوفی آسان اردو میں لکھی گئی ہے جس میں مشکل اور ثقیل الفاظ کم سے کم استعمال کئے گئے ہیں۔ اس میں بہت سی معلومات بھی درج ہیں جن سے پڑھنے والے قارئین کی معلومات میں اضافہ ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ بہت سی حقیقتوں سے بھی آگاہ ہو جاتا ہے جو کہ عام کتب پڑھنے سے میسر نہیں آسکتیں۔

اس تفسیر کی بہت سی خوبیوں کے علاوہ ایک خصوصی خوبی یہ ہے کہ اس میں مسائل پر آسان اور سادہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے جس سے قاری کو بہت سے حقائق سے آگاہی ہوتی ہے اور وہ اس پر عمل کر کے اپنی زندگی کو مصائب و مشکلات سے پاک اور آسان بنا سکتا ہے۔ تفسیر کی اشاعت عکس کے ذریعے ہونے کے باوجود نمایاں اور واضح ہے۔

☆تفسیر قادری(21)، 1879ء میں شائع ہوئی ،،،،، شیخ الہند کے ترجمہ قرآن سے 38 سال پہلے۔

21۔

تعارف تفسیر قادری

اور حضرات صوفیہ کے یہاں تفسیر قرآن کی اہمیت

چودھویں صدی کے مجدد اعظم حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ نے اپنی تحریک "اصلاح وتجدید" کا آغاز حج بیت اللہ سے واپس آنے کے بعد قرآن کریم کی اشاعت ودعوت سے کیا اور فتح الرحمٰن کے نام سے اس وقت کی قومی زبان فارسی میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیری حواشی تحریر کئے۔ شاہ صاحب رحمہ کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ قرآن کریم کا خصوصی درس دیتے تھے اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار شرکت کرکے قرآنی معارف اپنے والد سے حاصل کئے تھے۔ اسی کی پیروی میں شاہ صاحبؒ نے بھی درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا اور مدرسہ رحیمیہ کے نصاب میں بھی ترجمہ قرآن کو شامل کیا۔ یہ علماء اور عوام دونوں طبقوں کو براہِ راست کتاب الٰہی سے وابستہ کرنے کی کوشش تھی، جس سے یہ دونوں طبقے فقہ وتصوف میں مشغول ہونے کے سبب دور ہوگئے تھے۔

شاہ ولی اللہ کے دونوں صاحبزادوں نے فارسی کی جگہ عوامی زبان اردو (ہندی) میں قرآن کریم کے ترجمے کئے اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے تفسیری حواشی بھی تحریر فرمائے۔ بعد میں شاہ ولی اللہ رحمہ کے پوتے مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ نے عوامی تقریروں اور خطبوں میں قرآن کریم کے پیغام سے امت مسلمہ کو آشنا کیا اور عملی طور پر جہاد فی سبیل اللہ کی تحریک کو زندہ کیا۔ دعوت بالقرآن کی اسی ولی اللہی تحریک کے سلسلہ میں یہ "تفسیر قادری" بھی لکھی گئی اور یہ تفسیر اتنی مقبول ہوئی کہ لکھنؤ کے مطبع نول کشور سے ۱۳۲۴ھ میں آٹھویں بار شائع ہوئی۔ اور کانپور کے مطبع مجیدی سے تقسیم ہند و پاکستان سے قبل تک متعدد بار شائع ہوتی رہی۔

تفسیر قادری کے قدیم اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ کی تفسیر موضح قرآن (۱۲۰۵ھ) کے بعد اردو کی سب سے قدیم اور مستند تفسیر "تفسیر قادری" ہے۔ یہ تفسیر مولانا فخرالدین قادری لکھنوی رحمہ کی تصنیف ہے۔ مصنف نے عربی کی مشہور اور متداول تفسیر جلالین شریف کے طرز پر اختصار اور جامعیت کے ساتھ اسے تصنیف کیا ہے۔ اس تفسیر کی زبان اردو کے قدیم اسلوب کا بہت اچھا نمونہ ہے۔ مصنف نے حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب رحمہم اللہ کے تراجم اور تفاسیر کو ماخذ بناکر اس تفسیر کو مستند بنانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ فارسی کی مشہور تفسیر "تفسیر حسینی" کے مصنف نے بھی علامہ سیوطیؒ کے طرز کی پیروی کی ہے، جس کا اردو ترجمہ مطبع مجیدی کانپور سے "تفسیر سعیدی" کے نام سے متعدد بار چھپ چکا ہے اور پاکستان میں ان کے ورثاء نے اسے ایچ ایم سعید کمپنی کراچیؒ سے شائع کیا ہے۔ آخر دور میں اسی مختصر اور جامع طرز پر حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے "مکمل بیان القرآن" کے نام سے ایک نہایت اہم تفسیر تحریر فرمائی جو اپنی جگہ بڑی عربی تفاسیر کے مقابلہ میں مختصر ہونے کے باوجود تمام تفسیری مطالب پر حاوی اور جامع ہے۔ اس تفسیر کی اشاعت کی سعادت بھی ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ہی نے حاصل کی ہے۔

"تفسیر قادری" کے متاخرین علماء میں مقبول ومستند ہونے کے لئے یہ شہادت کافی ہے کہ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ نے اس [illegible] تفسیر کا ایک نسخہ مولانا محمد علی مونگیریؒ کی خدمت میں نذر کیا تھا جب مولانا ندوۃ العلماء کی نظامت کے سلسلہ میں لکھنؤ میں قیام فرما تھے۔ یہ نسخہ مولانا [illegible] کا دستخط شدہ جامعہ رحمانیہ مونگیر کے کتب خانہ میں موجود ہے جو راقم کی نظر سے گذرا ہے۔ اس کے علاوہ بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب رحمہ نے قدیم اردو تراجم پر جو تبصرہ شائع کیا اور جو سیارہ ڈائجسٹ پاکستان کے قرآن نمبر میں چھپا اس میں مرلری صاحب نے اس تفسیر کا قلمی اور خطی نسخہ دیکھنے کا ذکر کیا ہے اور اس کی روشنی میں اس کا تعارف کرایا ہے تفصیل کے لئے خاکسار کی کتاب "محاسن موضح قرآن" مطبوعہ لاہور کا مطالعہ کیا جائے۔

یہ "تفسیر قادری" جو عرصہ سے ناپید تھی، ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل، پاکستان چوک کراچی نے اسے شایان شان طریقہ پر نہایت عمدہ کتابت وطباعت سے آراستہ کرکے اشاعت قرآن کریم کا فرض ادا کیا ہے اور خدمتِ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ خداوند عالم اس عمل خیر کو جو صدقہ جاریہ ہے قبول فرمائے گا۔

حال مقیم کراچی (پاکستان) ضیاء منزل بنس روڈ کراچی

۹/اپریل ۱۹۸۶ء ۲۸/رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

(مولانا) اخلاق حسین قاسمی دہلوی استاذ تفسیر ومہتمم جامعہ رحیمیہ

(مرکز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح) دہلی

☆"خلاصۃ التفسیر" از مولوی فتح محمد تائب لکھنوی(م۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء):

مولوی فتح محمد تائب نے ترجمہ اور تفسیر بنام خلاصۃ التفاسیر لکھی۔ان کا اسلوب بہت سلیس اور سادہ ہے۔ایک عام آدمی بھی پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔تفسیر چار جلدوں پر مشتمل ہے۔صفحات کی کل تعداد دو ہزار چھ سو چالیس ہے۔یہ تفسیر لکھنو کے مطبع انوار محمدی میں ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ء سے ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء تک طبع ہوتی رہی۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ

طلاق دو بار ہے پھر روکنا ہے اچھی طرح یا رخصت کرنا ہے ساتھ نیکی کے

طلاق رجعی دو ہی بار ہے پھر خواہ حسن معاشرت اور محبت سے اوسے رکھو یا احسان اور حسن سلوک سے رخصت کر دو تسریح باحسان اکثر روایتوں میں تیسری طلاق ہے مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ تیسری طلاق مفسر ہو احسان سے اوسے کیا واسطہ بلکہ مراد یہ ہے کہ دوسری طلاق کے بعد اگر رجوع کرنا اور محبت سے بسر کرنا ہے تو بہتر نہیں تو خاموش رہو عدت پوری ہو جائے عورت بائنہ ہو کر گھر چلی جائے پھر اگر دونو کا جی چاہے تو نکاح کر سکیں یہی اون کے حق میں احسان ہے اور عمدہ دلائل اسکے صاحب تفسیر مظہری نے ذکر فرمائے ہیں اور اگلی آیت میں بھی تسریح سے مشتق چاہیے ہی معنی ہیں احمدی و مظہری اس آیت میں مذہب حنفی کے عمدہ تائید

☆شیخ الہند نے ترجمہ 1917ء میں کیا جبکہ یہ تفسیر ہے 1891ء کی ہے،یعنی 26سال پہلے کی۔

☆حضرت علامہ ابو محمد عبد الحق حقانی(22)"تفسیر فتح المنان المعروف تفسیر حقانی"

وہ طلاق (کہ جس کے بعد رجوع کر سکتے ہو) دو ہی ہیں (اس میں) یا تو دستور کے موافق زوجیت میں رکھے یا اچھی طرح سے چھوڑ دے اور جو کچھ ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ بھی واپس لینا تم کو حلال نہیں مگر جبکہ دونوں کو ڈر ہو کہ ہم احکام الٰہی پر قائم نہ رہ سکیں گے سو اگر تم کو (اے حکام) یہ خوف ہو کہ وہ دونوں خدا کے حکم پر قائم نہ رہیں گے تو اس بات میں ان پر بھی گناہ نہیں کہ عورت مرد کو کچھ واپس دے کر پیچھا چھوڑا لے یہ خدا کی باندھی ہوئی حدیں ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور جو خدا کی حدوں سے آگے بڑھتے ہیں سو وہی ظالم ہیں۔

---

22 ۔ تفسیر فتح المنّان المشھور بہ تفسیر حقّانی ابو محمد عبد الحق حقانی کی 5 جلدوں پر مشتمل اردو تفسیر قرآن نہایت عمدہ اور عالمانہ ہے۔
اس کا اصل نام " فتح المنان " ہے، مولانا عبد الحق حقانی دہلوی اس کے مؤلف ہیں اور اسی نسبت سے " تفسیر حقانی" کے نام سے معروف و مشہور ہے، اس تفسیر میں روایت کو کتاب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علما محققین سے جمع کیا گیا ہے، اُردو میں اصل مطلب قرآن کو واضح کیا گیا ہے، شانِ نزول میں روایتِ صحیحہ نقل کی گئی ہیں، آیات احکام میں اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کر کے پھر اختلاف مجتہدین اور ان کے دلائل کی وضاحت کی ہے، اعراب کی مختلف وجوہ میں سے جو مصنف کی نگاہ میں قوی تھی اس کا ذکر کیا گیا ہے، معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ پر بھی گفتگو ہے، کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہ کے نہ لائی گئی ہے، قصص میں جو کچھ روایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں جو کچھ وارد ہے اس کو بیان کر دیا ہے، آیات میں ربط پر خاص توجہ ہے، مخالفین کے شکوک و شبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبداء و معاد کی بابت کیے جاتے ہیں، سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا گیا ہے اور نفس ترجمہ میں تفسیر کو قوسین کے درمیان لایا گیا ہے، تکرار، رطب و یابس اور کسی خاص مذہب کی تائید میں غلو سے اجتناب ہے اور مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد قرآن مجید کی حقانیت کو واضح کیا گیا ہے، بائبل اور دوسری مذہبی کتابوں سے تقابلی مطالعہ اور سر سید احمد خان کی فکری لغزشوں پر تنبیہ اس تفسیر کا خاص موضوع ہے اور یہ تفسیر سلف کی عمدہ تفاسیر کا لب لباب اور عطر ہے۔

تفسیر حقانی کی نمایاں خصوصیات

1 ☐۔ آیات میں ربط پر خاص توجہ ہے۔

2 ☐۔ شان نزول میں روایت صحیحہ نقل کی گئی ہیں۔

3 ☐۔ کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہ کے نہیں لائی گئی ہے۔

4 ☐۔ اس تفسیر میں روایت کو کتاب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علما محققین سے جمع کیا گیا ہے۔

5 ☐۔ آیات احکام میں اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کر کے پھر اختلاف مجتہدین اور ان کے دلائل کی وضاحت کی ہے۔

6 ☐۔ اعراب کی مختلف وجوہ میں سے جو مصنف کی نگاہ میں قوی تھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

7 ☐۔ علم معانی و بلاغت وغیرہ کی اصطلاحات اور رموز نکات اور معانی و بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ پر بھی گفتگو ہے۔

8 ☐۔ قصص میں جو کچھ روایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں جو کچھ وارد ہے اس کو بیان کر دیا ہے۔

9 ☐۔ ہر ایک آیت کے مشکل الفاظ کے معنی اور اردو میں پوری تشریح لکھنے کے بعد عام فہم تفسیر۔

10 ☐۔ مخالفین کے شکوک و شبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبداء و معاد کی بابت کیے جاتے ہیں، سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا گیا ہے۔

ترکیب: الطَّلَاقُ ای عدد الطلاق (الذی یجوز معہ الرجعۃ) مبتداء مَرَّتَان خبر اِمۡسَاکٌ موصوف بِمَعۡرُوۡفٍ صفت دونوں مبتداء عَلَیۡکُمۡ اس کی خبر محذوف او تَسۡرِیۡحٌ معطوف ہے امساک پر لَایَحِلُّ فعل۔ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا بتاویل مفرد فاعل شَیۡئًا مفعول مِمَّا اسکی صفت مقدم من تبعیض کے لیے اور ما بمعنی اَلَّذِیۡ اتیتمو فعل ھن مفعول اول ایاہ مفعول ثانی محذوف اِلَّآ اَنۡ یَّخَافَا ان اور فعل دونوں موضع نصب میں

تفسیر: پہلی آیت میں رجوع کرنے کا ذکر تھا، اس آیت میں اس کو کھول دیا کہ کب تک خاوند کو رجوع پہنچتا ہے۔ فرمایا دو طلاق تک پھر تیسری طلاق کے بعد بالکل علاقہ منقطع ہو جاتا ہے مگر جاہلیت میں مرد کے رجوع کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ تین بلکہ دس بیس طلاق دینے کے بعد بھی ایک عرصہ دراز تک مرد کا عورت پر دعویٰ رہتا تھا۔ اس میں عورت کو بڑی دقت پیش آتی تھی۔ چنانچہ ایک عورت نے آ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہی شکایت کی تب یہ آیت نازل ہوئی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دو طلاق تک رجوع کرنے کا اختیار ہے۔ پھر اس کے بعد یا تو رجوع کر لے اور حسنِ معاشرت سے میاں بیوی مل کر رہیں ورنہ اچھی طرح سے چھوڑ دے یعنی رجوع نہ کرے۔ عدت گزر جانے کے بعد عورت جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے یا تیسری طلاق دے کر منقطع ہی کر دے جو کچھ ہو خوش معاملگی سے ہو۔ عورت کو دق نہ کرے نہ اس

☆ص76، 77 جلد دوم مولانا حقانی نے اردو میں قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر فتح المنان فی تفسیر القرآن کے نام سے تالیف کی جو "تفسیر حقانی" کے نام سے مشہور و معروف ہے جس کا شمار اردو کی مستند تفسیروں میں ہوتا ہے۔ یہ ترجمہ و تفسیر پہلی بار مطبع مجتبائی دہلی سے مکمل آٹھ جلدوں میں ۱۳۱۸ھ /۱۹۰۰ء میں منصۂ شہود پر آئی۔ تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیرِ حقانی کے ساتھ یہ ترجمہ ۸ جلدوں میں شائع ہوا۔ (☆☆☆☆☆☆ شیخ الہند کے ترجمہ سے 17 سال پہلے)

☆تفسیر "مواہب الرحمن" از مولانا سید امیر علی بن مطعم علی حسینی ملیح آبادی (ولادت ۱۲۷۴ھ /،وفات ۱۳۳۷ھ /۱۹۱۸ء)۔(23) مولانا سید امیر علی ملیح آبادی کی پیدائش جنگ آزادی کے ہنگامہ خیز دور میں لکھنؤ سے کچھ فاصلے پر ملیح آباد میں ۱۸۵۸ء میں ہوئی۔ چونکہ آپ بچپن ہی میں والدین کے سایے سے محروم ہو گئے تھے اس لیے آپ کی چچازاد بہن نے آپ کی

---

11 ☐۔ تکرار، رطب و یابس اور کسی خاص مذہب کی تائید میں غلو سے اجتناب ہے اور مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد قرآن مجید کی حقانیت کو واضح کیا گیا ہے۔

13 ☐۔ بائبل اور دوسری مذہبی کتابوں سے تقابلی مطالعہ اور سر سید احمد خان کی فکری لغزشوں پر تنبیہ اس تفسیر کا خاص موضوع ہے۔

14 ☐۔ منطق و فلسفہ سے استدلال فن مناظرہ کے مباحث

15 ☐۔ علما کرام اور عربی دان حضرات کے لیے آیات کی تفسیر سے پہلے ترکیب نیز صرفی نحوی لغوی تشریح و تحقیق۔

16 ☐۔ صوفیائے کرام کے فیوضات و ملفوظات اور تصوف کے اسرار و نکات کی باریکیاں آیات کی تفسیر کے ضمن میں اپنا خاص رنگ اور روحانی اثر دکھا رہے ہیں

23۔ تفسیر مواھب الرحمن کا تحقیقی مطالعہ (پی ایچ ڈی مقالہ)

پرورش کی۔ ابتدائی تعلیم ملیح آباد کے اردو مدرسہ میں حاصل کی۔ انہوں نے جن اساتذہ عصر سے اکتساب علم کیا ان میں قاضی بشیر الدین قنوجی، سید نذیر حسین محدث دہلوی اور شیخ حسین بن محسن یمانی کے نام نمایاں ہیں۔ تفسیر مواہب الرحمٰن مولانا کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ تقریباً نو ہزار صفحات پر مشتمل مولانا موصوف کی یہ تفسیر ۱۸۹۶ء سے ۱۹۰۲ء تک نول کشور پریس لکھنو سے شائع ہوتی رہی۔ اس مطبع نے اسے دو مرتبہ شائع کیا۔ اس کی آخری اشاعت ۱۹۳۱ء میں ہوئی اس کے بعد ایک لمبی مدت تک یہ تفسیر نایاب رہی۔ پھر جنوری ۱۹۷۷ء میں مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، لاہور نے اسے شائع کیا۔ اولاً یہ تفسیر قرآن مجید کے تیس پاروں کی تیس جلدوں میں شائع ہوئی تھی پھر اسے دس ضخیم جلدوں میں شائع کیا گیا۔ گیارہویں جلد جسے جناب محمد خواص خان صاحب ضلع مانسہرہ نے مرتب کیا ہے تقریباً بارہ سو صفحات پر مشتمل ہے جس میں تفسیر کے مضامین اور مسائل واحکام کی جامع فہرست تیار کی گئی ہے گویا یہ تفسیر کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس تفسیر میں مولانا نے تحت اللفظی ترجمہ کیا ہے۔ مولانا کی اس تفسیر کو اردو زبان کی تفسیروں میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسے جامع البیان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ علماء اور محققین کے درمیان بہت مشہور تفسیر ہے۔ تفسیر کا انداز بیان سمجھانے والا اور آسان ہے۔ ہر سورہ کی ابتدا میں تفصیل سے احادیث کے حوالوں اور صوفیاء کے اقوال کے ساتھ اس سورہ کے فضائل بیان فرماتے ہیں۔ ہر آیت کا ترجمہ اسی کے نیچے دیا گیا ہے اور اس کی تفسیر صفحہ کے نیچے محققانہ انداز میں پوری وضاحت کے ساتھ دی گئی ہے۔ آیت یا سورہ کی شان نزول کو پوری تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ زبان میں سادگی اور سلاست کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ضرورت پڑنے پر پورے صفحے کا حاشیہ لگا دیا گیا ہے۔ غرض کہیں پر بھی شان نزول یا آیت کے سیاق وسباق کو بیان کرنے میں کوتاہی کی گنجائش نہیں چھوڑی گئی ہے۔ لیکن اس کی تالیف کا ایک اہم سبب باطل اور گمراہ فرقہ کی تردید اور مسلمانان برصغیر کے کم تعلیم یافتہ طبقہ کی اصلاح اور انہیں تجددپسندانہ نظریات سے بچانا تھا جیسا کہ مولانا خود لکھتے ہیں "مترجم نے یہ تفسیر اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے لکھی ہے اور خصوصاً کم علم مسلمانوں کا لحاظ کر کے ان کے عقائد کو شک وشبہ سے بچانے کے لیے وساوس شیطانی کے رفع کرنے میں بہت کوشش کی تاکہ نیچر، روافض اور خوارج کے اوہام سے بچ جاویں۔ چونکہ تفسیر مواہب الرحمٰن، امام ابن کثیر کی تفسیر، تفسیر القرآن العظیم' کو بنیاد بنا کر تالیف کی گئی ہے بلکہ اسے اردو میں تفسیر ابن کثیر کی تخلیق نو (Reproduction) بھی کہا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تفسیر مواہب الرحمن جمہور علماء کے مسلک کی بھرپور نمائندگی کرتی ہے۔ مسائل کے ذیل میں آپ نے تمام فقہی مسائل بیان کر دیے ہیں اور تعامل صحابہ، تابعین وتبع تابعین اور آئمہ، مجتہدین ومحدثین کے اختلاف کو رحمت قرار دیتے ہیں اور جو لوگ اسے وجہ نزاع قرار دیتے ہیں ان لوگوں کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ تفسیر مواہب الرحمٰن کو مولانا امیر علی نے اس دور کی نہایت ہی سادہ اور عام فہم زبان میں لکھا ہے لیکن چونکہ زبانیں ہر صدی میں ایک نئی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور اس تفسیر کو لکھے ہوئے تقریباً ۹۰ سال کا عرصہ بیت چکا ہے اس کی زبان موجودہ اردو زبان سے کافی مختلف ہو گئی ہے۔ چونکہ یہ تفسیر معلومات کا ایک وسیع ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے جو صحابہ کرام، تابعین، محدثین ومجتہدین اور آئمہ کے مسلک کو تفصیلی طور پر بیان کرتی ہے جس سے یہ ایک ضخیم اور جامع تفسیر بن جاتی ہے اور بقول ڈاکٹر سید شاہد علی اس میں کل اقوال مفسرین جمع ہیں۔ لہٰذا اس تفسیر کو جدید زبان کے مطابق ڈھالا جائے اور جدید طرز پر اس کی کتابت واشاعت کی جائے تو ماضی کے تفسیری ذخیروں کو جنہیں ہمارے اسلاف نے

بڑی سخت محنت اور جانفشانی کے ساتھ لکھا ہے اسے نہ صرف محفوظ کیا جا سکے گا بلکہ اس سے اردو داں طبقہ اپنے اسلاف کے گراں قدر علمی ذخیرے سے راست طور پر مستفید بھی ہو سکے گا۔ (24)

شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا کہ آیت کریمہ سے وہ مضرت دور ہوگئی جو زمانہ جاہلیت سے عورتوں پر چلی آتی تھی کہ مرد کو اپنی جورو سے رجوع کر لینے کا اختیار تھا اگرچہ اسکو سو بار طلاق دے جب تک کہ وہ عدت میں ہو پس چونکہ اسمیں عورتوں کے حق میں مضرت تھی تو اللہ عزوجل نے شوہروں کا اختیار بند کرکے تین طلاق تک کیا اور ایک بار اور دو بار کی طلاق تک انکو رجعت کا اختیار رہا پھر تیسری بار کی طلاق میں بالکلیہ بائن ہوجانیکا حکم دیا پس فرمایا کہ۔ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ۔ طلاق دو ہی ہے پھر بطور معروف کے روکنا واجب ہے یا خوبی سے رواں کرنا ف یعنی جس طلاق دینے کے بعد رجعت ہوسکے وہ فقط دو تک ہے اور دو طلاق دینے کے بعد اگر راضی ہو تو شرعی حقوق کے ساتھ روکو یا خوبی سے راہ چھوڑ دو۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں کہا کہ باب در بیان آنکہ تین طلاق کے بعد رجوع کرنا منسوخ ہوا۔ حدثنا احمد بن محمد المروزی حدثنی علی بن حسین بن واقد عن ابیہ عن یزید النحوی عن عکرمۃ عن ابن عباس فی قولہ والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء الآیۃ۔ کہا ابن عباس نے بات یہ تھی کہ مرد جب اپنی جورو کو طلاق دیتا تو وہ اس سے رجوع کر لینے کا اختیار رکھتا تھا اگرچہ اسکو تین بار طلاق دی ہوتی پھر اللہ تعالے نے اسکو منسوخ فرمایا اور نازل کیا الطلاق مرتان الآیۃ۔ (قد رواہ النسائی بوجہ آخر) علی بن الحسین بن واقد۔ روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ حدثنا ہارون بن اسحق حدثنا عبدۃ یعنی ابن سلیمان عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ کہا عروہ نے کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ (واللہ) میں نہ تجھے کبھی طلاق سے جدا کرونگا اور نہ کبھی تیرے پاس آؤنگا تو وہ بولی کہ یہ کیونکر تو کہا کہ تجھے طلاق دونگا یہانتک کہ جب تیری عدت گذرنے کے قریب پہونچیگی تو تجھ سے رجوع کرونگا پس وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہ حال آپ سے ذکر کیا پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا الطلاق مرتان۔ (رواہ ابن جریر و عبد بن حمید و ابن مردویہ والترمذی وصححہ الحاکم) حضرت عائشہ رضی نے کہا کہ طلاق کے واسطے کوئی وقت معین نہ تھا کہ مرد اپنی جورو کو طلاق دیتا پھر اس سے رجوع کر لیتا تا وقتیکہ اسکی عدت نہ گذری ہوتی اور انصار میں سے ایک مرد اور اسکی جورو کے درمیان بعض وہ بات پیش آئی جو لوگوں کے درمیان پیش آیا کرتی ہے پس وہ انصاری نے کہا کہ واللہ میں تجھے ایسا کر چھوڑونگا کہ نہ تو شوہر والی رہیگی اور نہ بے شوہر والی پس لگے یہ کرنا شروع کہ اسکو طلاق دیتا یہانتک کہ جب اسکی عدت گذرنے کو پہونچتی تو اس سے رجوع کر لیتا پس ایسا چند بار کیا پس اللہ عزوجل نے اسکے حق میں نازل کیا الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان پس طلاق کو معین کردیا کہ تین عدد ہیں کہ بعد تین طلاق کے پھر رجعت نہیں ہے یہانتک کہ وہ عورت کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرے (ابن مردویہ) اور ایسا ہی قتادہ سے مرسلاً روایت ہے اسکو سدی و ابن زید رحمہ نے ذکر کیا اور ابن جریر نے بھی اسکو روایت کیا اور اختیار کیا کہ یہی اس آیۃ کریمہ کی تفسیر ہے۔ پس قولہ الطلاق مرتان یعنی عدد اس طلاق کے جس میں شوہروں کو رجعت کا اختیار ثابت ہوتا ہے وہ دو ہیں قال ابن کثیر یعنی جب عورت کو ایک طلاق دی یا دو طلاق دیں تو اسکو عورت کے بارہ میں رجوع کرنیکا اختیار باقی ہے جب تک کہ عدت میں ہو چاہے اصلاح کی نیت سے رجوع کرلے اور چاہے اسکو چھوڑ دے کہ اسکی عدت گذر جاوے پھر بائنہ ہوجائیگی۔ اور ایک جماعت مفسرین نے ذکر کیا کہ اللہ تعالے نے مرتان

☆یہ ترجمہ و تفسیر شیخ الہند کے ترجمہ قرآن سے 20-25 برس پہلے کا ہے۔

24۔ مفسرین و مترجمین قرآن کا تعارف سیریز- 6۔ مواہب الرحمٰن ٗ اپنے دور کی آسان و عام فہم تفسیر

افسوس شاہ ولی اللہؒ کے " مدرسہ رحیمیہ کے نہایت فاضل ذکی عالم" علامہ نواب قطب الدین صاحب کی تفسیر " جامع التفاسیر " کی اولین جلدیں دستیاب نہیں ہو سکی بس یہی اک خاص حوالہ رہ گیا ہے۔

اب فرمایئے

"1: شاہ ولی اللہ،2: شاہ عبد العزیز،3: شاہ رفیع الدین،4: شاہ عبد القادر،5: قاضی ثناء اللہ پانی پتی،6: شاہ رؤف مجددی،7:شاہ فخر الدین قادری،8: مولانا فتح محمد تائب لکھنوی،9:علامہ ابو محمد عبد الحق حقانی،10:علامہ سید امیر علی ملیح آبادی(إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ/جب تم لوٹو، یہ دس پورے ہو گئے،بقرہ196)

"واہ کیا نیک فال نکلی ہے جب لوٹے تو پورے دس نکلے وہ بھی کامل کے کامل"

؎ ابھی تو چند لفظوں میں سمیٹا ہے تجھے میں نے

ابھی تو میری کتابوں میں تیری تفسیر باقی ہے

کیا یہ سب کے سب " تحریف قرآن" کے مرتکب ہیں؟؟؟؟

معاذ اللہ معاذ اللہ اس کے منہ میں خاک،،، کوئی اگر بک دے"ہاں"!!!!!!

تو بھیا!!! ایسے " اسلام" کو سو سلام،،،،، ایسے دین سے بے دین بھلے کہ 1400 سال سے اُمت پہ قرآن کے معانی و مفہوم پوشیدہ تھے 15 صدی میں یک بیک" فہم قرآن" کا ایسا چشمہ (اصلاً تو ناسور) پھوٹ پڑا کہ " آنجناب کے " محققین سے پہلے کسی کو یہ مفاہیم و معانی کی دَرک نہیں لگی"۔۔۔ تو پھر اس دین کا" خدا ہی حافظ " !!!

میاں!!! الحمد اللہ، اسلام پر اک سیکنڈ کے لیئے بھی کبھی ایسا لمحہ نہیں آیا جس میں قرآن کی کسی آیت کا کوئی معنی یا مفہوم اُمت سے چوک گیا ہو!!!! ہم اِسی مسلسل، متوارد اسلام کے وارث و امین اور ادنیٰ ترجمان ہیں جس کی سند" متصلاً" حضرت رسالت پناہ ﷺ تک بلا تعطل و انقطاع پہنچتی ہے۔

آپ سو بار یہ بہتان لگایئے کہ یہ تقلیدِ آباء ہے تو ہوا کرے آیئے آپ کو دکھائیں قرآن کیا کہتا ہے

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ(133) **بقره**

کیا تم حاضر تھے جب یعقوب کو موت آئی تب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا ابراھیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

" غور سے ترجمہ ملاحظہ کیجیئے جنابِ من،،،،،،،، اب اگر آپ کو اپنے آباءواجداد کے گمراہ ہونے کا خیال ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور؟؟؟؟؟؟

☆اب آیئے معترض کے ہفواتِ بے بنیاد کی طرف " رجعی "،"تک" "ایجاد" ،"تیسری بار"،مزعومہ ،"تحریف معنوی"،اپنا محل "ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ کی "تحقیق"

پہلے آیات 229،230 کا ترجمہ شیخ الہند (25) ملاحظہ کیجیئے!!!

۲۲۹. طلاق رجعی ہے دو بار تک اس کے بعد رکھ لنا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے اور تم کو روانہں رکہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں سے مگر جب کہ خاوند عورت دونوں ڈریں اس بات سے کہ قائم نہ رکھ سکںی گے حکم اللہ پھر اگر تم لوگ ڈرو اس بات سے کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکں وگے اللہ کا حکم تو کچھ گناہ نہں ادونوں پر اس ںپ کہ عورت بدلہ دیکر چھوٹ جاوے یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہں م سو ان سے آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے سو وہی لوگ ہں ل ظالم

---

25 ۔ 14 نومبر 1978ء رات ساڑھے گیارہ ہو رہے تھے کہ میں اچانک نیند سے بیدار ہو گئ، فوری طور پر دوبارہ نیند آنا مشکل تھا اسلیئے میں نے کسی مصروفیت کے لیئے ٹی وی آن کر دیا، اسی وقت یونیورسٹی کے طلباء کے لیئے دینی اور معلوماتی پروگرام " قرآن فہمی " اختتام پذیر ہو رہا تھا،" صاحبِ مقرر جناب جسٹس پیر کرم شاہ" اپنی گفتگو سمیٹ رہے تھے کہ انھوں نے کہا "اچھا میں آپ کو قرآن فہمی کا ایک آسان نسخہ بتاتا تھا ہوں" میرے کان کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا" آپ چالیس روز بلاناغہ قرآن حکیم کا مطالعہ شیخ الہند حضرت محمود حسن کے اردو ترجمہ کے ساتھ کیجیئے، اللہ تعالے کے فضل سے یہ کتاب آپ سے ہم کلام ہو جائے گی"۔ صبح ہوتے ہی میں نے اس نسخۂ کیمیا کو حاصل کیا اور 15 نومبر 1978ء تہجد کے نوافل کی ادائیگی کے بعد اس مبارک کتاب سے ہم کلام ہونے کی آرزو میں سورۃ المبارکہ " العلق " سے آغازِ تلاوت کیا۔ـــــــــــــــــــــ اب میرا معمول ہو گیا کہ میں جتنا مطالعہ کرپاتی اسے جس طرح شیخ الہند کے ترجمہ اور حضرت شبیر احمد عثمانی کے حاشیہ پر تفسیر کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرتی، تحریر کی شکل میں محفوظ کر لیتی،،،،،،،،،،،،،،،، میں نے اُس وقت اشاعت کی غرض سے ہرگز نہیں لکھی تھی، یونہی لاشعوری طور پر آٹھ دس ماہ یہ تحریر لکھتی رہی اور اس کے بعد میں نے اسے اپنی صندوقچی میں بند کر دیا،،،،،،،،،،، آٹھ دس برس بیت گئے اس دوران میرا سفر جاری رہا،،،،،،،،،،، مگر 5 برس پہلے اللہ کے کرم سے ایسی روحانی توانائی عطا ہوئی کہ مسودہ صندوقچی سے باہر نکالا،،،،،،،،،،،،، اور اسے دوبارہ ترتیب دیا اور پاکستان آکر اشاعت کی کوشش کرنا شروع کی"(دل میں اُترتے حرف، محترمہ کہکشاں ملک، انتخاب از: ص 12،13،14)

۲۳۰. پھر اگر اس عورت کو طلاق د ی یینم تسر یخ بار تو اب حلال نہں اا اسکو وہ عورت اسکے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا پھر اگر طلاق دے دے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جاویں اگر خاںل کریں کہ قائم رکھں گے اللہ کا حکم اور یہ حدیں باندھی ہوئی ہں و اللہ باہن فرماتا ہے ان کو واسطے جاننے والوں کے "

اگر آپ اردو ادب کی تاریخ سے ذرا بھی دلچسپی ہو تو ذرا تصور کیجیئے 1917ء تک اردو نثر کا دامن کس قدر زرخیز ہو چکا تھا، کسی بھی زبان کی ابلاغی قوت اس کے دامن میں موجود علوم سے ہوتی ہے، "اردو کا دہلوی دبستان" اپنے عروج پر ہے، خواجہ میر درد، میر تقی میر، مومن خان مومن، غالب سے شاعری کا انداز و بیاں داغ دہلوی و حالی تک پہنچ چکا ہے، سر سید احمد خان، ڈپٹی نذیر احمد، سجاد حیدر یلدرم، شبلی نعمانی، مرزا حیرت دہلوی، مولوی اسمٰعیل میرٹھی، بابائے اردو عبدالحق، ابو لکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، اردو نثر (تحریر) کے میدان میں جھنڈے گاڑ چکے ہیں ۔حیدر آباد دکن یونیورسٹی کے " دارالترجمہ " سے مغربی علوم و فنون کی کتب کے معیاری اردو تراجم منظر عام پر آ رہے ہیں۔ ترقی پسند تحریک کے سوشلسٹ، فیض احمد فیض، ظہیر کاشمیری، منٹو، سردار جعفری اپنے نظریات کو اردو کے الفاظ میں ڈھال رہے ہیں۔ اردو نظم نظیر اکبر آبادی سے ہوتی ہوئی ڈاکٹر اقبال کے قلم سے بامِ عروج پر ہے۔

اس پس منظر کو ذرا تصور میں رکھیئے اور " مذہبی ادب " کا جائزہ لیجیئے" اردو تراجمِ قرآن پاک " کا زریں دور شروع ہو چکا ہے، شاہ عبد القادر، اور شاہ رفیع الدین نے اردو ترجمہ قرآن کو ثقاہت کی بلندیوں پر فائز کر دیا تھا۔ ان کے تلامذہ نے " دینی ادب میں کارہائے نمایاں سر انجام دیئے، قرآن، حدیث، فقہ و تصوف کے بہترین تراجم بطور سوغات اُمت کو دیئے۔ یوں ایک ایسا دور ہے جہاں ہر فن و علم کا ترجمہ اردو زبان میں منتقل ہو رہا ہے اور زبان ایسی تند و توانا ہو چکی تھی کہ " اصطلاحات " کا بوجھ سہار پائے۔۔۔۔۔

ایسے زرخیز دور میں شیخ الہندؒ(26)"شاہ عبد القادرؒ" کے ترجمہ کو بنیاد بنا کر ترجمہ قرآن پیش کرتے ہیں اور اُن کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ عبارت زیادہ سے زیادہ سلیس ہو مگر معنی و مفہوم کے اعتبار سے جامع ہو،

26۔ حضرت شیخ الہند کا ترجمہ قرآن میں انہماک اور ایک اہم انکشاف: ”حضرت شیخ الہندؒ کے لئے ترجمہ قرآن کرنا اِس قدر اہمیت کا کام تھا کہ حضرتؒ کی جلاوطنی مالٹا کے دوران جب جہاز کو سمندری طوفان سے سابقہ پڑا تو حضرت نے اپنے رفقاء سفر کے سینوں کے ساتھ ترجمہ کیئے ہوئے چند پاروں کے اوراق بندھوا دیئے تھے کہ کہیں کوئی صورت بچاؤ کی نکل آئے تو یہ اوراق بھی محفوظ رہیں (بروایت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مقدمہ، تفسیر عثمانی، بجنور) آخر آہستہ آہستہ اِس کام میں مکمل انہماک اور شغف کے نتیجہ میں خود فرماتے تھے کہ ”جیل میں قید کی تنہائیوں میں، مَیں نے مسلمانوں کے زوال اور بدحالی پر غور کیا تو

اس کے لیئے اک کہنہ مشق علامہ نے 50 برس کی علمی ریاضت کے بعد ترجمہ کرتے وقت " قرآن کی ساری آیات واحکام، آنحضرت ﷺ کی فرمودہ تمام احادیث، صحابہ کرام رضوان علیھم اجمعین، فقہا کرام کے استنباطات، لغت وزبان کے سب نکتہ داں، اور اپنے پیش رو مفسرینِ برعظمِ ہند کے مناہج واسالیب کو سامنے رکھ کر عین مفہوم قرآن کو ادا کرنے والی عبارت تخلیق کی،،،، بس یہی ان کا سب سے بڑا جرم قرار پایا!!!!! آخر اُنھوں نے اپنے سے پہلوؤں کو گمراہ کیوں نہ قرار دیا!!! ڈھٹائی سے یہ اعلان کیوں نہ کیا" کہ آج سے پہلے قرآن کے معنیٰ کو مفاہیم کو کوئی نہیں سمجھ پایا،،،، نزول قرآن کے 1300 سال بعد مجھے ان حقائق کا سراغ ملا ہے،،،، مجھ سے پہلے سب کے سب سراپا جہل مرکب تھے، محرف قرآن تھے!!! بس ان دعوؤں سے حضرت شیخ الہند کا دامن خالی ہے،،،، وہ تو نہایت ادب وعاجزی (27) سے۔۔۔۔۔۔ عین اُس تواتر، تسلسل، توارد، اتصال کے امین، ناشر اور ترجمان ہیں جس فہم کی آخری" کڑی" اعلم الناس، معلمِ اعظم، مرشدِ اعظم، مُربیِٔ اعظم سید الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے آستانہ سے بندھی ہے۔ اور سُن لیجیئے ببانگ دھل کہتے ہیں" ہمیں اسی پہ فخر ہے، یہی ہماری سعی ومشقت کا سب سے بڑا انعام اور سرمایہ زندگی ہے، یہی ہماری تگ ودو کی منتہا ہے!!!!!

یہ سب سوچ کر دل لگایا ہے ناصح،
نئی بات آپ کیا سمجھا رہے ہیں؟

☆شیخ الہند علامہ محمود حسن دیوبندیؒ کی وارثانِ علم وحکمت کو سب سے اہم نصیحت☆

دو وجوہات میرے سامنے آئیں کہ آپس کا اختلاف وافتراق اور قرآن کریم سے دوری، یہ مسلمانوں کے زوال کی سب سے بڑی وجوہ ہیں(بروایت مفتی اعظم محمد شفیعؒ، وحدت اُمت، دارالاشاعت، کراچی)☆اسی قرآن فہمی سے آپ نے مسلمانوں کو روشناس کروانے کے لئے خاندانِ ولی اللہ کی روایات عظیمہ کو مشعلِ راہ بنایا۔

27۔"مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ اپنے استاد شیخ محمود الحسنؒ کی یادیوں فرماتے ہیں" موصوف بڑے پایہ کے عالم تھے۔ ہر فن کی تعلیم دیتے تھے مگر حدیث کے ساتھ آپ کو خاص اُنس تھا۔ میرا چشم دید واقعہ بلکہ روزانہ کے واقعات میں کہ آپ جس چوکی پر حدیث کی کتاب رکھ کر پڑھاتے تھے۔ منطق اور فلسفہ کی کتابیں اِس پر نہیں رکھتے تھے۔ یہ واقعہ میں اپنی ساری مدتِ تعلیم میں دیکھتا رہا۔" (قرآن حکیم کے اردو تراجم (پی ایچ ڈی مقالہ) ص 422/ڈاکٹر صالحہ شرف الدین)

اس نصیحت کا اولین (جو آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے) مصداق تو حضرت شیخ الہند کے سلسلہ علم سے متوسل صاحبانِ علم و معرفت ہیں، شیخ کیا فرماتے ملاحظہ کیجیئے:

" حضرات علمائے کرام نے عوام کی بہبودی کی غرض سے جیسے سہل اور آسان معتد د ترجمے شائع فرمادیئے ہیں، ایسے ہی اس کی بھی حاجت ہے کہ علی العموم مسلمانوں کو ان ترجموں کے سیکھنے اور اُن کے سمجھنے کی رغبت دلائی جائے، علمائے کرام خاص طور سے ترجموں کو سمجھنے اور پڑھنے کی ضرورت، اور اس کی منفعت دلنشین کرانے میں کوتاہی نہ فرمائیں، بلکہ ترجمہ کی تعلیم کے لئے ایسے سلسلے بھی قائم فرمادیں کہ جو چاہے بسہولت اور اپنی حالت کے مناسب اور اپنی فرصت کے موافق حاصل کر سکے۔ واللہ الموفق والمعین۔ (مقدمہ ترجمہ قرآن موضح فرقان از: شیخ الہند ؒ)[28] (

☆ تفسیر عثمانی کے سائے میں

(شیخ الہند نے جو ترجمہ قرآن لکھا اس پر تفسیر سورۃ نساء تک لکھنے پائے تھے کہ داعیٔ اجل کو لبیک کہنے کا وقت آن پہنچا،،، پھر بقیہ پاروں کی تفسیر ان کے شاگرد رشید علامہ شبیر احمد عثمانی نے مکمل فرمائی جسے اب " تفسیر عثمانی " کہا جاتا ہے)

تفسیر عثمانی میرے رجوع الی القرآن کے سفر کی " پہلی محبت " ہے۔ پہلا عشق سیانے کہتے ہیں کبھی بھلائے نہیں بھولتا۔ پہلی اولاد، پہلا پوتا / پوتی، پہلا نواسا / نواسی غرض کے ہر رشتہ کے اظہار کا پہلا مظہر جو پیار، توجہات اور قلبی تعلق کی بدولت شفقتیں، عنایات، الطاف و اکرام سمیٹتا ہے وہ شاذ و نادر ہی کسی دوسرے کے حصہ میں آتا ہے، حقیقت یہ کہ " آپ بیتی ہے " کہ پہلے والا " تعلق " پھر اوروں کو نہیں ملتا۔ سو فیض نے کہا ناں " مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ "۔ غالبا دوسری "محبت " کو یہ باور کروایا ہے) 😊 از راہ_ تفنن)۔

28۔ شیخ الہند نے اپنے ترجمہ سے پہلے اک بہت اہم مقدمہ اور اصول تراجم بیان فرمائے ہیں اہل علم کو اسے بغور مطالعہ کرنا چاہیے جس کے لیئے لنک پیش خدمت ہے

https://web.facebook.com/groups/247334475311797/posts/2608630825848805/

☆ شیخ الہند کا اصل مقدمہ ترجمہ قرآن: مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

خیر ہم نے تو پھر گلشن قرآنی کے ہر رنگ(29)کے گل کو سینے سے لگا کر یہی وضاحت پیش کی " کہ تیرا احسان بجا!!! مگر میرے محبوب پہلی سی محبت نہ مانگ "۔

تفسیر عثمانی کا سر گود میں رکھ کر رات بھر اس عالم میں رہا ہوں کہ:

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی

کچھ ہماری خبر نہیں آتی

پہروں ایسے گزر گئے کہ:

تری یاد جب آئی تنہا ہی آئی

خوشی یاد آئی نہ غم یاد آئے

سرکار!!! الحمد اللہ ثم الحمد اللہ ہم تک دین صحیح سند ثقہ حضرات سے پہنچا ہے تو ہم کیوں منہ موڑیں اُس دین سے جو اک " سنہری کڑی " ہے آقا سرکارِ دوعالم ﷺ کے قدموں تک پہچانے والی۔۔۔۔۔۔

ہم تو وہی دعا مانگتے ہیں جو سیدنا یوسف علیہ السلام کی زبان سے جاری فرمائی اور قرآن نے ابد تک کے لیئے محفوظ فرمادی

فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ أَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ(101) **یوسف**

،اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے، تو مجھے اسلام پر موت دے اور مجھے صالحین میں شامل کر دے۔

اجازت ہو تو آ کر میں بھی اُن میں شامل ہو جاؤں

29۔ اہل دیوبند کی قرآنی تراجم و تفاسیر کی اجمالی فہرست
اور " قرآنی خدمات " پر ایک مختصر سا مضمون ملاحظہ ہو

سُنا ہے کل ترے دَر پر ہجومِ عاشقاں ہو گا

اے ربِ کریم!!! شیخ مکرم اور خاص کر حضرت شیخ الہندؒ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک جو بھی جتنے بھی " صالحین "ہیں آخرت میں اُن کا قرب وشفاعت نصیب فرما،،،،اے ربِ ذوالجلال میں اقرار کرتاہوں میرے شیوخ،اساتذہ اور معلمینِ دینی سب کے سب کو" صالح" اور " ہدایت یافتہ" مانتاہوں اور اُنھی کے طرزِ عمل کو حق اور راہِ راست سمجھتاہوں۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣعَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭوَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (108) یوسف

" کہہ دو یہ راستہ ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلارہاہوں، بصیرت کے ساتھ میرا اور میری اتباع کرنے ولواں کا، اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں"۔

☆تصویر کا دوسرا رُخ☆

بظاہر تو یہاں پہنچ کے بات ختم ہو جاتی مگر اب بات نکلی ہے تو دور تلک جائے گی۔1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کی برِعظمِ ہند سے حکومت مکمل طور پر ختم ہوگئی۔اور انگریز پورے خطہ پر قابض ہوگئے،یوں " تجدد پسندی" کا اک نیادور شروع ہوا جس کے بانی مبانی سر سید احمد خان تھے،سید جو " سر" بن چکے تھے اُنھوں نے " عقلیت پسندی" کو دین کا معیار قرار دیا،،،،سو جس چیز کی اُنھیں عقلاً سمجھ آئی اُسے بر قرار رکھا باقی ہر بنیاد کو تہہ وبالا کرڈالا کیا قرآن کی تفسیر،کیاحدیث کا مقام،کیافقہ کی حیثیت،کیاتصوف کا مرتبہ،اُنھوں نے از سر نو ہر شئے پر قلم اُٹھایااور بڑی بے باکی سے اپنی مزموعہ عقل کے خلاف ہر شئے پر خطِ تنسیخ پھیرتے گئے،مسلمانوں کی مرکزیت منتشر ہو چکی تھی،لہذااس بے لگام تحریک نے ہمنواؤں کی کھیپ کی کھیپ تیار کر دی،،،،ہمیں اُن کی ذاتی خوبیوں سے انکار نہیں مگر مذہب کے ساتھ جو کھلواڑ" سر" "سید" نے کیااُسکی پرچھائیاں اب تک مہیب سائے کی طرح لپیٹے ہوئے ہیں۔سر سید نے اپنی نثر میں سادگی اور معروضیت کا ڈول ڈالا اور سر سید کے رفقانے بھی اس طرز کو اختیار کیا۔خواجہ الطاف حسین حالی،علامہ شبلی،مولوی نذیر احمد،مولوی ذکاءاللہ سبھی نے تحریک علی گڑھ سے روشنی حاصل کی اور اردو زبان وادب کو فکر و نظر کے نئے زاویے دیے۔اردو ادب کے لحاظ سے تو یقیناًسر سید نے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں،،،،مگر دینی اعتبار سے ایسامکتب فکر وجود میں آیا جس کے بازی گر" ڈپٹی نذیر احمد،عبد اللہ چکڑالوی،

شبلی، عرشی، نیاز فتح پوری، حمید الدین فراہی(30)، عنایت اللہ مشرقی(31)، امین احسن اصلاحی(32)، پرویز(33)، رحمت اللہ طارق، تمنا عمادی، عمر عثمانی (34)، جاوید احمد غامدی جیسے صاحبان ہیں۔ یہ سب وہ حضرات ہیں جنھوں نے "انکار حدیث"(35) کا فتنہ پروان چڑھایا۔ مندرجہ ذیل تمام حوالہ جات فریق مخالف کے لیئے "الزامی جواب" کے تحت نقل کیئے ہیں وگرنہ ہمارا ان پر نہ اعتماد ہے کہ اعتقاد!!!

اِسی کا مزا ہو تو کیا کیجیئے

کہا مانتے ہیں وہ حجت کے بعد

☆1۔ سر سید احمد خان نے بھی نامکمل تفسیر قرآن لکھی(36)

30۔ حمید الدین فراہی اور جمہور کے اُصولِ تفسیر تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (پی ایچ ڈی مقالہ)

31۔ خاکسار تحریک مذہب وسیاست کی روشنی میں: مولانا منظور نعمانی، ماہنامہ الفرقان، اگست 1939ء، لکھنؤ، انڈیا

32۔ اصولِ اصلاحی اور اصولِ غامدی کا تحقیقی جائزہ: عبد الوکیل ناصر /// ☆انکارِ حدیث کا نیا روپ: غازی عزیز

33۔ تفسیر مطالب الفرقان کا علمی و تحقیقی جائزہ: ڈاکٹر حافظ محمد دین قاسمی (پی ایچ ڈی مقالہ)////☆پرویز اور قرآن: علامہ مفتی مدار اللہ مدار نقشبندی

34۔ قرآن اور عورت : ڈاکٹر حافظ محمد دین قاسمی

35۔ انکارِ حدیث کے نتائج : شیخ الحدیث علامہ سرفراز خان صفدرؒ

36۔ "تفسیر القرآن" جو "تحریف القرآن" قرار پائی۔ اپنی تفسیر القرآن میں لکھا ہے کہ:

"جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پتھر کے بنے ہوئے چوکھونٹے گھر میں ایسی متعدی برکت ہے کہ جہاں سات دفعہ اس کے گرد پھرے اور بہشت میں چلے گئے ، یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اس چوکھونٹے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے' اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں تو وہ کبھی حاجی نہیں ہوئے"۔ (تفسیر القرآن ج:۱)

کعبہ سارے جہاں کے مسلمانوں کا قبلہ ہے اور اس کے قبلہ قرار دیئے جانے کا حکم قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں ہے مگر سر سید لکھتے ہیں:

"کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اسلام کا کوئی اصلی حکم نہیں ہے۔ نماز میں سمت قبلہ کوئی اصلی حکم، مذہب اسلام کا نہیں ہے"۔ (تفسیر القرآن ج:۱)

سر سید کے سامنے اسلام کی تقریباً ۱۲ سو سال کی تاریخ موجود تھی مگر انھوں نے مذہبی احکامات اور عقائد کو سمجھنے کے لئے اس کا سہارا نہیں لیا اور اپنی الگ راہ نکالی۔ اس کا نتیجہ یہ رہا کہ سر سید نے ملائکہ، جنت و دوزخ، جنات اور ابلیس کے وجود سے انکار کر دیا اور معجزات و کرامات ان کے نزدیک مجنونہ باتیں قرار پائیں۔

مسلمانوں کے راسخ الاعتقاد طرز کو ان کے مستقبل کے لیے خطرہ سمجھتے ہوئے سر سید نے مغربی طرز کی سائنسی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے جدید اسکولوں اور جرائد کا اجرا کیا اپنے کلامی مکتبِ فکر کی بنیاد ڈالی جو معتزلہ کے افکار کا چربہ تھا مگر اس کے کلامی نظریات مقبول نہ ہو سکے اس لیے صرف سائنسی علوم کی

☆سر سید کے پیروکار و معتقد اور مداح مولانا الطاف حسین حالی "حیات جاوید" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ' سر سید نے اس تفسیر میں جابجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور ان سے رکیک لغزشیں سرزد ہوئی ہیں"۔

☆ نواب محسن الملک "جو کہ "سرسید احمد خان "کے قریبی تعلق داروں میں سے تھے سرسید کو لکھے اپنے خطوط میں سرسید کی "تفسیر القرآن" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں...

نواب محسن الملک بنام سر سید احمد خان

9اگست 1892ء حیدر آباد دکن

جناب عالی!

آج کل میں آپ کی تفسیر دیکھ رہا ہوں جسے در حقیقت اب تک اچھی طرح بلکہ سر سری طور پر بھی نہ دیکھا تھا اور اس کے نہ دیکھنے کا سبب آپ سے کہہ بھی دیا تھا۔ غالباً آپ اس بات سے تو خوش نہ ہوں گے کہ میں اب تک آپ کی رایوں سے اتفاق نہیں کرتا اور ہر بحث میں اسے قرآن کی وہ تفسیر جس کو کوئی قرآن کے مطالب کی تشریح اور تفصیل اور تفسیر سمجھے، نہیں سمجھتا۔ بلکہ اکثر جگہ تفسیر کو تفسیر القول بمالا یرضی بہ قائلہ (یعنی کسی قول کی ایسی تفسیر کرنا جو اس کے کہنے والے کا مقصد نہ ہو۔ اسماعیل) تصور کرتا ہوں۔ مگر اس میں شبہ نہیں ہے کہ جس مضمون کو آپ نے لکھا ہے، ایسی عمدگی اور خوبی اور صفائی سے بیان کیا ہے کہ اگر آدمی نہایت ہی راسخ الاعتقاد نہ ہو تو ضرور اس کی تصدیق کرنے لگے اور بلاشبہ ایک جادو کئے ہوئے آدمی کی طرح آمنا و صدقنا پکارنے لگے۔ واقعی خدا نے دل کے حالات کو الفاظ میں ادا کرنے اور تحریر میں لانے کی عجیب حیرت انگیز قوت اور طاقت آپ کو دی ہے کہ اگر اسے جادو کہیں یا سحر تو بے محل نہ ہو۔ مگر افسوس ہے کہ آپ نے ان مسائل کو جو آج کل یورپ کے وہ تعلیم یافتہ لوگ جو مذہب کے

اشاعت تک محدود رہا۔ سرسید کی اسلام کو سائنس اور جدیدیت کے ساتھ ہم آہنگ بنانے کے لیے عقلیت پسند) معتزلہ (روایت کی وکالت نے عالمی طور پر اسلامی اصلاح پسندی کو متاثر کیا اور ناقابل تلافی نقصان دیا۔ **نیچریت** ایک فکری تحریک ہے جو سرسید احمد خان نے شروع کی تھی۔ سرسید احمد خان دراصل جدید معتزلہ کے بانی تھے، وہ تاویلات کے ذریعے اسلامی عقائد کو انسانی عقل اور مغربی فکر و فلسفہ کے تابع کر کے رکھنے کے قائل تھے۔ دین کی مادی (Materialistic) تشریح کرتے لہذا حجیت سنت کے قائل نہ تھے۔ اپنے اس نظریے کو وہ "نیچَرِیَت (Naturism) "کہتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”جو ہمارے خدا کا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے۔ خدا نہ ہندو ہے نہ عرفی مسلمان، نہ مقلد نہ لامذہب نہ یہودی اور نہ عیسائی، وہ تو پکا چھٹا ہوا نیچری ہے“۔

عصرِ حاضر میں ڈاکٹر جاوید احمد غامدی مذہب کی اتّباعِ عقل وجِدّت (Rationalification and modernization of religion) کے علمبر دار ہیں۔ وہ سرسید احمد خان، امین احسن اصلاحی اور غلام احمد پرویز کو اپنا مؤثر بتاتے ہیں اور (جدید زمانے کے ساتھ مطابقت رکھنے والے) اسلام کے حامی ہیں۔

پورے پابند اور معتقد نہیں ہیں، صحیح اور یقینی اور غیر قابل الاعتراض سمجھتے ہیں، مان لیا اور قرآن کی آیتوں کو، جن میں ان کا ذکر ہے، ایسا تاویل کر دیا کہ وہ تاویل ایسے درجے پر پہنچ گئی کہ اس پر تاویل کا لفظ بھی صادق نہیں ہو سکتا۔ آپ نے مسلمان مفسروں کو توخوب گالیاں دیں اور برا بھلا کہا اور یہودیوں کا مقلد بتایا، مگر آپ نے خود اس زمانے کے لامذہبوں کی باتوں پر ایسا یقین کر لیا کہ ان کو مسائل محققہ صحیحہ یقینیہ قرار دے کر تمام آیتوں کو قرآن کی ماول کر دیا۔ اور لطف یہ ہے کہ آپ اسے تاویل بھی نہیں کہتے (تاویل کو تو آپ کفر سمجھتے ہیں) بلکہ صحیح تفسیر اور اصلی تفسیر قرآن کی سمجھتے ہیں۔ حال آں کہ نہ سیاق کلام، نہ الفاظِ قرآنی، نہ محاوراتِ عرب سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اگر آپ میرے اس شبہے کو کسی طرح دور کر سکیں تو مجھے ایسی خوشی ہو کہ کسی اور چیز سے نہ ہو۔ اس لئے کہ اکثر مقامات اس کے ایسے عمدہ اور پاکیزہ اور اعلیٰ درجے کے ہیں کہ بعد قرآن و حدیث کے اگر کوئی اسے وردِ زبان کرے اور دل پر نقش تو دنیا میں عالم اور سچا مسلمان ہو اور عاقبت میں ان ثوابوں کا مستحق جو سچے مسلمانوں کے لئے خدا نے مقرر کئے ہیں۔

محسن الملک

دوسرے خط میں یوں نقد کرتے ہیں:

"میرے نزدیک آپ دو مصیبتوں میں سے کسی ایک میں سے بھی نہ نکل سکے,

کہیں قرآن کے معنی سمجھنے میں غلطی کی اور کہیں "نیچر" اور "لاء آف نیچر" کے ثابت کرنے میں,

بعض جگہ تو آپ قرآن کا مطلب "وہ" سمجھے "جو نہ خدا سمجھا, نہ جبرئیل, نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم, نہ صحابہ, نہ اہل بیت, نہ عامہ مسلمان"

اور کہیں نیچر کے دائرے سے نکل گئے اور "مذہبی آدمیوں کی طرح پرانے خیالات اور پرانی دلیلوں اور پرانی باتوں کے گن گانے لگے"

چناچہ آپ کی تفسیر میں دونوں باتوں کا جلوہ نظر آتا ہے

"جہاں آپ نے "دعا اور اجابت دعا" کے مشہور معنوں سے انکار کیا, معجزات و خرق عادات کو ناممکن سمجھ کر "حضرت عیسیٰ علیہ السلام" کے بے باپ کے پیدا ہونے اور ان کی طفلی کے زمانے کے واقعات اور احیائے اموات وغیرہ باتوں کو "اہل کتاب کی کہانیاں" بتایا

وہاں آپ نے دکھادیا کہ " آپ کی تفسیر, قرآن کے الفاظ اور سیاق عبارت اور اس کے عام منشاء سے کچھ مناسبت اور مطابقت نہیں رکھتی"

"خط بنام سرسید از نواب محسن الملک..."(37)

سرسید کے ہمعصر اور اک بزعم خویش مجتہد اعظم اور ڈپٹی کا لقب پانے والے "ڈپٹی نذیر احمد نے جو تبصرہ اس تفسیر پر کیا ہم تو اسے نقل کرنے سے بھی عار کھاتے ہیں اس لیئے آپ کو" اردو محاورات کے بادشاہ ڈپٹی صاحب" کا اقتباس خود ہی براہ راست پڑھائے دیتے ہیں۔" مواعظ حسنہ "(38) میں صاحب فرماتے ہیں۔

ڈپٹی نذیر احمد

تفسیر سرسید بمقابلہ شروح دیوان حافظ:

سید احمد خاں صاحب کی شان اتنی ارفع و اعلیٰ ہے کہ ماوشما کو ان کی نسبت کسی رائے کا اظہار کرنا داخلِ شوخ چشمی ہے..... میں نے مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں بورڈنگ ہاؤس بنوایا، دو کنوئیں ہیں دونوں میں چندہ دیا، اپنے سارے خاندان کے نام کی جالیاں احاطۂ مدرسہ میں نصب کرائیں یعنی مدرسۃ العلوم کو مسلمانوں کے لئے مفید اور اس کی تائید کو داخل صوابات سمجھا۔ اس وقت تک سید احمد خاں صاحب کے اخبار یا لکچر یا مواعظ یا تحریرات کا ایک پرچہ کبھی مول نہیں لیا یعنی مجھ کو ان کے معتقدات با سرہا تسلیم نہیں۔ سید احمد خاں کی تفسیر ایک دوست کے پاس دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میرے نزدیک وہ تفسیر "دیوان حافظ" کی ان شروح سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی جن کے مصنفین نے چوتڑوں سے کان گانٹھ کر سارے دیوان کو کتاب تصوف بنانا چاہا۔ جو معانی سید احمد خاں صاحب نے منطوق آیات قرآنی سے اپنے پندار میں استنباط کئے (اور میرے نزدیک زبردستی مڑھے اور چپکائے)، قرآن کے منزل من اللہ ہونے سے انکار کرنا سہل ہے اور ان معانی کو ماننا مشکل یہ وہ معانی ہیں جن کی طرف نہ خدا کا ذہن منتقل ہوا، نہ جبریل حاملِ وحی کا، نہ رسولِ خدا کا، نہ قرآن کے کاتب و مدون کا، نہ اصحاب کا، نہ تابعین کا، نہ تبع تابعین کا، نہ جمہور مسلمین کا۔

(موعظ حسنہ ص ۱۷۵)

37۔ دونوں خطوط کے لیئے دیکھیئے "تحریر فی اُصول التفسیر: سید احمد خان، مطبع مفید عام آگرہ، 1892ء"(احقر کے پاس یہ عکسی نسخہ خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ انڈیا، اشاعت 1995ء کا ہے)

☆" برصغیر میں اُصول تفسیر کے مناہج و اثرات تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ (پی ایچ ڈی مقالہ) ڈاکٹر عبید الرحمن محسن" اپنے موضوع پر شاندار تحقیق ہے۔

38۔ مواعظ حسنہ کا یہ مضمون آپ آن لائن ریختہ کے نسخہ سے صفحہ 139 / 140 پر پڑھ سکتے۔ اوپر کتاب کا لنک بنادیا گیا ہے۔

سرسید کی تفسیر (39) کے عکسی حوالے درج ذیل ہیں

تفسیر القرآن — سورۃ البقرۃ — ۲۹۳

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ
اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ
اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا
اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ
بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ
يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ (۲۲۹)

طلاق (رجعی) دو دفعہ دینی ہے پھر یا تو نیکی سے
روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے
اور نہیں حلال ہے تمکو کہ لو اُسچیز میں سے جو کچھ تے
اُنکو دیا ہے کچھ بھی۔ مگر جبکہ اِس بات سے دونوں
ڈریں کہ دونوں نہیں قائم رکھ سکنے کے حدیں
اللہ کی۔ پھر اگر تم ڈرو کہ دونوں نہیں قائم رکھینگے
اللہ کی حدوں کو تو اُن دونوں پر کچھ گناہ نہیں
ہے اُسچیز میں کہ عورت اُسکو اپنے بدلے دے۔
یہ ہیں اللہ کی حدیں پھر اُنسے تجاوز مت کرو اور
جسنے تجاوز کیا اللہ کی حدوں سے پھر یہی لوگ
ہیں جو ظالم ہیں (۲۲۹)
1880ء

39۔ تفسیر القرآن سرسید کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ: پروفیسر الیاس، بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد

☆سرسید کی تفسیری تجدد پسندی ایک مطالعہ : ڈاکٹر محمد شہباز منج

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ
مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا
غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ
ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ
اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ
اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

پھر اگر عورت کو طلاق دیدی (یعنی تیسری بار)
تو اُسکے بعد اُسکو حلال نہیں ہی جبتک کہ نکاح
کرے اُسکے سوا دوسرے شوہر سے پھر اگر وہ اُسکو
طلاق دیدے تو اُن دونوں پر کچھ گناہ نہیں ہی
پھر کر نکاح کر لینے میں اگر گمان کریں کہ دونوں
قائم رکھینگے حدیں اللہ کی اور یہ اللہ کی حدیں
ہیں بیان کرتا ہی اُنکو اُس گروہ کیلیئے کہ جانتے ہیں
(یعنی اُس گروہ کیلیئے جو جاننے کے قابل ہیں
نہ غیر مکلفین کیلیئے جو مجنون یا نا بالغ ہیں) (۲۳)

۲۲۷ (وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ) اسلام کے مخالفین نے ضد سے یا کج بحثی و نا سمجھی سے
جو الزام اسلام پر لگائے ہیں اُنمیں سے طلاق کا بھی ایک مسئلہ ہی۔ یہودی تو یہ الزام
لگا نہیں سکتے کیونکہ موسیٰ ؑ نے تو یہ حکم دیا ہی کہ جب کوئی طلاق دینی چاہے تو طلاق
نامہ لکھدے۔ بعض بُت پرست قومیں جنکے ہاں طلاق نہیں ہی اور کسیقدر عیسائی

جنکے ہاں بجز زنا کے اور کسی حالت میں طلاق جائز نہیں اس مسئلہ پر الزام دیکتے ہیں، الزام کی بنا یہ ہو کہ یہ مسئلہ رحم و محبت و ہمدردی کے برخلاف ہو، جہان ملٹن نے اس سے اختلاف کیا ہو اور نہایت عمدہ دلیلوں سے ثابت کیا ہو کہ جب شوہر و زوجہ میں ایسی ناموافقت ہو جاوے جو تمدن و حسن معاشرت کے منافی ہو تو انجیل کے احکام کے رو سے طلاق ناجائز نہیں ہے ❊

بہر حال اس وقت تین شریعتیں طلاق کے معاملہ میں ہمارے سامنے موجود ہیں اول یہودیوں کی جسمیں بغیر کسی سبب قوی کے مرد کو طلاق دینا جائز قرار دیا گیا ہو اور ایسا کرنے میں کوئی گناہ یا الزام مرد پر عائد نہیں کیا گیا۔ بلاشبہ یہ شریعت ایک ناپسندیدہ شریعت ہو اور رحم و محبت او حسن معاشرت و تمدن کے برخلاف ہے ایسی شریعت سے نکاح کی وقعت گھٹ جاتی ہو اور مرد کی محبت کا عورت کے ساتھ اور عورت کی وفاداری کا مرد کے ساتھ اعتبار نہیں رہتا۔ دوم بت پرستوں کے حال کے زمانہ کے عیسائیوں کی جنمیں طلاق جائز نہیں یا بجز زنا کے اور کسی حالت میں جائز نہیں۔ اس شریعت میں اس مقدس رسم کا بلاشبہ نہایت ادب کیا گیا ہے مگر

❊ موتوا بعد بركم الموت ارموتوا بحبتكم وحسد ذكم من الحرب كما قال الله تعالی سورة آل عمران قل موتوا بغيظكم — سید احمد —

مگر جسطرح کہ یہودی شریعت میں افراط تھی اسیطرح اس شریعت میں تفریط ہے اور دونوں فطرت انسانی کے برخلاف ہیں، اگر کسی سبب و حالت سے ایسی خرابیاں مرد و عورت میں پیدا ہو جاویں جو کسیطرح اصلاح کے قابل نہوں تو انکا بھی کچھ علاج ہونا چاہیئے، اور وہ علاج طلاق ہو، پس کچھ شک نہیں کہ ایسی حالت میں بھی طلاق کا جائز نہونا حسن معاشرت اور انسانی فطرت کے برخلاف ہو۔ تیسری شریعت محمدیہ ہو جسکا ذکر اس آیت اور اسکے بعد کی آیتوں میں اور آنحضرت صلعم کی نصیحتوں اور ہدایتوں میں ہو۔ اس شریعت حقہ نے اس خوبی اور اس اعتدال سے اس مسئلہ کو قرار دیا ہے جس سے زیادہ عمدہ نہیں ہو سکتا، اور نہ اس سے زیادہ تمدن اور حسن معاشرت کی حفاظت انسانی فطرت کے مطابق ہو سکتی ہے۔ شریعت محمدیہ نے طلاق کو ایسی حالت میں جائز قرار دیا ہے جبکہ زن و شوہر میں مرض ناموافقت و عدم محبت کا ایسے درجہ پر پہنچ جاوے جو علاج کے قابل نہو، یا یوں کہو کہ بجز طلاق کے دوسرا کوئی علاج اسکا نہو۔ مگر زن و شوہر کا معاملہ ایک ایسا نازک اور ایک عجیب قسم کے ارتباط و اختلاط کا ہے کہ اسمیں جو خرابی پیدا ہو سوائے انہی دونوں کے اور کوئی تیسرا شخص اسباب کا اندازہ نہیں کر سکتا کہ آیا وہ اس حد تک پہنچ گئی ہو جسکا علاج بجز خفیۃ

کے اور کچھ نہیں پاتیں، اسلئے اس شریعت حقہ کے بانی نے اُس حد کی تعین اُنہی کی راے اور اُنہی کی طبیعت پر منحصر کی ہو، اور اُسی کے اخلاق کو اُسکا قاضی بنایا ہو جسکی تسلّی و مواسنت کے لیئے ابتدا میں عورت بطورانیس دلنواز اور مونس و غمگسار کے پیدا ہوئی تھی، اور اسبات کا کہ وہ علاج بے محل و بے موقع بداخلاقی اور بد خواہش نفسانی سے کیا جاوے جہانتک کہ انسانی فطرت کے مناسب حال تھا انسداد کیا ہے۔ مردوں کو فہمایش کی ہو کہ ہمیشہ عورتوں کے ساتھ محبت رکھیں اور اُنکے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں، اُنکی سختی و بدمزاجی کو تحمل سے برداشت کریں۔ عورتوں کو فہمایش کی کہ اپنے مردوں کی تابعداری کریں، اُنکے ساتھ محبت رکھیں اُنکی وفادار رہیں۔ پھر طلاق کی نسبت فرمایا کہ گو طلاق جایز کیگئی ہو مگر کوئی چیز دنیا کے پردہ پر طلاق سے زیادہ خدا کو غصہ دلانیوالی پیدا نہیں ہوئی۔ عورت کی نسبت یہ فرمایا کہ جو عورت بغیر لاعلاج ضرورت کے اور بغیر سخت حالت کے اپنے خصم

۳

سے طلاق کی خواہاں ہو اُسپر جنت کی خوشبو حرام ہو۔ ہمارے پیغمبر صلعم طلاق سے ایسے ناراض ہوتے تھے کہ بعض دفعہ صحابہ کو شبہ ہوا کہ طلاق دینے والے نے ایسا جرم کیا ہو کہ قتل کرنے کے قابل ہو۔ پھر ان ہدایتوں اور تہدیدوں ہی پر طلاق کے روکنے میں بس نہیں کیا، بلکہ نکاح اور ملاپ کے قائم رکھنے کی اور بھی تدبیریں فرمائیں، یعنی پوری تفریق واقع ہونے کو تین دفعہ طلاق دینا معتبر رکھا ہو اور یہ اجازت دی کہ پہلی طلاق کے بعد اگر آپس میں صلح ہوجاوے اور رنجش مٹ جاوے اور دونوں کی محبت تازہ ہوجاوے تو پھر بدستور جورو خصم رہیں، دوسری طلاق کے بعد بھی اسیطرح وہ آپس میں بدستور جورو خصم ہوسکتے ہیں، لیکن اگر پھر تیسری دفعہ طلاق دیدیا وے تو ثابت ہوگیا کہ یہ بیل منڈھے چڑھنے والی نہیں بہتر ہے کہ پوری تفریق ہوجاوے۔ ایسی حالت میں کہ عورت کو مرد سے کنارہ کش رہنا پڑتا ہو طلاق دینے، کو منع فرمایا اس امید پر کہ شاید زمانہ مقاربت میں محبت و الفت کی ایسی تحریک ہو کہ خیال طلاق کا دل سے جاتا رہے، پس یہ تمام احکام

نہایت خوبی و عمدگی و اعتدال سے فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں، خدا نے اُن احکام کی نسبت فرمایا کہ یہ اللہ کی بنائی ہوئی حدیں ہیں اُنکو توڑنا نہیں چاہیئے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ حدیں کچھ دیواریں یا خندقیں نہیں ہیں بلکہ یہ حدیں فطرت انسانی کی حدیں ہیں جنکو توڑنا انسانیت کی حد سے خارج ہونا ہے پس جو لوگ مسئلہ طلاق پر معترض ہیں جب وہ اُسکو بخوبی سمجھینگے اور فطرت انسانی پر غور کرینگے تو بالیقین جانینگے کہ بلاشبہ یہ حکم اُسی کا ہے جسنے فطرت انسانی کو بنایا ہے ✤

☆ہمارے مضمون کا یہ سب طویل عکسی اقتباس ہے۔ جہاں آپ سرسید کی نثر سے لطف اندوز ہوں گے وہیں بغور سرسید کے کیئے ترجمہ پر بھی نظر جمایئے گا۔ یہ ترجمہ تفسیر حضرت شیخ الہند کے ترجمہ قرآن سے 37 سال قبل لکھا گیا ہے

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

☆خود سرسید " کسے " تفسیر " اور دین کی تشریح کا اہل جانتے تھے ؟؟؟؟

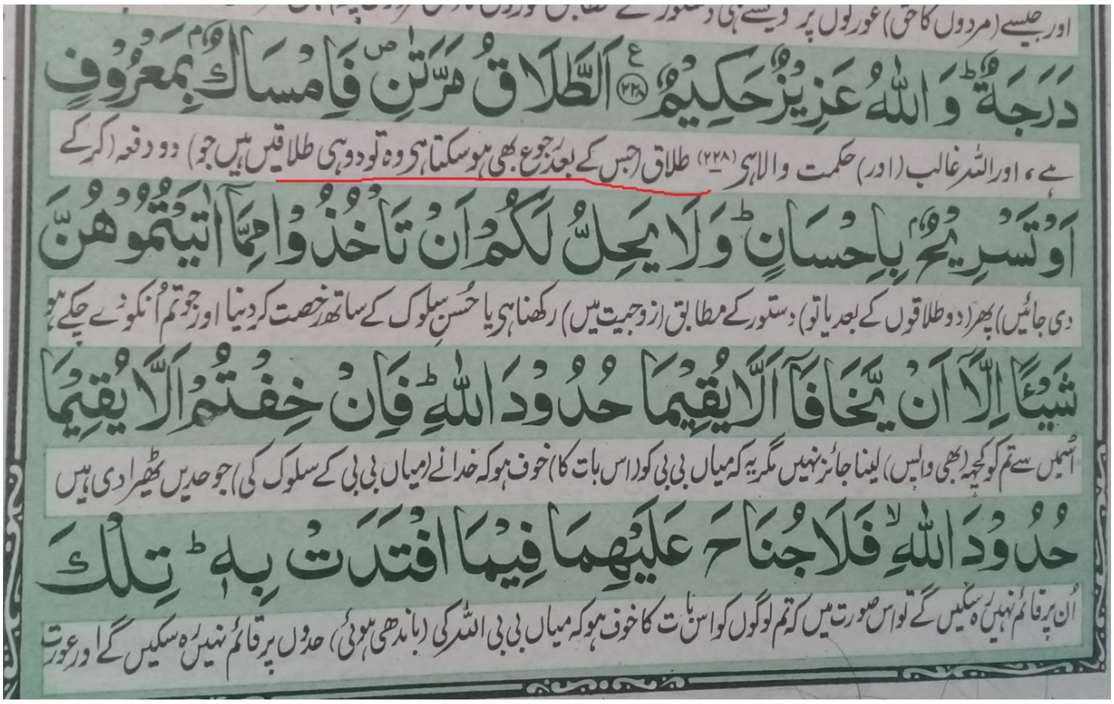
اُنھی کے قلم سے آپ کے نظر نواز ہے

" اپنی کتاب " آثار الصنادید " میں حضرت سراج الہند شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے تذکرہ میں

" خود درائیت " اور " بے استادی " کو " آفت گردانتے " ہیں درج ذیل عکسی اقتباس میں سرخ خط کشیدہ عبارت ملاحظہ کیجیئے،،،،،،،،،،،،،،، مگر دل تھام کر !

وسادۂ ارشاد و ہدایت نے رونق بے منتہا حاصل کی، کیوں کہ مولانا رفیع الدین اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما کہین، برادر حقیقی آپ کے جن کا ذکر بعد اس کے بتفصیل آئے گا، والد ماجد کے روبرو سن صغیر رکھتے تھے، تمام علوم اور فیوض کو انھیں حضرت کی خدمت میں کسب کیا۔ علم حدیث وتفسیر بعد آپ کے تمام ہندوستان سے مفقود ہو گیا۔ علمائے ہندوستان کے خوشہ چین اسی سرگروہ علما کے خرمن کمال کے ہیں اور جمیع کملا اس دیار کے چاشنی گرفتہ اسی زبدۂ ارباب حقیقت کے مائدہ فضل وافضال کے۔ یہ آفت جو اس جزو زمان میں تمام دیار ہندوستان خصوصاً شاہجہان آباد، حرسہا اللہ عن الشر والفساد، میں مثل ہوائے وبائی کے عام ہو گئی ہے کہ ہر عامی اپنے تئیں عالم اور ہر جاہل آپ کو فاضل سمجھتا ہے اور فقط اسی پر کہ چند رسالے مسائل دینی اور ترجمہ قرآن مجید کو اور وہ بھی زبان اردو میں کسی نے استاد سے اور کسی نے اپنے زور طبیعت سے پڑھ لیا ہے، اپنے تئیں فقیہ و مفسر سمجھ کر مسائل و وعظ گوئی میں جرات کر بیٹھا ہے، آپ کے ایام حیات تک اس کا اثر نہ تھا، بلکہ علمائے متبحر اور فضلائے مفضی المرام باوجود نظر غائر اور احاطۂ جزئیات مسائل کے جب تک اپنا سمجھا ہوا حضرت کی خدمت میں عرض نہ کر لیتے تھے اس کے اظہار میں لب کو وا نہ کرتے تھے اور اس کے بیان میں زبان کو جنبش نہ دیتے تھے۔ حافظہ آپ کا نسخہ لوح تقدیر تھا۔ بارہا اتفاق ہوا کہ کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلبا کو لکھوا دیں اور جب اتفاقاً کتابیں دست یاب ہوئیں تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوا دی تھی اس میں من اور عن کا فرق نہ تھا۔ باوجود اس کے کہ سنین عمر شریف قریب اسّی کے پہنچ گئے تھے اور کثرت امراض جسمانی سے طاقت بدن مبارک

☆2۔ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے "غرائب القرآن"(40) کے نام سے قرآن کا ترجمہ تفسیر کیا۔ اس میں بہت زیادہ محاورتی اردو استعمال کی گئی تھی۔


اور جیسے (مردوں کا حق) عورتوں پر ویسے ہی دستور کے مطابق عورتوں کا حق مردوں پر ہے

دَرَجَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۖ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ

ہے، اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے (۲۲۸) طلاق (جس کے بعد رجوع بھی ہوسکتا ہے وہ تو) دو ہی طلاقیں ہیں جو دو دفعہ (کر کے

اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوهُنَّ

دی جائیں) پھر (دو طلاقوں کے بعد یا تو) دستور کے مطابق (ازوجیت میں) رکھنا ہے یا حُسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا اور جو تم اُنکو دے چکے ہو

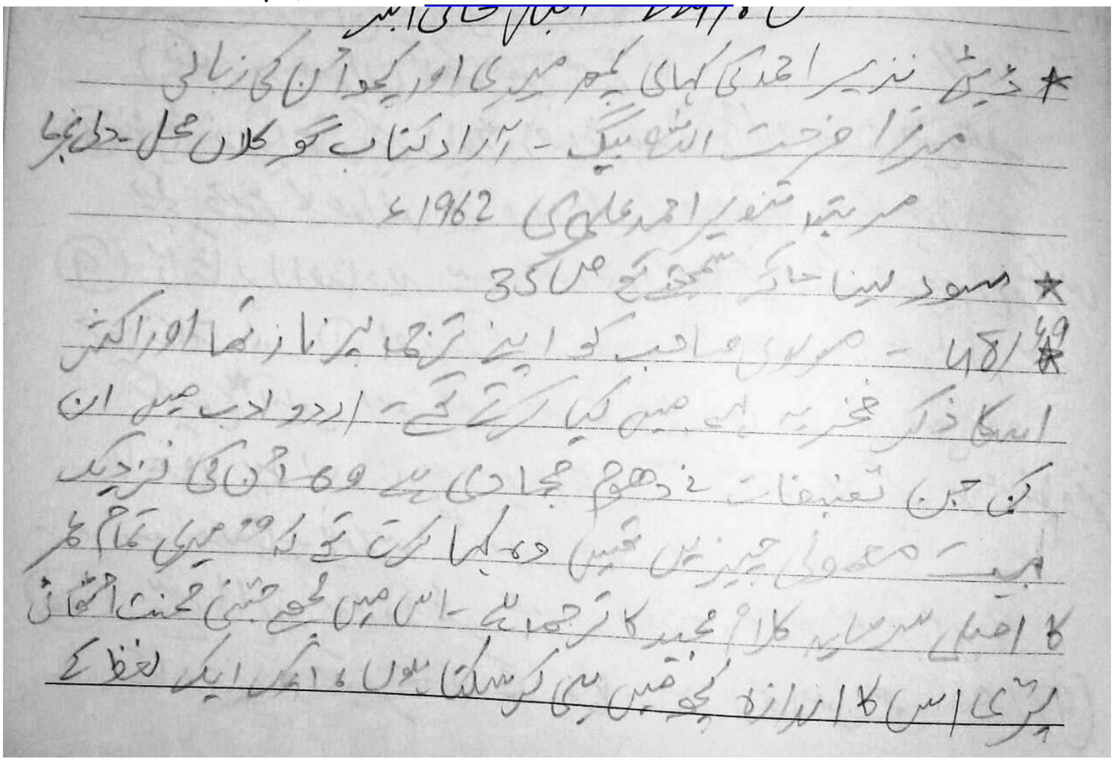
شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ ۗ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيمَا

اُسمیں سے تم کو کچھ (بھی واپس) لینا جائز نہیں مگر یہ کہ میاں بی بی کو (اس بات کا) خوف ہو کہ خدا نے (میاں بی بی کے سلوک کی) جو حدیں ٹھہرا دی ہیں

حُدُودَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۗ تِلْكَ

اُن پر قائم نہیں رہ سکیں گے تو اس صورت میں کہ تم لوگوں کو اس بات کا خوف ہو کہ میاں بی بی اللہ کی (باندھی ہوئی) حدوں پر قائم نہیں رہ سکیں گے اور عورت

40۔ مرزا فرحت اللہ بیگ (شاگرد ڈپٹی نذیر احمد) کی "نذیر احمد کی کہانی کچھ ان کی کچھ میری زبانی "1927ء کی تحریر ہے۔


★ ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی کچھ میری اور کچھ اُن کی زبانی
مرزا فرحت اللہ بیگ - آزاد کتاب گھر کلاں محل دہلی ۶
مرتبہ منیر احمد علوی 1962ء
★ سود لینا جائز سمجھتے تھے ص 35
★ 48/49 - مولوی صاحب کو اپنے ترجمہ پر ناز تھا اور اکثر
اسکا ذکر فخریہ لہجے میں کیا کرتے تھے - اردو ادب میں ان
کی جن تصنیفات کی دھوم مچی ہوئی ہے وہ اُن کی نزدیک
ہیچ - معمولی چیزیں تھیں وہ کہا کرتے تھے کہ "میری تمام عمر
کا اصلی سرمایہ کلام مجید کا ترجمہ ہے - اس میں مجھے جتنی محنت اٹھانی
پڑی اس کا اندازہ کچھ میں ہی کر سکتا ہوں ۔ ایک ایک لفظ کے

ترجمہ میں میرا سارا دن صرف ہوگیا۔ میاں! صحیح کہا گیا محاورہ
کی جگہ محاورہ بٹھایا ہے"۔ ہم نے کہا "مولوی صاحب سمجھایا ہے
کونسا ہے"۔ جہاں یہ فقرہ کہا اور مولوی صاحب اچھل
پڑے۔ بڑے خفا ہوئے اور کہتے "کل کے لونڈو! میرے محاوروں کو
غلط بتاتے ہو۔ میاں میری اردو کا سکہ تمام ہندوستان پر
بیٹھا ہوا ہے خود لکھو گے تو چیں بول جاؤ گے"۔ محاوروں کی بھر
مار کے متعلق اکثر مجھ سے اُن کا جھگڑا ہوا کرتا تھا۔ میں ہمیشہ
کہا کرتا تھا "مولوی صاحب آپ نے محاوروں کی کوئی فہرست تیار
کر لی ہے اور کسی نہ کسی محاورہ کو آپ کسی نہ کسی جگہ پھنسا دینا
چاہتے ہیں، خواہ اس کی گنجائش وہاں ہو یا نہ ہو۔
ص ۴۹ ~~[illegible]~~ اور جگہ لکھتے ہیں "میں نے مولوی صاحب کے سامنے بھی کہا
اب بھی کہتا ہوں اور ہمیشہ کہوں گا کہ محاوروں کے استعمال کا شوق
مولوی صاحب کو حد سے زیادہ تھا تحریر میں ہو یا تقریر میں وہ
محاوروں کی ٹھونس ٹھانس سے عبارت کو بے لطف کر دیتے تھے۔ ۱۹۱
بعض وقت ایسے محاورے استعمال کر جاتے تھے جو بے موقع ہی نہیں
بلکہ غلط ہوتے تھے" ص ۴۹
[illegible]

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

(اپنا پیچھا چھڑانے کے عوض) کچھ دے نکلے تو اس میں دونوں پر کچھ گناہ نہیں، یہ اللہ کی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں تو ان سے (آگے) مت بڑھو اور

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى

جو اللہ کی (باندھی ہوئی) حدوں سے آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ برسرِ ناحق ہیں (۲۲۹) اب اگر عورت کو (تیسری بار) طلاق دیدی تو اسکے بعد جب تک

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے ف۱۲۶ اس کیلئے حلال نہیں (ہوسکتی) ہاں اگر (دوسرا شوہر ہم بستر ہو کر) اُس کو طلاق دیدے تو دونوں

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا

(میاں بی بی) پر کچھ گناہ نہیں کہ پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں بشرطیکہ دونوں کو توقع ہو کہ اللہ کی (باندھی ہوئی) حدوں پر قائم رہ سکیں گے اور

کرے یا چار روتا چار طلاق دے۔
ف۱۲۵ حدیث کی رو سے دوسرے
شوہر کے ساتھ ہم بستری کا
ہونا بھی ضروری ہے۔
ف۱۲۶ عرب کے لوگوں نے
طلاق کا کھیل بنا رکھا تھا طلاق
دینے پر اُتارو ہوتے تو ایک
دم سے سینکڑوں طلاقیں دیتے
چلے جاتے یا طلاق دی اور رجوع
کرلیا پھر طلاق دی پھر رجوع
کرلیا۔ پھر اُن میں جاہلانہ حمیت
کی کچھ انتہا نہ تھی اور مصالح
خانہ داری پر نظر نہیں رکھتے تھے
اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں

کتب
یہ کتاب
(۳)
لوگوں کی
جو لوگ
ذو
(٤)

تلک

طلاق کے معاملے کو ایسا سلجھا دیا
کہ اس سے بہتر سلجھانا ممکن
نہیں طلاق کے بارے میں اپنی
ناپسندیدگی بھی ظاہر فرما دی اور
بمجبوری دینی پڑے تو اس کے
قاعدے بنا دیئے اور خانہ داری
کی مصلحتیں بھی سمجھا دیں۔

ف۱۲۷ عورتوں کو طلاق ہوئے
پیچھے دُودھ پیتے بچوں کی مشکل
پڑ جاتی ہے میاں بی بی ہیں تو
طلاق سے پیدا ہو گئی عداوت

☆ حالیؔ، ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمہ کے بہت بڑے مداح اور بعد کے مترجمین کو ڈپٹی صاحب کا مقلد قرار دیتے تھے" (41) ۔ محاوراتی نثر کے بے تاج بادشاہ "ڈپٹی نذیر احمد دہلوی" کے الفاظ پر بھی تاک تاک کے نظر رکھیئے!!!! ہم بس بلا تبصرہ گزر جاتے ہیں۔ فیصلہ آپ کے ضمیر کا!!!! یہ ترجمہ و تفسیر 1895ء میں مکمل کیا یعنی حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمہ قرآن سے 22 سال قبل بقول مولانا ڈپٹی نذیر احمد مرحوم اردو زبان کے جتنے بھی تراجم ہیں سب کے سب شاہ عبد القادر کے ترجمے کے مترجم ہیں۔ مفصل تبصرہ حاشیہ میں عکسی ملاحظہ کیجیئے (42)

41۔ مولوی نذیر احمد آثار و احوال: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ص286، مجلس ترقی اردو ادب لاہور

42۔

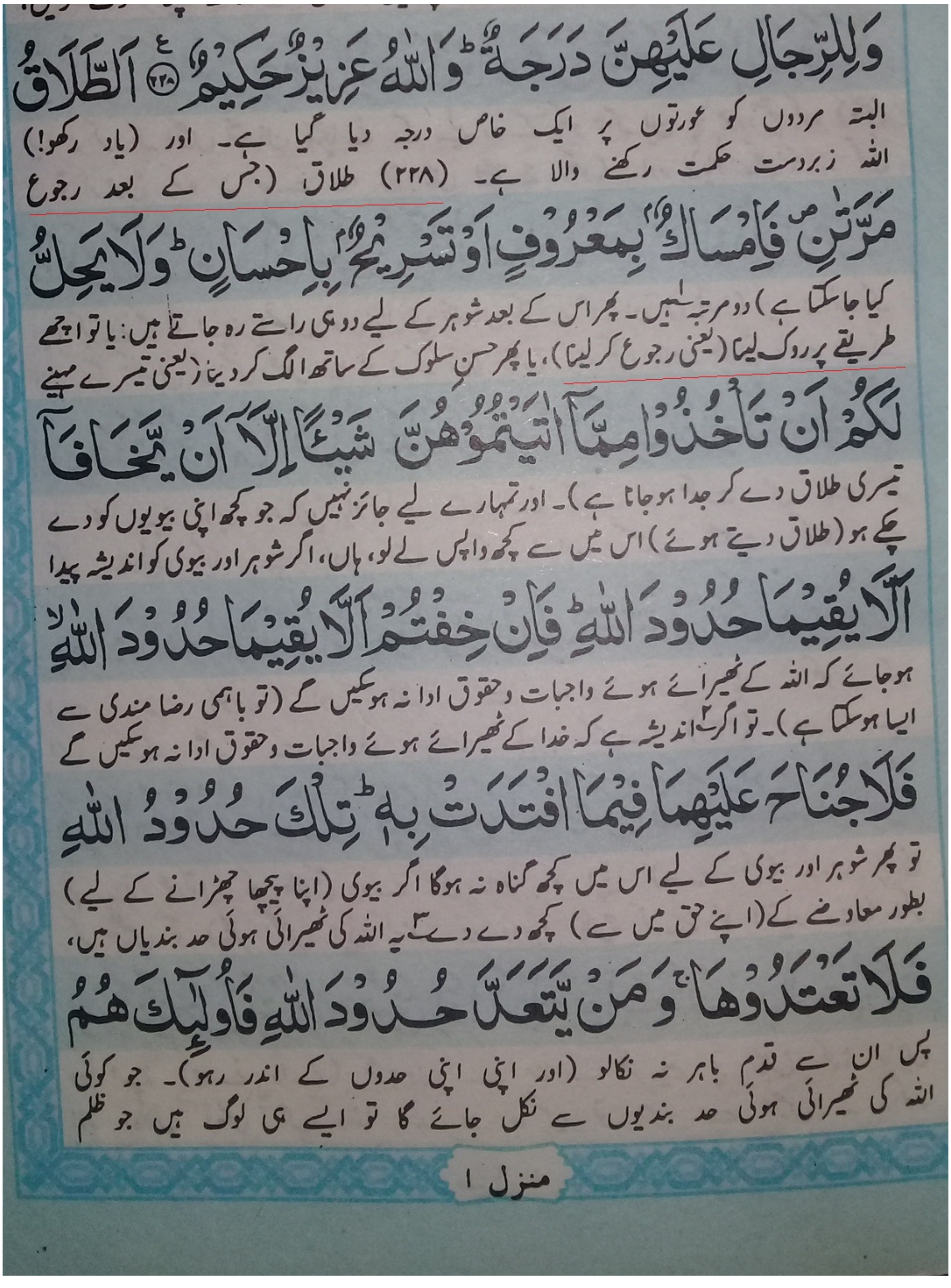
۱- ''این خانہ تمام آفتاب است ، اس خاندان نے تو تمام ہندوستان میں اسلام کی وہ خدمتیں کی ہیں کہ بس خدا ہی ان کی داد دے گا، میرا اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ ان بزرگواروں نے ہندوستان کے اسلام کے حق میں ایسا کام کیا ہے، جیسا عرب کے اسلام کے حق میں مہاجرین و انصار نے کیا تھا، رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔ (۱)

۲- اپنے لیکچر میں یہ بھی ذکر کیا ہے:

بہر کیف قرآن کے متعدد ترجمے موجود ہیں، مگر سب میں مشہور اور مقبول تین ہیں، اور کتنے بڑے دینی فخر کی بات ہے کہ تینوں ترجمے ایک ہی گھرانے کے ہیں، اسلام کے اعتبار سے جو خاندان عموماً تمام ہندوستان اور خصوصاً دہلی کا موجب فخر ہو گزرا ہے، اس کے مورث اعلیٰ تھے حضرت شاہ عبد الرحیم صاحبؒ، ان کے دو فرزند حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور مولانا شاہ اہل اللہ صاحبؒ، مولانا شاہ ولی اللہ کے چار فرزند شاہ عبد العزیز صاحب، مولانا شاہ رفیع الدین صاحب، مولانا شاہ عبد القادر صاحب، اور مولانا شاہ اسماعیل شہید کے والد مولانا شاہ عبد الغنی صاحب، فارسی ترجمہ مولوی شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم و مغفور کا ہے، بڑی احتیاط سے ترجمہ کیا ہے، احادیث اور تفاسیر پر شاہ صاحب کی بڑی وسیع نظر ہے، اور اس لئے یہ ترجمہ سب سے زیادہ مستند ہے، مگر ہے فارسی میں.......... اب رہ گئے اردو کے دو ترجمے، ان میں سے ایک مولوی شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے، اور دوسرا شاہ عبد القادر کا، (شاہ عبد القادر کے ترجمے پر تفصیلی کلام ان کے حالات کے ضمن میں آئے گا) کہ یہ دونوں مولوی شاہ ولی اللہ صاحب کے فرزند تھے، مولوی شاہ عبد العزیز سے چھوٹے، مولوی شاہ رفیع الدین کا ترجمہ لفظی ہے جس کو انگریزی میں لٹرل کہتے ہیں، یعنی شاہ رفیع الدین صاحب ترتیب الفاظ کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، اگر ایک آیت کا ترجمہ اس کے نیچے لکھا جائے گا تو تم کم پاؤ گے کہ ہر لفظ اور ہر حرف کا ترجمہ اس کے مقابلے میں ٹھیک اسی کے نیچے موجود ہے، ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ شگفتہ ہو نہیں سکتا، .... پھر یہ مترجم دلی میں پیدا ہوئے، ان کی بولی بجائے خود سند ہے، .... تو کون ایسا ناانصاف اور ناحق شناس اور احمق ہوگا، کہ مولوی شاہ رفیع الدین یا مولوی شاہ عبد القادر کے ترجموں پر معترض ہو، مگر ہے کیا کہ ان بزرگوں نے فرط ادب سے لفظی تقدیم و تاخیر کو بھی گناہ سمجھا، اور ان کی یہ احتیاط قابل تحسین ہے، اگلوں نے اس میں احتیاطیں کی ہیں، تب کہیں جا کر قرآن محفوظ رہا ہے، ورنہ آج توراۃ و انجیل کا سا حال ہو گیا ہوتا۔ (۲)

(۱) لیکچر ڈپٹی: ۲/ ۲۷، ط: مفید عام اسٹیم پریس آگرہ، ۱۹۱۸ء۔ (۲) لیکچرز ڈپٹی نذیر احمد، ج: ۲، ص: ۲۵-۲۷۔

☆3۔ مولانا آزاد کو بیسویں صدی کے بہترین اردو مصنفین کی نمایاں فہرست میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ مولانا آزاد نے کئی کتابیں لکھیں جن میں غبار خاطر، انڈیا ونس فریڈم) انگریزی(، تزکیہ، "ترجمان القرآن " سر فہرست ہیں۔ اس کے علاوہ الہلال نامی اردو کا ہفت روزہ اخبار جولائی 1912ء میں کلکتے سے جاری کیا۔



وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٨﴾ اَلطَّلَاقُ

البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک خاص درجہ دیا گیا ہے۔ اور (یاد رکھو!) اللہ زبردست حکمت رکھنے والا ہے۔ (۲۲۸) طلاق (جس کے بعد رجوع

مَرَّتٰنِ ۖ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ

کیا جا سکتا ہے) دو مرتبہ[1] ہیں۔ پھر اس کے بعد شوہر کے لیے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں: یا تو اچھے طریقے پر روک لینا (یعنی رجوع کر لینا)، یا پھر حسن سلوک کے ساتھ الگ کر دینا (یعنی تیسرے مہینے

لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ

تیسری طلاق دے کر جدا ہو جانا ہے)۔ اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ جو کچھ اپنی بیویوں کو دے چکے ہو (طلاق دیتے ہوئے) اس میں سے کچھ واپس لے لو، ہاں، اگر شوہر اور بیوی کو اندیشہ پیدا

اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۗ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ

ہو جائے کہ اللہ کے ٹھیرائے ہوئے واجبات و حقوق ادا نہ ہو سکیں گے (تو باہمی رضامندی سے ایسا ہو سکتا ہے)۔ تو اگر[2] اندیشہ ہے کہ خدا کے ٹھیرائے ہوئے واجبات و حقوق ادا نہ ہو سکیں گے

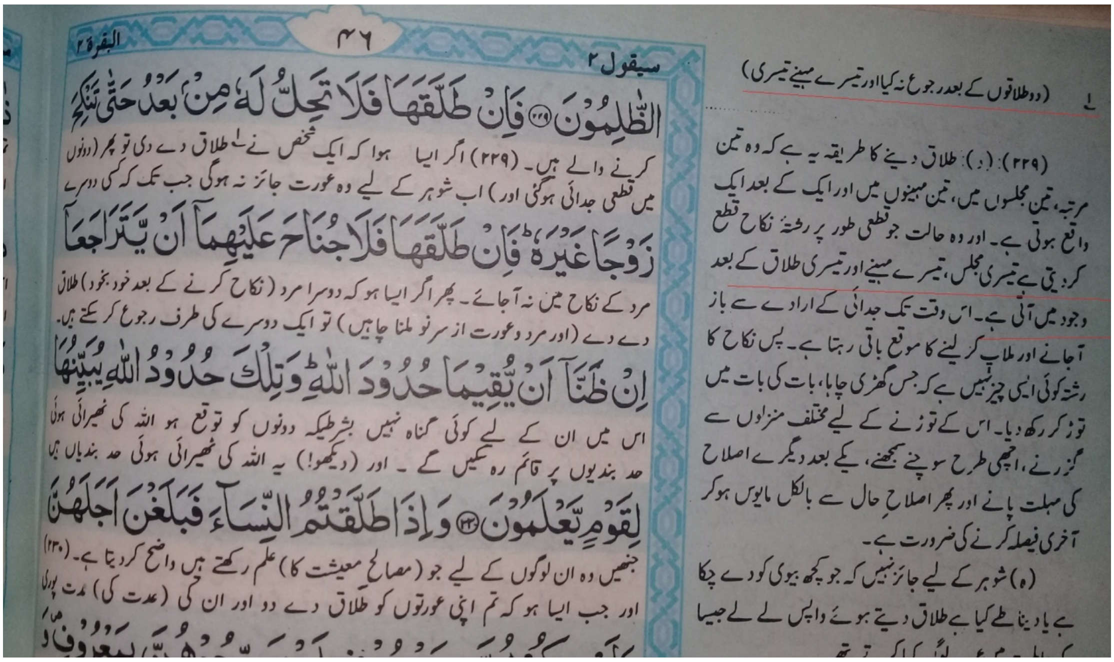
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۗ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

تو پھر شوہر اور بیوی کے لیے اس میں کچھ گناہ نہ ہوگا اگر بیوی (اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے) بطور معاوضے کے (اپنے حق میں سے) کچھ دے دے[3]۔ یہ اللہ کی ٹھیرائی ہوئی حد بندیاں ہیں،

فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

پس ان سے قدم باہر نہ نکالو (اور اپنی اپنی حدوں کے اندر رہو)۔ جو کوئی اللہ کی ٹھیرائی ہوئی حد بندیوں سے نکل جائے گا تو ایسے ہی لوگ ہیں جو ظلم

منزل ۱



البقرة ۲ ۴۶ سیقول ۲

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ

کرنے والے ہیں۔ (۲۲۹) اگر ایسا ہوا کہ ایک شخص نے[1] طلاق دے دی تو پھر (دونوں میں قطعی جدائی ہوگئی اور) اب شوہر کے لیے وہ عورت جائز نہ ہوگی جب تک کہ کسی دوسرے

زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

مرد کے نکاح میں نہ آجائے۔ پھر اگر ایسا ہو کہ دوسرا مرد (نکاح کرنے کے بعد خود بخود) طلاق دے دے (اور مرد و عورت از سرِ نو ملنا چاہیں) تو ایک دوسرے کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا

اس میں ان کے لیے کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ دونوں کو توقع ہو اللہ کی ٹھیرائی ہوئی حد بندیوں پر قائم رہ سکیں گے۔ اور (دیکھو!) یہ اللہ کی ٹھیرائی ہوئی حد بندیاں ہیں

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

جنھیں وہ ان لوگوں کے لیے جو (مصالحِ معیشت کا) علم رکھتے ہیں واضح کر دیتا ہے۔ (۲۳۰)
اور جب ایسا ہو کہ تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی (عدت کی) مدت پوری

[1] (دو طلاقوں کے بعد رجوع نہ کیا اور تیسرے مہینے تیسری)

(۲۲۹): (د): طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ تین مرتبہ، تین مجلسوں میں، تین مہینوں میں اور ایک کے بعد ایک واقع ہوتی ہے۔ اور وہ حالت جو قطعی طور پر رشتۂ نکاح قطع کر دیتی ہے تیسری مجلس، تیسرے مہینے اور تیسری طلاق کے بعد وجود میں آتی ہے۔ اس وقت تک جدائی کے ارادے سے باز آجانے اور ملاپ کر لینے کا موقع باقی رہتا ہے۔ پس نکاح کا رشتہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس گھڑی چاہا، بات کی بات میں توڑ کر رکھ دیا۔ اس کے توڑنے کے لیے مختلف منزلوں سے گزرنے، اچھی طرح سوچنے سمجھنے، یکے بعد دیگرے اصلاح کی مہلت پانے اور پھر اصلاحِ حال سے بالکل مایوس ہو کر آخری فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(ہ) شوہر کے لیے جائز نہیں کہ جو کچھ بیوی کو دے چکا ہے یا دینا طے کیا ہے طلاق دیتے ہوئے واپس لے لے جیسا

ایک وقت تھا مولانا آزاد، سر سید احمد خان کو مذہبِ جدید کا مجتہدِ اعظم گردانتے تھے اور خود کو اُس مذہب کا مجتہد منتسب(43)..

(((ترجمان القرآن" کا اصل امتیاز اس کا ترجمہ ہے، مولانا لکھتے ہیں:

"ترجمان القرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اس کی تمام خصوصیات کا اصل محل اس کا ترجمہ اور ترجمہ کا اسلوب ہے۔ اگر اس پر نظر رہے گی تو پوری کتاب پر نظر رہے گی۔ وہ اوجھل ہو گئی تو پوری کتاب نظر سے اوجھل ہو جائے گی۔"(ابوالکلام آزاد، ترجمان القرآن، جلد ۳)

مولانا آزاد چونکہ ایک صاحب طرز ادیب تھے، اس بنا پر" ترجمان القرآن" ان کے انشا کا بھرپور مظہر ہے، تاہم جہاں تک اصول تفسیر کا تعلق ہے تو وہ ائمۂ تفسیر ہی کی تتبع کرتے نظر آتے ہیں اور بہت کم کوئی ایسی رائے قائم کرتے ہیں جو اسلاف کی رائے کے برخلاف ہو۔ مولانا کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کو اپنے عہد میں ایک زندہ کتاب کے طور پر پیش کیا ہے جو مسلمانوں کے لیے واحد راہنما ہو سکتی ہے۔ سید سلیمان ندوی(44) نے "ترجمان القرآن" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

43۔ حوالہ کے لیئے دیکھیئے" آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی- بہ روایت ملیح آبادی "کتاب کا لنک حاضر خدمت ہے

44۔ آپ یادِ رفتگاں میں علامہ عثانی کے متعلق رقمطراز ہیں "موصوف کے مضامین اور چھوٹے رسائل تو متعدد ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے تصنیفی اور علمی کمال کا نمونہ اردو میں اِن کے قرآنی حواشی ہیں جو حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمے کے ساتھ چھپے ہیں۔ ان حواشی سے مرحوم کی قرآن فہمی اور تفسیروں پر عبور اور عوام کی دل نشینی کے لئے ان کی قوتِ تفہیم حدِّ بیان سے بالا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ ان حواشی سے مسلمانوں کو بڑا

”مصنف ترجمان القرآن کی یہ دیدہ وری داد کے قابل ہے کہ انھوں نے وقت کی روح کو پہچانا اور اس فتنۂ فرنگ کے عہد میں اسی طرز وروش کی پیروی کی جس کو ابن تیمیہ اور ابن قیم نے پسند کیا تھا اور جس طرح انھوں نے اس عہد کے مسلمانوں کی تباہی کا راز فلسفۂ یونان کی دماغی پیروی کو قرار دیا، اسی طرح اس عہد کے مسلمانوں کی بربادی کا سبب ترجمان القرآن کے مصنف نے فلسفۂ یونان و فرنگ کی ذہنی غلامی کو قرار دیا اور نسخۂ علاج وہی تجویز کیا کہ کلام الٰہی کو رسول کی زبان و اصطلاح اور فطرت کی عقل و فلسفہ سے سمجھنا چاہیے۔“(ابو سلمان شاہجہانپوری، ابوالکلام آزاد (بحیثیت مفسر و محدث) ۲۱۔۲۲)

افسوس کہ مولانا یہ ترجمہ مکمل نہ کر سکے، تاہم اس وقت ”ترجمان القرآن“ کے عنوان سے جو کچھ موجود ہے اور جس میں سورۂ فاتحہ کی وہ تفسیر بھی شامل ہے جو اصلاً ”البیان“ کا حصہ ہے، ایک شاہکار ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا۔)))(45)

☆اس اقتباس کی روشنی میں مولانا آزاد کا ترجمہ اور تفسیر" معترض کذاب" کی آنکھیں کھولنے کے لیئے کافی ہے!!! یہ پوری عبارت خورشید ندیم صاحب کے مضمون سے لی گئی ہے جو جاوید احمد غامدی صاحب کی ویب سائیٹ پر موجود ہے: لنک

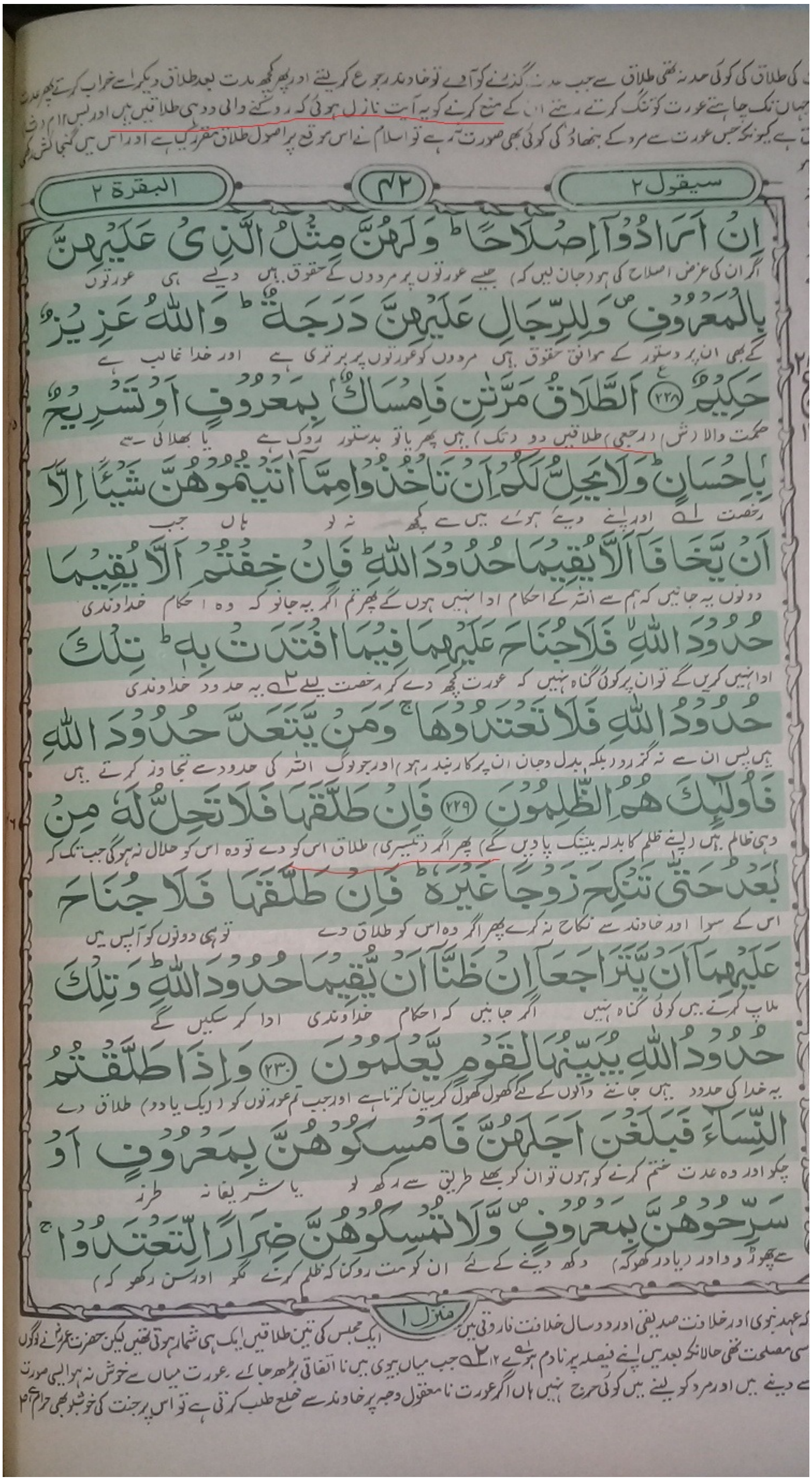
https://www.javedahmedghamidi.org/#!/books/5aa677a15e891e8f44a455ee?chapterNo=0

☆4۔ مولانا ابو فا ثناء اللہ امر تسریؒ: برعظمp جنوبی ایشیاء کے اُن عظیم سپوتوں میں سے اک تھے جنھوں نے اسلام پر اعتراضات کرنے والی مشنریوں، پادریوں، آریائی پنڈتوں، قادیانی دجالوں سے خوب جم کر مناظرے کیئے اور ہر میدان میں مد مقابل کے دانت کھٹے کیئے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے مردِ حُر حضرت شیخ الہندؒ کے نامور شاگرد تھے۔ یہ بھی قدرت کا کرشمہ اور اہلِ علم کے وسعتِ ظرف کی اعلیٰ نشانی ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنے زمانہ کے احناف کے مقتداء و مرجع علامہ محمود حسن دیوبندی حنفی کے " اہل حدیث " شاگرد تھے۔ آپ نے قرآن

فائدہ پہنچا ہے۔اِن حواشی کی افادیت کا اندازہ اِس سے ہو گا کہ حکومت افغانستاان نے اپنے سرکاری مطبع سے قرآنی متن کے ساتھ حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمہ اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کے حواشی کو افغان مسلمانوں کے فائدے کے لئے فارسی میں ترجمہ کر کے چھاپا ہے۔(یادِ رفتگاں کا لنک حاضر خدمت ہے)

45۔ افکار کی دنیا میں ہر تحریر "نقد و فکر" کے ترازو میں تُلتی ہے جہاں مولانا آزاد کے معترف موجود ہیں وہیں اُن کے طرز و افکار کے نہایت ثقہ ناقد بھی موجود ہیں "صاحبِ ترجمان القرآن" پر علامہ سید یوسف بنوریؒ نے اپنے شیخ الاستاذ مکرم کی کتاب "مشکلات القرآن" کے مقدمہ یتیمة البیان فی شیيء من علوم القرآن میں نقد فرمایا جسے آپ اردو ترجمہ "منتخبات اُصول تفسیر و علومِ قرآن " ص126 تا130 پر مطالعہ کر سکتے ہیں۔

کی معتدد تفاسیر عربی واردو میں رقم کی ہیں۔ اہل حدیث مکتبہ فکر میں "تفسیر ثنائی" اردو کی مقبول ترین تفسیر ہے۔
لیجیئے اِسی کا اقتباس



ی کی طلاق کی کوئی حد نہ تھی طلاق سے جب مدت گذرنے کو آوے تو خاوند رجوع کر لیتے اور پھر کچھ مدت بعد طلاق دیکر اسے خراب کرتے پھر مدت
جہاں تک چاہتے عورت کو تنگ کرتے رہتے ان کے منع کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی کہ روکنے والی دو ہی طلاقیں ہیں اور بس ۱۲ ام د
ہے کیونکہ جس عورت سے مرد کے بنھاؤ کی کوئی بھی صورت نہ ہے تو اسلام نے اس موقع پر اصول طلاق مقرر کیا ہے اور اس میں گنجائش رکھی

سیقول ۲ | ۴۲ | البقرة ۲

إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ
اگر ان کی غرض اصلاح کی ہو (جان لیں کہ) جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں
بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ
کے بھی ان پر دستور کے موافق حقوق ہیں مردوں کو عورتوں پر برتری ہے اور خدا غالب ہے
حَكِيمٌ ﴿٢٢٨﴾ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ
حکمت والا (رجعی) طلاقیں دو دفعہ ہیں پھر یا تو بدستور روک ہے یا بھلائی سے
بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا
رخصت کرنا اور اپنے دیئے ہوئے میں سے کچھ نہ لو ہاں جب
أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا
دونوں یہ جانیں کہ ہم سے اللہ کے احکام ادا نہیں ہوں گے پھر تم اگر یہ جانو کہ وہ احکام خداوندی
حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ
ادا نہیں کریں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت کچھ دے کر رخصت لیلے ۲ یہ حدود خداوندی
حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ
ہیں پس ان سے نہ گزرو بلکہ بدل وجان ان پر کاربند رہو اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٢٩﴾ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ
وہی ظالم ہیں (اپنے ظلم کا بدلہ بےشک پاویں گے) پھر اگر (تیسری) طلاق اس کو دے تو وہ اس کو حلال نہ ہوگی جب تک کہ
بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ
اس کے سوا اور خاوند سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ اس کو طلاق دے تو بھی دونوں کو آپس میں
عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ
ملاپ کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر جانیں کہ احکام خداوندی ادا کر سکیں گے
حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٠﴾ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ
یہ خدا کی حدود ہیں جاننے والوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور جب تم عورتوں کو (ایک یا دو) طلاق دے
النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ
چکو اور وہ عدت ختم کرنے کو ہوں تو ان کو بھلے طریق سے رکھ لو یا شریفانہ طرز
سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا ۚ
سے چھوڑ دو اور (یاد رکھو کہ) دکھ دینے کے لئے ان کو مت روکنا کہ ظلم کرنے لگو اور سن رکھو کہ

منزل ۱

کہ عہد نبوی اور خلافت صدیقی اور دو سال خلافت فاروقی میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں لیکن حضرت عمرؓ نے لوگوں
سی مصلحت تھی حالانکہ بعد میں اپنے فیصلہ پر نادم ہوئے ۱۲ ۲ جب میاں بیوی میں نا اتفاقی بڑھ جائے ،عورت میاں سے خوش نہ ہو ایسی صورت
ے دینے میں اور مرد کو لینے میں کوئی حرج نہیں ہاں اگر عورت نا معقول وجہ پر خاوند سے خلع طلب کرتی ہے تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ۴

خوب یاد رہے یہ ترجمہ و تفسیر 1895ء کا ہے یعنی اپنے استاد شیخ الہند (46) کے ترجمہ قرآن سے 22 سال پہلے کا ہے۔

☆5۔ مولانا فتح محمد جالندھری "جالندھری صاحب" اُس جماعت کا حصہ تھے جو "ڈپٹی نذیر احمد" کے ترجمہ پر نظر ثانی کا کام کرتی تھی (47) ☆"فتح الحمید" مولانا کا ترجمہ قرآن پہلے پہل 1900ء میں امر تسر سے شائع ہوا مولانا کسی فقہی، کلامی یا فرقی گروہ سے وابستہ نہیں تھے اس لیے ان کا ترجمہ قرآن تمام مسلمانوں میں یکساں مقبول اور متداول ہے۔ اردو میں قرآن کا اولین ترجمہ شاہ عبد القادر محدث دہلوی کا سب سے ممتاز ترجمہ سمجھا جاتا تھا۔ مولانا جالندھری لکھتے ہیں کہ "ہم ان تمام صاحبوں کو یقین دلاتے ہیں جو شاہ صاحب کے ترجمہ کے دلدادہ ہیں کہ ہم نے اسے اس درجہ سہل سلیس اور بامحاورہ کر دیا ہے کہ زبان کے لحاظ سے جو جو خوبیاں ترجمے میں ہونی چاہیے وہ سب اس میں موجود ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ شاہ صاحب کا ترجمہ اگر مصری کی ڈلیاں ہیں تو یہ ترجمہ شربت کے گھونٹ. نہایت آسان، سریع الفہم کہ پڑھتے جایئے اور سمجھتے جایئے". وقت گزرنے کے ساتھ زبان میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ اسی سبب سے دعوہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے اس ترجمہ کو مزید آسان، سلیس اور بامحاورہ کر کے از سر نو طبع کیا چونکہ یہ ترجمہ کتاب اللہ کا ترجمہ ہے، گروہی، فرقی، مکتبی رجحانات سے پاک اس لیے ریڈیو پاکستان نے اسے اپنے ترجمہ کے طور پر منتخب کیا اور جب صوت القرآن شروع کیا گیا تو اس کے لیے اسی ترجمہ کو منتخب کیا گیا۔ (48)

46۔ مولانا امر تسری کا اپنے استاد کے متعلق مشاہدہ حاشیہ نمبر 22 ملاحظہ کیجیے۔

47۔ مولوی نذیر احمد آثار و احوال: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، ص 267، مجلس ترقی اردو ادب، لاہور

48۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد نسیم عثمانی مولانا جالندھری کے ترجمہ پر اس طرح رقم طراز ہیں: ان کا ترجمہ قرآن مجید بامحاورہ ہونے کے ساتھ ساتھ مستند سمجھا جاتا ہے اور امت مسلمہ کے تمام فرقوں کے لیے قابل قبول ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد نسیم عثمانی، اردو میں تفسیری ادب پر ایک تاریخی تجزیاتی جائزہ، ص۔ ۳۳

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿229﴾

طلاق (صرف) دو بار ہے (یعنی دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو) پھر (عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم اُنکو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ اللہ کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں ان سے باہر نہ نکلنا۔ اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے ﴿228﴾

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿230﴾

پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دے دے تو اسکے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی۔ ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دے دے اور عورت اور پہلا خاوند پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں انکو وہ ان لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے جو دانش رکھتے ہیں ﴿230﴾

لیجیئے صاحبو!!! ترجمہ حاضر خدمت ہے اپنا مطمح نظر خوب پہچان لیجیئے، خیال رہے یہ ترجمہ بھی ہمارے مخدوم شیخ الہندؒ کے ترجمہ سے 17 سال پہلے کا ہے!!!!

مکتبہ سر سید، فراہی، شبلی و ابو الکلام کا اک ملغوبہ ہمیں "☆6۔ مولانا سید ابو الاعلی مودودیؒ " کے ہاں بھی نظر آتا ہے۔ جہاں مولانا اپنی تفسیر " تفہیم القرآن " حدیث کے معاملہ میں سرحد کے اُس پار نظر آتے ہیں (49)، وہیں اپنی کتاب " سُنت کی آئینی حیثیت "میں اِس طرف کے آدمی دکھائی دیتے ہیں۔ بہر حال کوئی شک و شبہ نہیں مولانا مودودی اک کرشماتی جاذبیت کی شخصیت تھے 20 صدی کے مسلم نوجوان کو جس مفکر کے قلم نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ " مولانا مودودی " ہی کا تھا۔ خاص استعماری دور کے " الحاد " ، " تشکیک " ، اشتراکیت " ، " سرمایہ

49۔ https://www.scribd.com/document/111180650/Tafhim-Ul-Quran-Mai-Ahadees-Sharifa-Per-Bad-Etmadi-or-Bible-Per-Etmad-by-Mufti-Muhammad-Sajid-Qureshi

داری"، اور " انکار حدیث" کے حملوں کے خلاف مولانا "سدِ سکندری" ثابت ہوئے اور "اسلام"، رسالت مآب ﷺ، اور "اسلامی قوانین" کے دفاع میں مولانا کا لہجہ اور اسلوب بالکل بھی" معذرت خواہ" نہیں بلکہ " اقدامی" اور " ابلاغی" اپروچ کے ساتھ مولانا نے " اسلام" کو "کُل انسانیت" کے لیئے " نجات دہندہ دین" کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اک مسلمہ حقیقت ہے کہ فاضل مفکر کے قلم سے ایسی "خطائیں" بھی سرزد ہو گئیں، جن کا تنقیدی جائزہ لینا" معاصرین اہل علم و مفکرین" نے لازمی جانا، اِن میں ہماری محبوب شخصیت، ہماری روحانی انسپائیریشن، اور "علم و فکر" کے مرجع" مفکر الاسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ"(50) بھی ہیں۔

مولانا ندویؒ (51) نے " مولانا مودودیؒ" کی جدوجہد اور علمی خدمات کے اعتراف کے ساتھ " نہایت احتیاط" ، اعتدال" اور " دلائل کے توازن" سے ان کی "فکری کوتاہیوں" کی طرف متوجہ کیا ہے۔(52)

بہر کیف مولانا مودودیؒ اپنے آپ کو" مولانا ابوالکلام کے قلم" کا جانشین قرار دیتے ہیں اور اُنکا دعویٰ ہے کہ " تفہیم القرآن میں" قرآن کی عربیٔ مبین کی ترجمانی کے لیئے اردو مبین " کا التزام کیا گیا ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرمایئے

50۔ https://abulhasanalinadwi.org/book/sawaneh-mufakkir-e-islam /

51۔ داعئ کبیر مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ: آپ اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جب ترجمہ قرآن اور تفسیر کی تدریس کی خدمت دارالعلوم (ندوۃ العلماء) میں سپرد ہوئی تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے حواشی کی قدر آئی جن میں انہوں نے مفسرین کے اقوال کا عطر اور ان کی تحقیق کا وہ حصہ نقل کر دیا ہے جس کو اِس زمانہ کا سلیم ذہن آسانی کے ساتھ قبول کر لیتا ہے۔ اس میں مولانا کی سلاستِ فکر، حسنِ انتخاب اور تحریر کی شگفتگی بخوبی عیاں ہے۔ میں نے دیوبند کی ایک ملاقات میں مولانا سے اپنا یہ تاثر ظاہر کیا، مولانا کو بڑی مسرت ہوئی اور بعض صاحبوں سے اس کو نقل کیا"(میرے مطالعہ قرآن کی سرگذشت) اپنے اِسی تجربہ و تاثر کی بناء پر حضرت ندویؒ نے "شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلکس مدینہ منورہ وزارت اوقاف سعودی عرب کے جانب سے "تفسیر عثمانی" شائع کرنے کے موقع پر بطور توثیق و تعریف کہا "اردو زبان میں یہ سب سے اچھا ترجمہ و تفسیر ہے اس کی طباعت و اشاعت ہونی چاہیئے"۔

52۔ عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

۱۱۱

پھر اگر (دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار) طلاق دے دی، تو وہ عورت پھر اُس کے لیے حلال نہ ہوگی، اِلّا یہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو اور وہ اسے طلاق دیدے۔ تب اگر پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں یہ خیال کریں کہ حدودِ الٰہی پر قائم رہیں گے، تو ان کے لیے ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، جنہیں وہ اُن لوگوں کی ہدایت کے لیے واضح کر رہا ہے، جو (اس کی حدوں کو توڑنے کا انجام) جانتے ہیں۔

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدّت پوری ہونے کو آجائے، تو یا بھلے طریقے سے انہیں روک لو یا بھلے طریقے سے

۷۷ یعنی اگر تم نے بیوی کو ناروا بات پر چھوڑا ہے، تو اللہ سے بے خوف نہ رہو، وہ تمہاری زیادتی سے ناواقف نہیں ہے۔

۷۸ یہ حکم صرف اُس صورت سے متعلق ہے جس میں شوہر نے عورت کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں۔ اس صورت میں طلاق رجعی ہوتی ہے اور عدّت کے دوران میں شوہر رجوع کر سکتا ہے۔

۷۹ اس آیت کی رُو سے ایک مرد ایک رشتۂ نکاح میں اپنی بیوی پر حد سے حد دو ہی مرتبہ طلاقِ رجعی کا حق استعمال کر سکتا ہے۔ جو شخص اپنی منکوحہ کو دو مرتبہ طلاق دے کر اس سے رجوع کر چکا ہو، وہ اپنی عمر میں جب کبھی اس کو تیسری بار طلاق دے گا، عورت اس سے مستقل طور پر جدا ہو جائے گی۔

۸۰ شریعت کی اصطلاح میں اسے "خُلع" کہتے ہیں، یعنی ایک عورت کا اپنے شوہر کو کچھ دے دلا کر اس سے

☆ **لیجئے" اردوئے مبین میں آپ کا مطلوبہ حوالہ "دو طلاقیں،" رجوع" " رجعی" اور " تیسری طلاق" کے چشم کُشا الفاظ !!!!!**

الحمد اللہ بندہ تو ایسے صاحبانِ علم وظرف کا خوشہ چیں ہے جو باوجود اختلاف کے کسی "علمی شخصیت" کے مطالعہ پر قدغن نہیں لگاتے،،،، تفہیم القرآن کے بارے میں ہمارے شیخِ مکرم کیا فرماتے ہیں؟ خود ہی سماعت فرمایئے

https://www.youtube.com/watch?v=09SLVcKWcms

ہمارے یار راجہ صاحب ایسے حلقۂ فکر سے وابستہ ہو گئے ہیں جسے " علماء سے بیر ہے "۔ اکثر گروپ میں وہ بلا سوچے سمجھے ایسے پوسٹ فارورڈ کر دیتے ہیں جس میں "حُبِ علی سے زیادہ بغضِ معاویہ " جھلکتا ہے۔ یوں خواہ مخواہ کی سُبکی مول لے لیتے ہیں۔ اپنی اس قبیح عادت میں وہ اس قدر پختہ ہو گئے ہیں کہ سراپا اقبال کا شعر نظر آتے ہیں

واعظ ثبوت لائے جوے کے جواز میں

اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

☆ چلیئے میاں ! آپ بیر ہی رکھیئے ہم آپ کو اک اور دنیا میں لیئے چلتے ہیں۔ نہ مدرسہ نہ مُلاں نہ مولوی،،،،، آیئے اک چکر عصرِ حاضر کی یونیورسٹیز کا لگالیں،،،، تھوڑا ماحول بدل جائے گا۔ ڈاکٹریٹ ڈاکٹر اور پروفیسر ز ہی پروفیسر ز!!!

تیسرا پہلو!!!

☆ " تینتیس برس تک صدر مدرس کے عہدہ پر فائز رہنے والے محمود حسن نے جدیدیت کے اُبھرتے آفتاب کے سامنے قدیم علوم کے چراغ کی نا صرف حفاظت کی بلکہ اس احساس کو بڑی دلسوزی سے اجاگر کی کیا کہ " علی گڑھ " اور " دیوبند " ایک ہی منبع کے دو چشمے ہیں۔ شیخ الہند نے اسکولوں، کالجوں اور مدرسوں کے درمیان پیدا ہونے والی خلیج کو پُر کرنے میں اہم کردار ادا کیا جامعہ ملیہ اسلامیہ کی تاسیس 19 اکتوبر 1920ء کو بمقامِ علی گڑھ آپ کا تاریخی خطبہ پڑھا گیا۔ آپ نے فرمایا:

" اے نونہالانِ وطن ! جب میں نے دیکھا کہ میرے اس درد (آزادئ وطن) کے غمخوار، جس میں میری ہڈیاں پگھلی جارہی تھیں، مدرسوں اور خانقاہوں میں کم اور اسکولوں کالجوں میں زیادہ ہیں تو میں نے اور میرے چند مخلص احباب نے ایک قدم علی گڑھ کی طرف بڑھایا اس طرح ہم نے ہندوستان کے تاریخی مقاموں " دیوبند اور علی گڑھ " کا رشتہ جوڑا "۔(53)

☆1۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم:

53۔ موجِ کوثر : شیخ اکرام، ص 201 تا 203، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 2004ء، لاہور

اسرار 26 اپریل، 1932ء کو موجودہ بھارتی ریاست ہریانہ کے ضلع حصار میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور منتقل ہو گئے اور گورنمنٹ کالج سے ایف ایس سی کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ 1954ء میں انہوں سے کنگ ایڈورڈ کالج سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد 1965ء میں جامعہ کراچی سے ایم اے کی سند بھی حاصل کی۔ آپ نے 1971ء تک میڈیکل پریکٹس کی۔ دوران میں تعلیم آپ اسلامی جمیت طلبہ سے وابستہ رہے اور فعال کردار ادا کرتے ہوئے ناظم اعلی مقرر ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ تاہم جماعت کی انتخابی سیاست اور فکری اختلافات کے باعث آپ نے اس سے علحیدگی اختیار کر لی اور اسلامی تحقیق کا سلسلہ شروع کر دیا اور 1975ء میں تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی جس کے وہ بانی قائد مقرر ہوئے۔ تنظیم اسلامی کی تشکیل کے بعد آپ نے اپنی تمام توانائیاں تحقیق و اشاعت اسلام کے لیے وقف کر دی تھیں۔ آپ نے 100 سے زائد کتب تحریر کیں جن میں سے کئی کا دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ آپ نے قرآن کریم کی تفسیر اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کئی جامع کتابیں تصنیف کیں۔ مشہور بھارتی مسلم اسکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک سے ان کے قریبی تعلقات تھے اسی ضمن میں انہوں نے بھارت کے کئی دورے بھی کیے۔ عالمی سطح پر آپ نے مفسر قران کی حیثیت سے زبردست شہرت حاصل کی۔ بلامبالغہ ان کے سیکڑوں آڈیو، ویڈیو لیکچرز موجود ہیں جن کے دنیا کی کئی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اسلام کا صحیح تشخص ابھارنے میں وہ اہم ترین کردار ادا کیا جو تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔

☆اس پہلے کہ ڈاکٹر صاحب کی بیان کردہ تفسیر سے عکسی اقتباس پیش کروں۔ چند اہم بیانات جو ہمارے موضوع بحث شخصیت سے متعلق ہیں وہ آپ کی نذر ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ لکھتے ہیں

1۔ "راقم کو یقین ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد تھے حضرت شیخ الہندؒ! اور ان کی جامعیت کبریٰ کے مظہر اتم ہیں ان کے تلامذہ بحثیت مجموعی! اور اگرچہ ان میں سے کوئی بھی ان کی سی جامعیت کا مظہر تو نہ تھا تاہم ان میں سے ہر ایک نے برصغیر پاک و ہند کی ماضی قریب کی تاریخ پر نہایت گہرا اثر ڈالا ہے۔"۔

2۔ "اور اب اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ظاہری افتراق و انتشار میں تالیف و اجتماع کی صورت پیدا کی جائے اور ان بکھرے ہوئے اثرات کو از سر نو سمیٹ کر تعمیر نو کی سعی کی جائے!! اس شان کے ساتھ کہ

دھرتی کے کونوں کھدروں میں پھر اپنے لہو کی کھاد بھرو!
پھر مٹی سینچو اشکوں سے پھر اگلی رُت کی فکر کرو!!

اور اسی کے لیے کمر ہمت کَسی ہے حضرت شیخ الہندؒ کے اس ادنیٰ عقیدت مند' اور ان کے علم و فضل اور جذبہ و جوش عمل کے اس ادنیٰ خوشہ چیں نے"۔

3۔"چنانچہ راقم اللہ کو گواہ بنا کر عرض کرتا ہے کہ راقم کے دل میں بلا تکلف و تصنع از خود محبت و عقیدت پیدا ہو جاتی ہے ہر اُس شخص سے جس کا ادنیٰ سے ادنیٰ تعلق رہا ہو حضرت شیخ الہندؒ سے. یا جسے ادنیٰ سے ادنیٰ نسبت حاصل ہو اُن کی ذات گرامی سے!"۔

4۔"اولاً تو راقم کو مولانا (اخلاق حسین قاسمی) کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے راقم کا اس درجہ اعزاز و اکرام فرمایا کہ اُسے بھی برصغیر کی "دعوتِ رجوع الی القرآن" کے اُس "سلسلۃ الذھب" میں منسلک کر دیا جس کا سر آغاز تو تھے امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور اُن کے جلیل القدر فرزند (رحمہم اللہ) درمیانی کڑی کی حیثیت حاصل ہے حضرت شیخ الہندؒ کو. اور پھر ان کی ذاتِ مجمع الصفات سے جو متعدد لڑیاں شروع ہوئیں اُن میں سے ایک مشتمل ہے مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم و مغفور اور مولانا احمد علی لاہوریؒ پر' تو دوسری میں شامل ہیں مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم"۔

5۔"اس تحقیق و تفتیش کے دوران جو "انکشافات" مجھ پر ہوئے ان میں سے اہم ترین حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ المعروف بہ "شیخ الہند" کی عظمت شان اور جلالت قدر کے بارے میں تھا. جن سے اس وقت تک میں اصلاً تو ان کے ترجمۂ قرآن کے حوالے ہی سے واقف تھا اور اس کی بنا پر میرے دل میں ان کے لیے ایک گونہ محبت و عقیدت بھی موجود تھی. مزید برآں اُن کی ذاتی عظمت' ان کے تقویٰ و تدیُّن' اُن کے اخلاص و للّٰہیت' ان کا علم و فضل' ان کے مجاہدانہ کردار' ان کی عالی ہمتی اور جہاد حریت اور تحریک استخلاصِ وطن میں ان کے مقام و مرتبہ کا تو کسی قدر اندازہ تھا لیکن ان کی وسعت نظر' ان کی عالی ظرفی' ان کی معاملہ فہمی' ان کی انسان شناسی' ان کی وسعت قلب' اور سب سے بڑھ کر ان کی عاجزی و انکساری کا کوئی اندازہ راقم کو نہ تھا. یہی وجہ ہے کہ ان کی ذاتی عظمت کے اس پہلو کے "یکبارگی" انکشاف سے راقم پر ایک مبہوتیت سی طاری ہو گئی. چنانچہ اس موقع پر جو تحریر راقم کے قلم سے نکلی اُس میں ایک والہانہ آمد کی کیفیت بدرجۂ اتم موجود ہے!۔☆ وہ دن اور آج کا دن! راقم کی پختہ رائے ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شیخ الہندؒ تھے! اس لیے کہ ان کی سی "جامعیت کبریٰ" کی حامل کوئی دوسری شخصیت اس پوری صدی میں کم از کم مجھے نظر نہیں آتی. ☆ "۔

6۔ "بہر حال راقم الحروف کا تو حضرت شیخ الہندؒ کی شخصیت سے ابتدائی تعارف ہی تفسیری فوائد کی وساطت سے علامہ عثمانیؒ ہی کے ذریعے سے ہوا تھا اور راقم اپنی گردن پر ایک احسان عظیم سمجھتا ہے شیخ الہندؒ مولانا محمود حسن دیوبندی اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا کہ علامہ اقبال مرحوم کے اشعار سے ایک مبہم سے جذبہ ملّی اور "میلان الی القرآن" کے حصول' اور ابتداءً مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم اور مولانا امین احسن اصلاحی کی تصانیف اور بعد ازاں مولانا مودودی کی "تفہیم القرآن" اور مولانا اصلاحی کی "تدبر قرآن" کے ذریعے معانی قرآن کے ساتھ ابتدائی تعارف کے بعد جب راقم نے بھی آزادانہ طور پر علم و حکمت قرآن کے بحر ذخار میں غوطہ زنی شروع کی تو اس پورے عرصے میں میرا "عروۃ وثقیٰ" ترجمہ شیخ الہندؒ اور حواشی شیخ الاسلام ہی رہے ہیں. جنھوں نے مجھے بفضلہ تعالیٰ نئی نکتہ طرازیوں اور دور دراز کی تاویلوں سے حفاظت میں رکھا ہے .
اور اس اعتبار سے بھی میں اپنے آپ کو بواسطہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ منسلک اور متوسل سمجھتا ہوں شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے !"۔

☆درج ذیل تحریری عکس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے " فہم قرآن " کا سورس بتایا ہے☆

- ....ایک: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا "رسوخ فی العلم"۔ جس کی وساطت سے اس تحریک کا تعلق اسلاف کے ساتھ قائم ہے۔
- ....دوسرے: ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم اور ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کی جدید فلسفہ و سائنس اور جدید سیاسیات و اقتصادیات کے ضمن میں تنقیدی بصیرت!
- ....تیسرے: مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کا جذبۂ حرکت و عمل اور تصورِ جہاد فی سبیل اللہ! اور
- ....چوتھے: مولانا حمید الدین فراہیؒ اور مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم کا تعمق و تدبرِ قرآن کا اسلوب و منہاج!

☆اوپرے ذکر کیئے گئے، 6 تحریری اقتباسات اور 1 عکسی اقتباس" ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کی کتاب "جماعتِ شیخ الہند اور تنظیمِ اسلامی" سے لیئے گئے ہیں۔ احباب کی خدمت میں کتاب کا لنک حاضر ہے۔

" بیان القرآن "(54)ازڈاکٹر اسرار احمد کا حوالہ نورِ نظر ہو

آیات ۲۲۹ تا ۲۳۱

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾﴾

آیت ۲۲۹ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪﴾ ”طلاق دو مرتبہ ہے۔“

یعنی ایک شوہر کو دو مرتبہ طلاق دے کر رجوع کر لینے کا حق ہے۔ ایک دفعہ طلاق دی اور عدت کے اندر اندر رجوع کر لیا تو ٹھیک ہے۔ پھر طلاق دے دی اور عدت کے اندر اندر رجوع کر لیا تو بھی ٹھیک ہے۔ تیسری مرتبہ طلاق دے دی تو اب وہ رجوع نہیں کر سکتا۔

﴿فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ﴾ ”پھر یا تو معروف طریقے سے روک لینا ہے یا پھر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دینا ہے۔“

یعنی دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد اب فیصلہ کرو۔ یا تو اپنی بیوی کو نیکی اور بھلائی کے ساتھ گھر میں روک لو تنگ کرنے اور پریشان کرنے کے لیے نہیں یا پھر بھلے طریقے سے بھلے مانسوں کی طرح اسے رخصت کر دو۔

﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا﴾ ”اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ بھی واپس لو“

جب تم طلاق دے رہے ہو تو تم نے انہیں جو مہر دیا تھا اس میں سے کچھ واپس نہیں لے سکتے۔ ہاں اگر عورت خود طلاق مانگے تو اسے اپنے مہر میں سے کچھ چھوڑنا پڑ سکتا ہے۔ لیکن جب مرد طلاق دے رہا ہو تو وہ اس میں سے کچھ بھی واپس نہیں لے سکتا جو وہ اپنی بیوی کو دے چکا ہے۔ سورۃ النساء (آیت ۲۰) میں یہاں تک الفاظ آئے ہیں کہ اگرچہ تم نے سونے کا ڈھیر (قنطار) دے دیا ہو پھر بھی اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔

﴿اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ﴾ ”سوائے اس کے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔“

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازدواجی زندگی کے ضمن میں جو اہداف و مقاصد معین فرمائے ہیں اس کے لیے جو احکام دیے ہیں اور جو آداب بتائے ہیں فریقین اگر یہ محسوس کریں کہ ہم انہیں ملحوظ نہیں رکھ سکتے تو یہ ایک استثنائی صورت ہے جس میں عورت کوئی مال یا رقم فدیہ کے طور پر دے کر اپنے شوہر سے خلاصی حاصل کر سکتی ہے۔

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ﴾ ”پس اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حدود الٰہی پر قائم نہیں رہ سکتے تو ان دونوں پر اس معاملے میں کوئی گناہ نہیں ہے جو عورت فدیہ میں دے۔“

یعنی ایسی صورت میں عورت اگر فدیہ کے طور پر کچھ دے دلا کر اپنے آپ کو چھڑا لے تو اس میں فریقین پر کوئی گناہ نہیں۔ مثلاً کسی عورت کا مہر دس لاکھ تھا وہ اس میں سے پانچ لاکھ شوہر کو واپس دے کر اس سے خلع لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ﴾ ”یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان سے تجاوز مت کرو۔“

دیکھئے روزے وغیرہ کے ضمن میں حدود اللہ کے ساتھ ﴿فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾ فرمایا تھا۔ یہاں فرمایا: ﴿فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ﴾ اس لیے کہ ان معاملات میں لوگ بڑے دھڑلے سے اللہ کی مقرر کردہ حدود کو پامال کر جاتے ہیں۔ اگرچہ قانون باقی رہ جاتا ہے مگر اس کی روح ختم ہو جاتی ہے۔

﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾﴾ ”اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی ظالم ہیں۔“

آیت ۲۳۰ ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ﴾ ”پھر اگر وہ (تیسری مرتبہ) اسے طلاق دے دے تو وہ عورت اس کے بعد اس کے لیے جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ عورت کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے۔“

تیسری طلاق دے چکنے کے بعد اگر کوئی شخص پھر اسی عورت سے نکاح کرنا چاہے تو جب تک وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اور وہ اسے طلاق نہ دے اس وقت تک یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔ اسے ”حلالہ“ کہا جاتا ہے۔ لیکن ”حلالہ“ کے نام سے ہمارے ہاں جو مکروہ دھندا مروج ہے کہ ایک معاہدے کے تحت عورت کا نکاح کسی مرد سے کیا جاتا ہے کہ تم پھر اسے طلاق دے دینا اس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا﴾ ”پس اگر وہ اس کو طلاق دے دے“

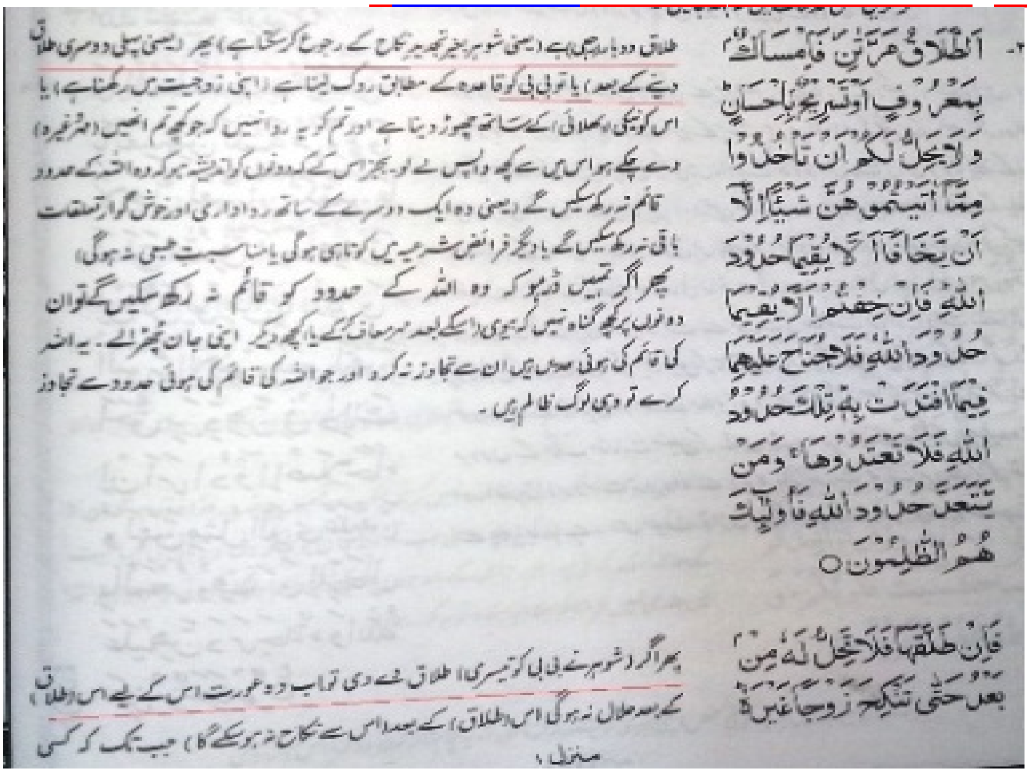
یعنی وہ عورت دوسری جگہ پر شادی کرے لیکن دوسرے شوہر سے بھی اس کی نہ بنے اور وہ بھی اس کو طلاق دے دے۔

﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ﴾ ”تو اب کوئی گناہ نہیں ہوگا ان دونوں پر کہ وہ مراجعت کر لیں“

54۔ ڈاکٹر صاحب نے خود ترجمہ و تفسیر قرآن لکھنے کے متعلق کیا فرمایا تھا؟؟؟؟ سماعت فرمائیے

https://www.youtube.com/watch?v=8M7IPX-vUTw

☆2۔ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی(55)مصنف" تفسیر فیوض القرآن "



الطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

طلاق دو بار (رجعی) ہے (یعنی شوہر بغیر تجدید نکاح کے رجوع کر سکتا ہے) پھر (یعنی پہلی دوسری طلاق دینے کے بعد) یا تو بی بی کو قاعدہ کے مطابق روک لینا ہے (اپنی زوجیت میں رکھنا ہے) یا اس کو نیکی (و بھلائی) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تم کو یہ روا نہیں کہ جو کچھ تم انھیں (مہر وغیرہ) دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ بجز اس کے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کے حدود قائم نہ رکھ سکیں گے (یعنی وہ ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اور خوش گوار تعلقات باقی نہ رکھ سکیں گے یا دیگر فرائض شرعیہ میں کوتاہی ہوگی یا مناسبت جبھی نہ ہوگی) پھر اگر تمہیں ڈر ہو کہ وہ اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ بیوی (اپنے مہر معاف کر کے یا کچھ دے کر) اپنی جان چھڑا لے۔ یہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ کی قائم کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

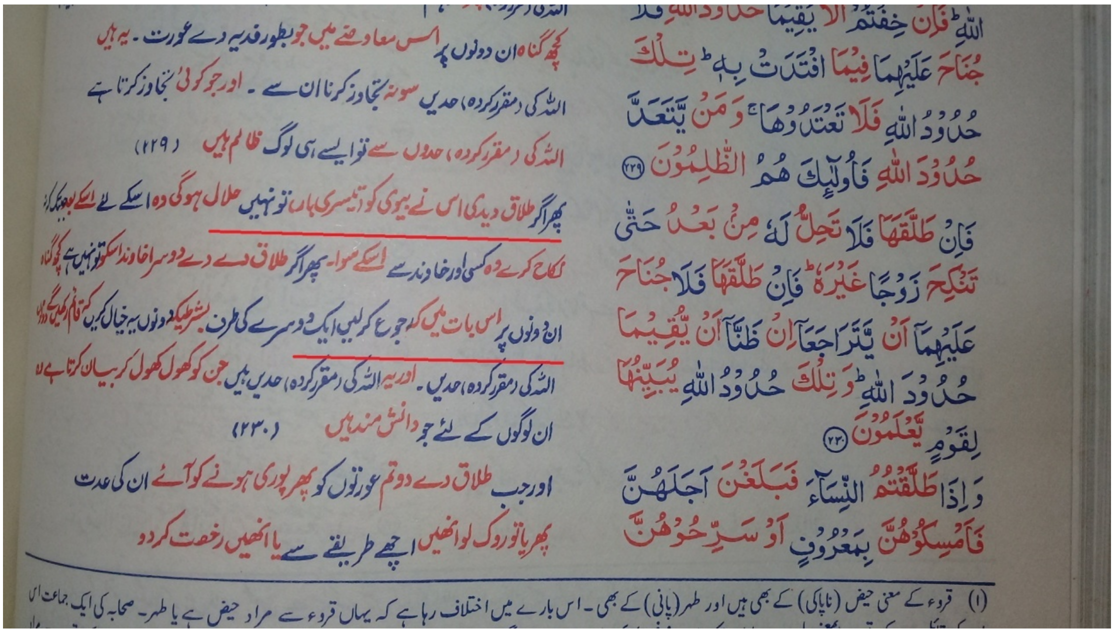
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

پھر اگر (شوہر نے بی بی کو تیسری) طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لیے اس (طلاق) کے بعد حلال نہ ہوگی (اس طلاق کے بعد اس سے نکاح نہ ہو سکے گا) جب تک کہ کسی

منزل ۱

55۔حامد حسن بلگرامی بن سید محمود حسن بلگرامی 2اگست 1908ء بمطابق 1326ھ کو بھارت کے علاقہ بلگرام الہ آباد)اُترپردیش(،بھارت میں پیدا ہوئے۔وطن کی نسبت نام کا جزو بن گئی۔ آپ خاندانی طور پر زیدی واسطی سادات خاندان سے متعلق تھے۔ابتدائی عمر میں والدین کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا۔یتیمی کے عالم م یں تعلیم کے سفر کا آغاز کیا۔ الہ آباد یونیورسٹی (بھارت (سے بی اے اور ایم اے) اردو) کیا اس کے بعد اسی درسگاہ سے اردو میں علامہ اقبال پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ 1937ء کو بھارت کی نامور درسگاہ دون پبلک اسکول ڈیرہ دون سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا۔اس اسکول میں وہ واحد مسلمان استاد تھے۔ 1948ء کو پاکستان منتقل ہو گئے اور کچھ ہی روز قیام کے بعد اسی سال لندن یونیورسٹی)برطانیہ) میں پاکستان کی زبان تہذیب اور کلچر کے لیکچرار مقرر ہوئے اور پانچ سال کے بعد 1953ء میں وطن واپس آئے۔ حکومت پاکستان کے تحت مرکزی پلاننگ بورڈ میں پہلے ڈپٹی چیف اور پھر سربارہ تعلیمات کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ 1960ء کو ہی محکمہ اوقاف پنجاب کی جانب سے ائمہ وخطباء مساجد کی تربیت کے لیے ”علما اکیڈمی“ کا قیام عمل میں آیا، جس میں آپ کو ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔اس کے بعد فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان نے بہاولپور کی ”جامعہ عباسیہ“ کا نام ختم کر کے ”اسلامیہ یونیورسٹی“ نام تجویز کیا اور آپ نے وہاں پانچ سال تک وائس چانسلر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔بہاولپور سے واپسی پر مختلف تعلیمی اور تالیفی سرگرمیاں رہیں ڈیڑھ برس ملک عبد العزیز یونیورسٹی جدہ میں اسلامی تعلیمات کے متعلق پروفیسر رہے۔اس کے بعد کچھ عرصہ مرکز تعلیمات اسلامی کے مشیر کی حیثیت سے کام کیا۔ تفسیر فیوض القرآن اردو 2 جلدیں بہاولپور کے قیام کے دوران تحریر فرمائی۔

☆3۔ڈاکٹر محمود الحسن عارف(صدر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔سابقہ خطیب بادشاہی مسجد لاہور، سربراہ ادارہ علم القرآن لاہور، نگران مترجمین قرآن کمیٹی)



اللهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللهِ ۙ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ
حُدُوْدُ اللهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ
حُدُوْدَ اللهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى
تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا
حُدُوْدَ اللهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ يُبَيِّنُهَا
لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾
وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ

کچھ گناہ ان دونوں پر اس معاوضے میں جو بطور فدیہ دے عورت ۔ یہ ہیں
اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں سو نہ تجاوز کرنا ان سے ۔ اور جو کوئی تجاوز کرتا ہے
اللہ کی (مقرر کردہ) حدوں سے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں (۲۲۹)
پھر اگر طلاق دیدی اس نے بیوی کو (تیسری بار) تو نہیں حلال ہوگی وہ اسکے لئے اسکے بعد جبتک کہ
نکاح کرے وہ کسی اور خاوند سے اسکے سوا۔ پھر اگر طلاق دے دے دوسرا خاوند اسکو تو نہیں ہے کچھ گناہ
ان دونوں پر اس بات میں کہ رجوع کرلیں ایک دوسرے کی طرف بشرطیکہ دونوں یہ خیال کریں کہ قائم رکھیں گے وہ دونوں
اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں۔ اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں جن کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے وہ
ان لوگوں کے لئے جو دانشمند ہیں (۲۳۰)
اور جب طلاق دے دو تم عورتوں کو پھر پوری ہونے کو آئے ان کی عدت
پھر یا تو روک لو انھیں اچھے طریقے سے یا انھیں رخصت کردو

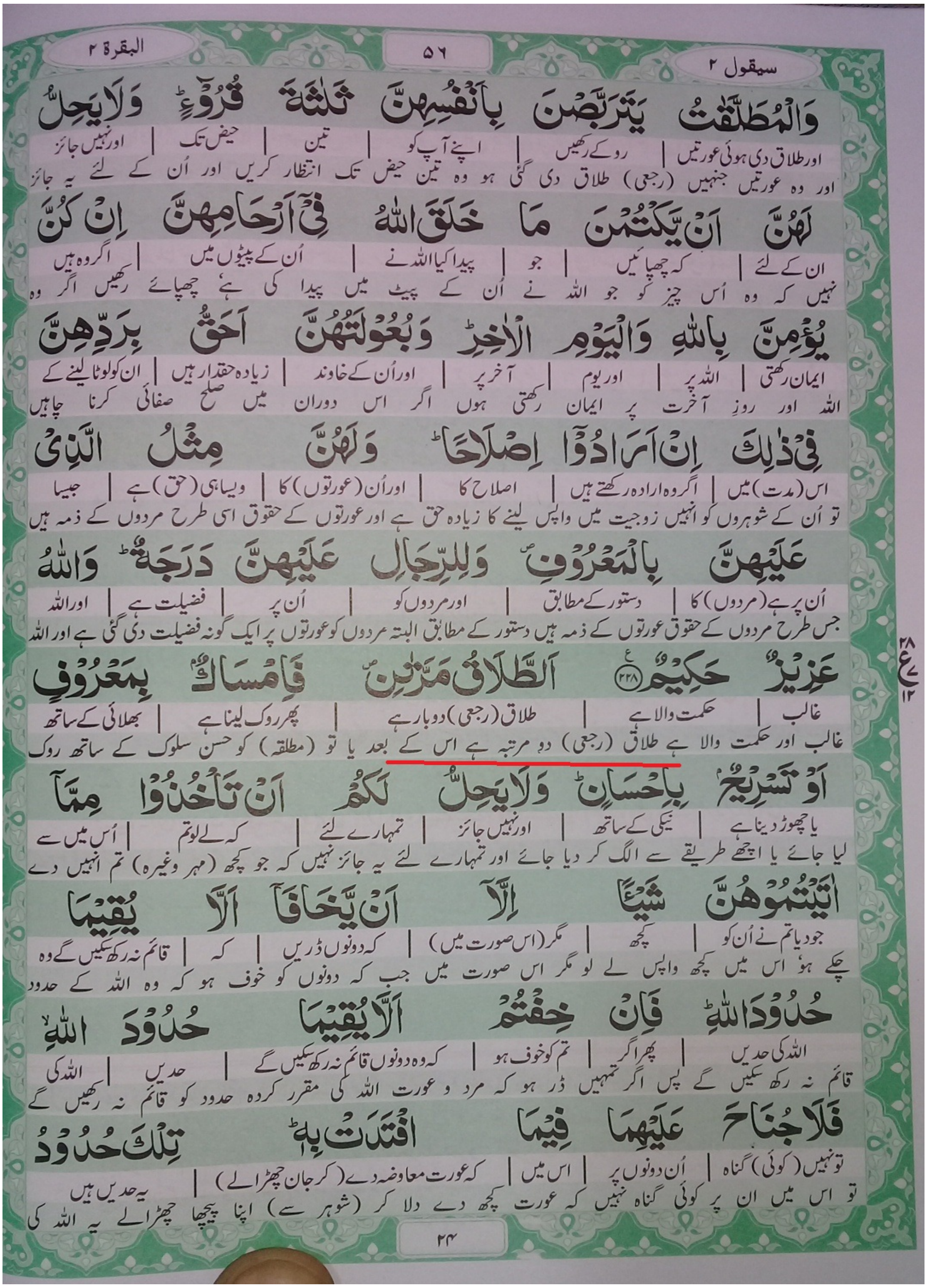
(۱) قروء کے معنی حیض (ناپاکی) کے بھی ہیں اور طہر (پاکی) کے بھی ۔ اس بارے میں اختلاف رہا ہے کہ یہاں قروء سے مراد حیض ہے یا طہر۔ صحابہ کی ایک جماعت اس

☆4۔ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر: پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر ان نابغہ روزگار ہستیوں میں سے ایک تھے جو تشریعی اور عصری دونوں علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ نے گلاسکو یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری امتیازی حیثیت میں حاصل کی۔ اور بہاولپور یونیورسٹی میں حدیث کے استاد ہونے کے ساتھ ساتھ مسند سیرت کے ڈائریکٹر تھے۔

(29): طلاق سے متعلق حدود اللہ

یا تو شائستہ طریقے سے روک لیا جائے یا بھلے طریقے سے رخصت کر دیا
ں (مہر میں) دے چکے ہو، اُس میں سے کچھ واپس لے لو۔ (البتہ یہ صورت
نہ رہنے کا اندیشہ ہو۔ سو اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ دونوں ضوابط الٰہی پر قائم
نہ رہ سکیں گے، تو دونوں کے لئے کوئی گناہ نہیں کہ
عورت (شوہر) کو کچھ معاوضہ دے دے (اور علیحدگی
اختیار کر لے)۔ یہ خدائی ضابطے ہیں۔ ان کی خلاف
ورزی نہ کرنا۔ وہی لوگ ظالم ہیں جو حدود الٰہی کی
خلاف ورزی کرتے ہیں۔ 230 اگر کوئی شخص (عورت کو
تیسری بار) طلاق دے دے، تو پھر اُس کے بعد وہ اُس
کے لئے حلال نہ رہے گی، جب تک کہ وہ کسی اور خاوند
کے ساتھ شادی نہ کر لے۔ پھر جب وہ بھی اسے طلاق
دے دے تو اگر دونوں (یعنی پہلا شوہر اور یہ عورت)
خیال کریں کہ وہ حدود الٰہی پر قائم رہیں گے تو اُن
دونوں کے لئے ایک دوسرے کی طرف لوٹنے میں کوئی
گناہ نہیں۔ یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں وہ اہل علم لوگوں
کے لئے واضح کرتا ہے۔ 231 جب تم بیویوں کو طلاق دے
دو اور وہ اپنی عدت پوری ہونے تک پہنچ جائیں تو یا بھلے
طریقے سے اُنہیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر
دو۔ محض ستانے کی خاطر اُنہیں مت روکے رکھنا کہ یہ
زیادتی ہو گی۔ اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے آپ پر ہی ظلم
کرے گا۔ اور آیات الٰہی کا کھیل نہ بناؤ۔ تم پر اللہ تعالیٰ کی
جو نعمتیں ہیں اُنہیں یاد کیا کرو، اور تم پر نازل شدہ کتاب
اور دانائی کو جس کے ذریعہ سے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ
کو ہر بات کی خبر ہے۔ ع

☆ 5۔ **پروفیسر ڈاکٹر دین محمد**: پشاور یونیورسٹی شعبہ اسلامیات کے سربراہ رہے، آپ نے شاندار بامحاورہ اور لفظی ترجمہ قرآن بزبان اردو رقم فرمایا ہے۔ قرآنی عربی اور ترجمہ سیکھنے کے لیئے انتہائی آسان ہے۔(56)



وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ

اورطلاق دی ہوئی عورتیں | روکے رکھیں | اپنے آپ کو | تین | حیض تک | اورنہیں جائز

اور وہ عورتیں جنہیں (رجعی) طلاق دی گئی ہو وہ تین حیض تک انتظار کریں اور اُن کے لئے یہ جائز

لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ

ان کے لئے | کہ چھپائیں | جو | پیدا کیا اللہ نے | اُن کے پیٹوں میں | اگروہ ہیں

نہیں کہ وہ اُس چیز کو جو اللہ نے اُن کے پیٹ میں پیدا کی ہے، چھپائے رکھیں اگر وہ

يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ

ایمان رکھتی | اللہ پر | اوریوم | آخرپر | اوراُن کے خاوند | زیادہ حقدار ہیں | ان کولوٹا لینے کے

اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہوں اگر اس دوران میں صلح صفائی کرنا چاہیں

فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ

اس (مدت) میں | اگروہ ارادہ رکھتے ہیں | اصلاح کا | اوراُن (عورتوں) کا | ویساہی (حق) ہے | جیسا

تو اُن کے شوہروں کو انہیں زوجیت میں واپس لینے کا زیادہ حق ہے اور عورتوں کے حقوق اسی طرح مردوں کے ذمہ ہیں

عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ

اُن پر ہے (مردوں) کا | دستور کے مطابق | اور مردوں کو | اُن پر | فضیلت ہے | اوراللہ

جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں دستور کے مطابق البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت دی گئی ہے اور اللہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٨﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ ع ۲۸ / ۷ / ۱۲

غالب | حکمت والا ہے | طلاق (رجعی) دوبار ہے | پھرروک لینا ہے | بھلائی کے ساتھ

غالب اور حکمت والا ہے طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو (مطلقہ) کو حسن سلوک کے ساتھ روک

اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ

یا چھوڑ دینا ہے | نیکی کے ساتھ | اورنہیں جائز | تمہارے لئے | کہ لے لوتم | اُس میں سے

لیا جائے یا اچھے طریقے سے الگ کر دیا جائے اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ (مہر وغیرہ) تم انہیں دے

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـــًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا

جو دیا تم نے اُن کو | کچھ | مگر (اس صورت میں) | کہ دونوں ڈریں | کہ | قائم نہ رکھ سکیں گے وہ

چکے ہو اس میں کچھ واپس لے لو مگر اس صورت میں جب کہ دونوں کو خوف ہو کہ وہ اللہ کے حدود

حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ

اللہ کی حدیں | پھر اگر | تم کو خوف ہو | کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے | حدیں | اللہ کی

قائم نہ رکھ سکیں گے پس اگر تمہیں ڈر ہو کہ مرد و عورت اللہ کی مقرر کردہ حدود کو قائم نہ رکھیں گے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ

تو نہیں (کوئی) گناہ | اُن دونوں پر | اس میں | کہ عورت معاوضہ دے (کر جان چھڑالے) | یہ حدیں ہیں

تو اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت کچھ دے دلا کر (شوہر سے) اپنا پیچھا چھڑالے یہ اللہ کی

---

56 ۔ آپ نے انگلش، فارسی، پشتو ترجمہ قرآن کے ساتھ ساتھ عربی میں تفسیر نبوی ﷺ" کے نام سے قرآنی خدمات سرانجام دی ہیں۔

اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

اللہ کی | سوتجاوز نہ کرواُن سے | اور جو کوئی تجاوز کرے گا | اللہ کی حدوں سے | سو وُہی ہیں

حد بندیاں ہیں پس ان سے باہر مت جاؤ اور جو کوئی اللہ کے حدود سے تجاوز کرے گا وہی ظالموں میں

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ

ظالم | پھر اگر (تیسری) طلاق دیدی اُس کو | تو وہ حلال نہ ہوگی | اُس کیلئے | اس کے بعد

شمار ہوگا پھر اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تیسری طلاق دے چکا تو وہ اس کے لئے پھر حلال نہیں ہو سکتی

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ

جب تک کہ وہ نکاح نہ کرلے | کسی اور خاوند سے | پھر اگر وہ بھی اسکو طلاق دیدے | تو نہیں گناہ | اُن دونوں پر

تاوقتیکہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ (دوسرا شوہر اپنی مرضی سے) اس کو طلاق دیدے تو اب اُن پر کوئی گناہ نہیں

اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۗ

کہ آپس میں رجوع کرلیں | اگر انہیں یقین ہو | کہ وہ دونوں قائم رکھ سکیں | حدیں | اللہ کی

کہ وہ پھر آپس میں (عدت گزرنے کے بعد) شادی کرلیں بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود قائم رکھ سکیں گے

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

اور یہ | حدیں ہیں | اللہ کی | وہ (کھول کر) بیان کرتا ہے ان کو | اُن لوگوں کے لئے | جو علم رکھتے ہیں

اور یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں وہ سمجھدار لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

اور جب طلاق دے چکو | عورتوں کو | پھر وہ پہنچ جائیں | اپنی عدت کو | تو روک لو اُنہیں

اور جب تم عورتوں کو (رجعی) طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں عزت سے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا

مناسب طریقے سے | یا چھوڑ دو انہیں | مناسب طریقے سے | اور نہ روکے رہو اُن کو | تکلیف دینے کو

روک لو یا شرافت سے علیحدہ کردو اور انہیں تنگ کرنے کے لئے روکے نہ رکھو

لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا

تاکہ تم سختی کرو | اور جو کوئی | ایسا کرے | تو اس نے ظلم کیا | اپنے اوپر | اور نہ اڑاؤ

(کہیں ایسا نہ ہو) کہ اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر جاؤ اور جو شخص ایسا کریگا وہ اپنی ہی جان پر ظلم کریگا اور اللہ کے

اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۘ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ

اللہ کی آیتوں کا | مذاق | اور یاد کرو | اللہ کے احسان کو | جو اس نے تم پر کیا ہے | اور وہ جو

احکام کو ہنسی مذاق نہ سمجھو اور اللہ کی ان نعمتوں کو یاد رکھو جو تم پر ہیں اور اس کتاب و حکمت کو بھی یاد رکھو

اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ

اُتاری تم پر | کتاب | اور دانائی | کہ نصیحت کرے تم کو | اُس سے

جو اُس نے تم پر اُتاری کہ تمہیں اس کے ذریعہ نصیحت فرمائے

آسان تفسیر

آیت نمبر

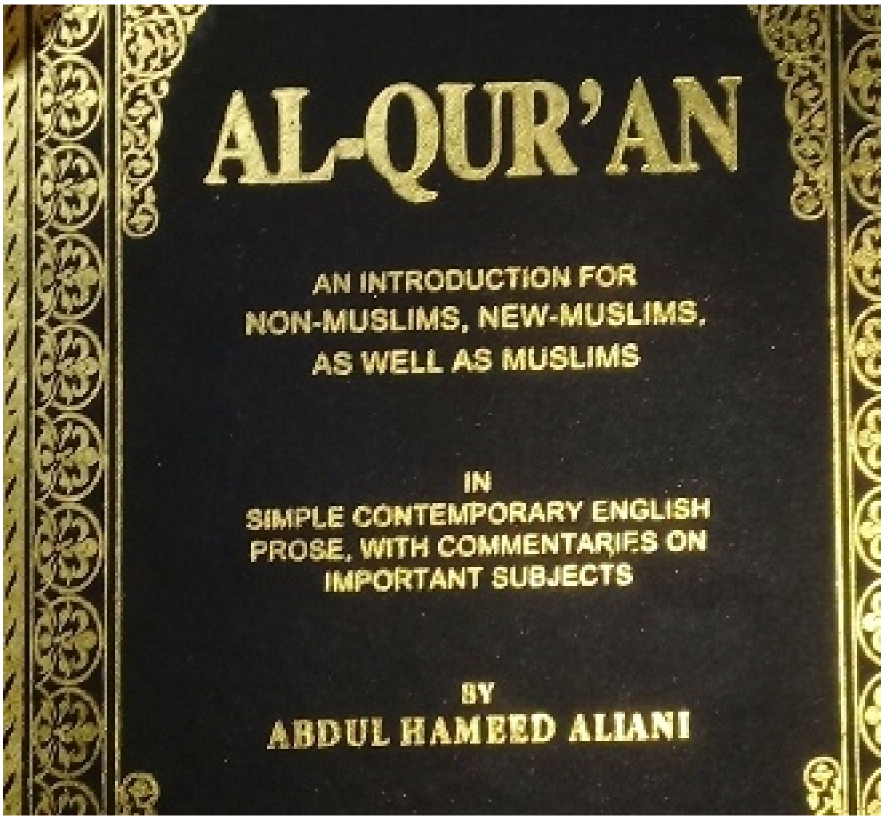
(۲۲۹) **طلاق، رجوع، اور خلع کے احکام:** زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ مرد عورت کو محض تنگ کرنے کے لئے بار بار طلاق دے کر اس سے عدت کے اندر رجوع کرتا رہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ دستور کو بند فرمادیا ہے کہ رجعی طلاق صرف دو دفعہ دے سکتا ہے، اس کے بعد یا تو اسے آخری طلاق دے دے یا رجوع اور صلح کر کے اچھے طریقے سے اس کو رکھ لے اور طلاق کی صورت میں مرد کو جائز نہیں کہ بیوی کا مہر واپس لے۔ ہاں اگر کسی طرح سے میاں بیوی میں صلح نہ ہوسکے اور اللہ کے احکام کی مخالفت کا خطرہ ہو تو عورت اپنا کچھ مال دے کر یا حق مہر چھوڑ کر، مرد سے طلاق لے لے تو اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں ایسی طلاق کو خُلع کہتے ہیں یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ ان کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہئے اور جو خلاف ورزی کرے وہ ظالم ہے۔

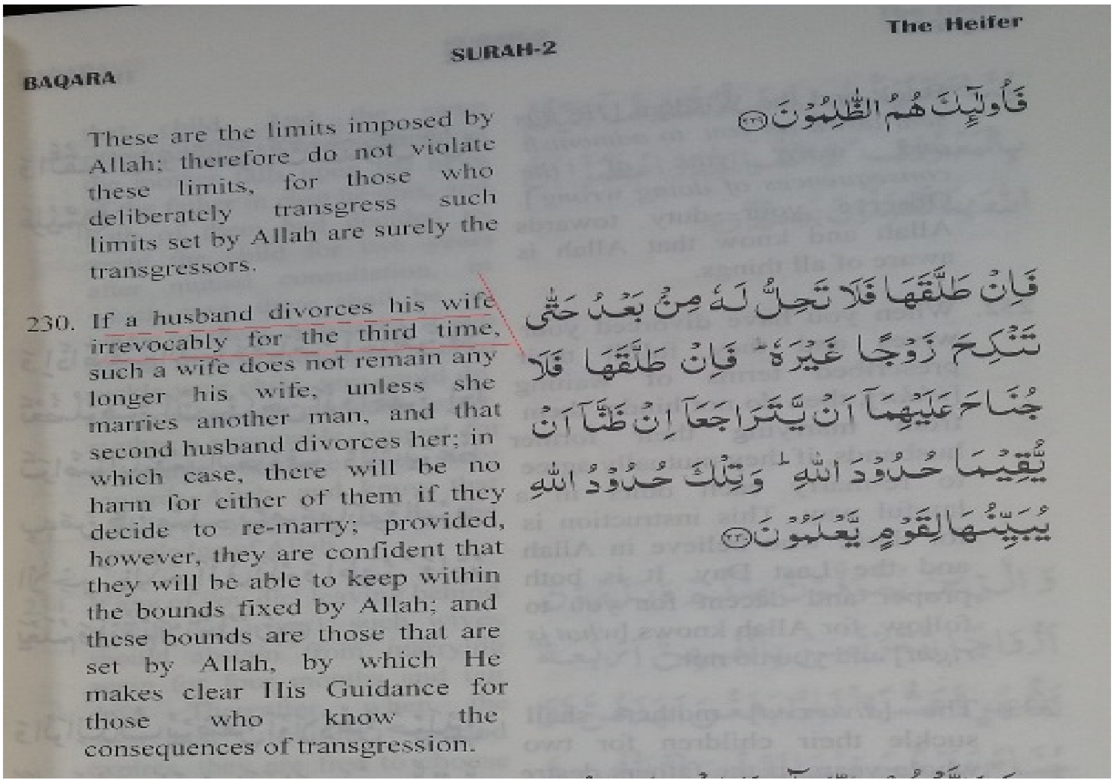
(۲۳۰) **طلاقِ مغلظّہ کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کے احکام:** تیسری طلاق کے بعد وہ عورت، اپنے سابقہ خاوند کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی، جب تک کہ وہ کسی اور شخص سے نکاح کرے اور وہ شخص اس سے ہمبستر ہو کر اپنی مرضی سے طلاق دے دے، اس طرح وہ عورت دوبارہ پہلے خاوند کے ساتھ مصالحت کر کے نکاح کر سکتی ہے۔ اسے "حلالہ" کہتے ہیں۔ بشرطیکہ قوانین الٰہی کی پابندی کرنے کا خیال ہو اور یہ حلالہ، خلع، رجعت اور طلاق وغیرہ حدود اور قوانین الٰہی ہیں۔ ان کی پابندی لازم اور خلاف ورزی جرم ہے اس لئے اللہ ان احکام کو اہل علم کے لئے کھول کر بیان فرماتا ہے۔

افعال: **مَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ:** جو تم نے ان (عورتوں) کو دیا (اٰتٰی یُؤْتِیْ)۔ **اِفْتَدَتْ:** (افتداء) اس (عورت) نے فدیہ یعنی بدلہ دیا، ماضی واحد مونث غائب (اِفْتَدٰی یَفْتَدِیْ)۔ **یَتَعَدَّ:** (تَعَدِّیْ سے عدد) وہ حد سے تجاوز کرتا ہے، مضارع۔ **یَتَرَاجَعَا:** (رَجُوْعٌ) وہ دونوں آپس میں رجوع کر لیں، مضارع تثنیہ غائب۔

اسماء: **مَرَّتَانِ:** دو مرتبہ، یہ مَرَّةٌ کا تثنیہ ہے۔ **اِمْسَاكٌ:** روکنا۔ **مَعْرُوْفٌ:** اچھے طریقہ سے، بہتر، مناسب۔ **تَسْرِیْحٌ:** چھوڑنا۔

جناب من!!!"سُودیشی میں بہت بات ہو چکی ذرا ابدیشی" کا ذائقہ بھی چکھ لیں!!!





BAQARA — SURAH-2 — The Heifer

These are the limits imposed by Allah; therefore do not violate these limits, for those who deliberately transgress such limits set by Allah are surely the transgressors.

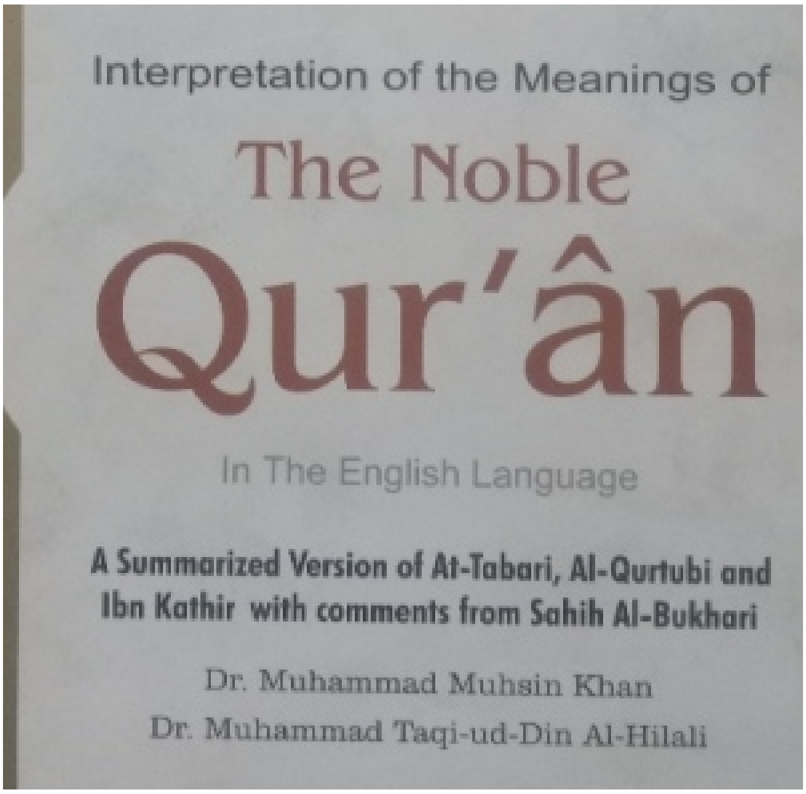
230. If a husband divorces his wife irrevocably for the third time, such a wife does not remain any longer his wife, unless she marries another man, and that second husband divorces her; in which case, there will be no harm for either of them if they decide to re-marry; provided, however, they are confident that they will be able to keep within the bounds fixed by Allah; and these bounds are those that are set by Allah, by which He makes clear His Guidance for those who know the consequences of transgression.

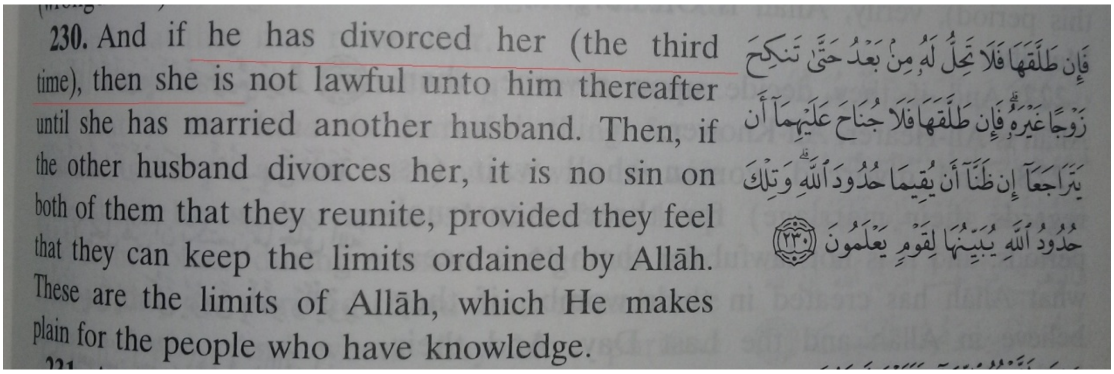
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ ﴿٢٢٩﴾

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعْدُ حَتَّىٰ
تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُۥ ۗ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَن يَتَرَاجَعَآ إِن ظَنَّآ أَن
يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ
يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٠﴾

6*INSPIRED by TAFHEEM UL QURAAN*

7Muhammad Taqi-ud-Din al-Hilali(57)+ Muhammad Muhsin Khan(58)





230. And if he has divorced her (the third time), then she is not lawful unto him thereafter until she has married another husband. Then, if the other husband divorces her, it is no sin on both of them that they reunite, provided they feel that they can keep the limits ordained by Allāh. These are the limits of Allāh, which He makes plain for the people who have knowledge.

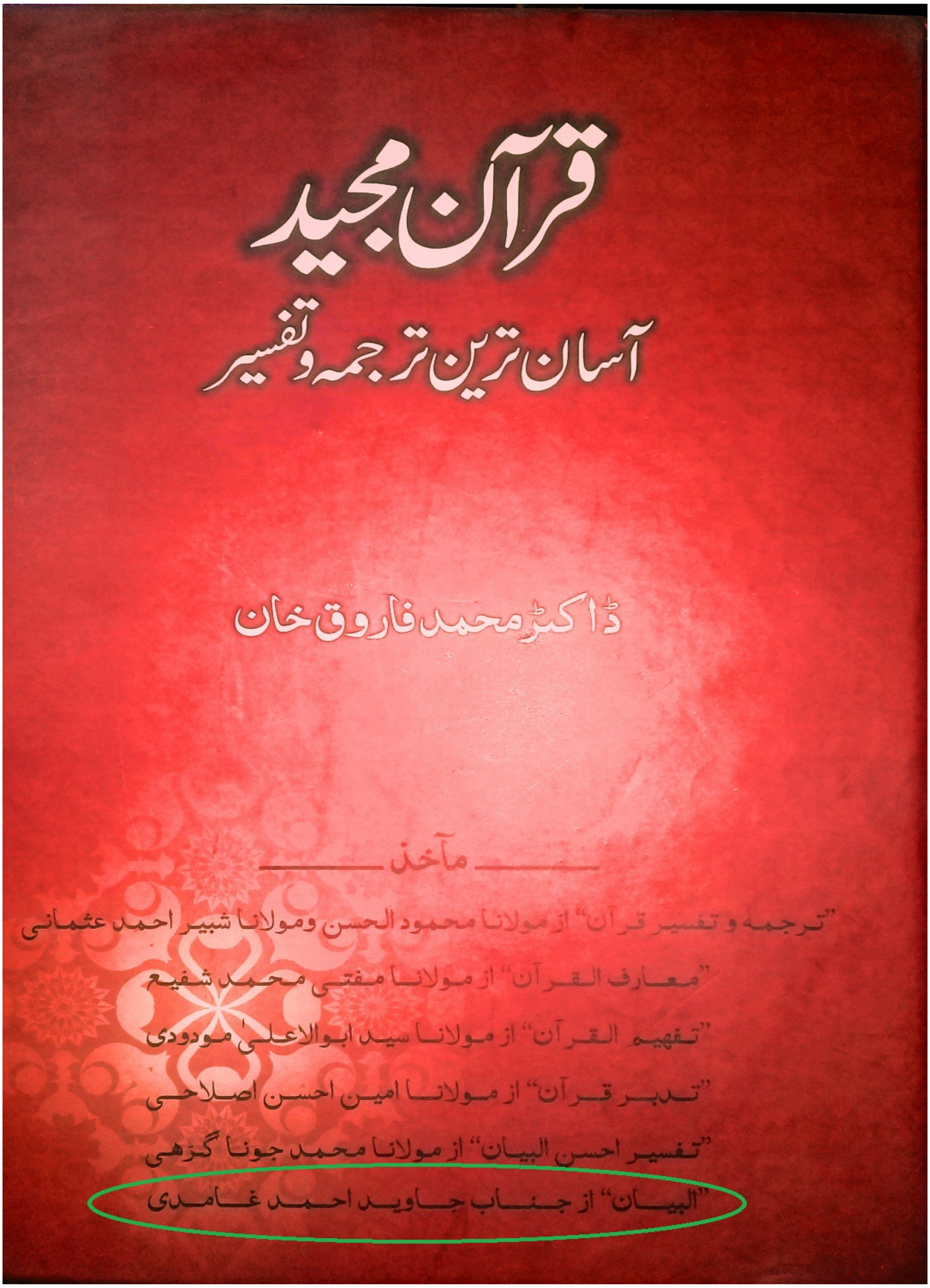
فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُۥ ۗ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَن يَتَرَاجَعَآ إِن ظَنَّآ أَن يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٠﴾

LO AND BEHOLD MY DEAR!!! BOTH MENS ARE NOT DEOBANDIS !!!

(57) . Hilali worked with Muhammad Muhsin Khan in the English translation of the meanings of the Qur'an and Sahih Al-Bukhari. Their translation of the Qur'an has been described as ambitious, incorporating commentary from Tafsir al-Tabari, Tafsir ibn Kathir, Tafsir al-Qurtubi and Sahih al-Bukhari.

(58). **Muhammad Muhsin Khan** (Pashto/Dari/Arabic: محمد محسن خان ; 1927 – 14 July 2021) was an Islamic scholar and translator of Afghan origin, who lived in Madinah and served as the Chief of Department of Chest Diseases at the King Faisal Specialist Hospital and Research Center. He translated both the Quran and Sahih Al-Bukhari into English. He was the director of the clinic of Islamic University of Madinah.

☆ تیسرے پہلو سے زیر بحث آیات کے معنی مفہوم و مُراد کا جائزہ لیتے ہوئے آپ کی خدمت میں آپکے قبیلہ کا اک معتبر حوالہ پیشِ خدمت ہے، بلکہ یہ دیکھیئے ان "8۔ڈاکٹر" صاحب کی قرآن سمجھنے کے لیئے اپروچ کیا ہے!!!



کے ساتھ رخصت کرنا ہے۔[۲۷۷] (رخصت کرتے وقت) تمھارے لیے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ تم نے اپنی بیوی کو دیا ہے، اس میں سے کچھ بھی واپس لو۔[۲۷۸] البتہ یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ میاں بیوی کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کے حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پس اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ دونوں حدود الٰہی پر قائم نہیں رہ سکتے تو (شوہر کی دی ہوئی) ان چیزوں کے معاملے میں ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں جو عورت فدیے میں دے (کر طلاق حاصل کر لے)۔[۲۷۹] یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو، اس لیے کہ جو لوگ اللہ کی حدود سے آگے بڑھتے ہیں، وہی ظالم ہیں۔

پھر اگر (دو طلاق دینے کے بعد شوہر نے بیوی کو تیسری بار) طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لیے جائز نہ ہوگی۔ البتہ اگر اس خاتون کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو گیا اور اس دوسرے شخص نے بھی اس عورت کو طلاق دے دی، تب اگر پہلے میاں بیوی یہ خیال کریں کہ اب وہ حدود الٰہی پر قائم رہ سکیں گے، تو ان کے لیے ایک دوسرے کی طرف رجوع کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں جنھیں وہ علم کی طلب رکھنے والوں کے لیے واضح کر رہا ہے۔[۲۸۰] ۲۲۹-۲۳۰

[۲۷۶] یعنی دو دفعہ طلاق کے بعد تو رجوع (یعنی واپسی) کا حق ہے، لیکن تیسری مرتبہ طلاق کے بعد پھر یہ حق باقی نہیں رہتا۔

یہاں یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی مرد نے سوچ سمجھ کر تینوں طلاقیں اکٹھی دے ڈالیں تو کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حکومت کو اپنے وقت کے حالات کے پیش نظر اس میں قانون سازی کا اختیار حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں اکٹھی تین طلاقوں (یا جتنی مرتبہ بھی یہ لفظ استعمال کیا جائے) کو ایک ہی طلاق شمار کیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے وقت کے حالات کے پیش نظر اکٹھی تین طلاقیں دینے والے کو سزا بھی دی اور ان پر تینوں طلاقیں نافذ بھی کیں۔ اس عاجز کے خیال میں آج کے حالات کا تقاضا ہے کہ اکٹھی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کیا جائے۔ شدید اور فوری غصہ میں دی گئی طلاق کے متعلق بھی اس عاجز کا یہی نقطۂ نظر ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ''اسلام اور عورت''۔)

[۲۷۷] یعنی اگر بیوی کو رکھنا ہے تو اسے پورے حقوق کے ساتھ رکھنا ہوگا اور اگر طلاق دینی ہے تو 'احسان' یعنی نہایت خوبی کے ساتھ رخصت کرنا ہے تاکہ آیندہ زندگی میں اسے مالی اور دوسرے اعتبارات سے کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو۔ 'احسان' کے لفظ میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر کسی سوسائٹی میں مرد اپنی بیوی کو اس طریقے سے طلاق دے کہ وہ لاچار و بے بس ہو کر رہ جائے تو حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ خواتین کو اس ظلم سے بچانے کی خاطر طلاق کے موقع پر شوہر کو اس بات کا پابند کرے کہ وہ عورت کو لازماً اپنی جائیداد کا ایک حصہ دے گا۔ نیز اگر بیوی نے زمانۂ زوجیت میں شوہر کے گھر کی بلا معاوضہ خدمت کی ہے تو اس کا بھی مناسب حساب کر کے ادائیگی کر دی

سورۂ بقرہ

جائے۔ نکاح کے معاہدے میں بھی اس ضمن میں شرائط لکھی جاسکتی ہیں۔

[۲۷۸] یعنی بیوی کے استعمال کی کوئی بھی چیز بشمول مہر، مال، جائیداد، زیورات، ملبوسات، نان ونفقہ واپس لینا ناجائز ہے۔

[۲۷۹] بعض اوقات میاں بیوی کے درمیان نباہ کی کوئی صورت ممکن نہیں ہوتی، لیکن شوہر محض اس وجہ سے بیوی کو معلق رکھتا ہے کہ اس نے مہر میں اپنا گھر اور ساری جائیداد بھی لکھی ہوتی ہے۔ اس صورت میں اگر بیوی چاہے تو سمجھوتے کی خاطر کچھ حصہ چھوڑ کر شوہر اور اپنے لیے آسانی پیدا کرسکتی ہے۔

اگر معاملہ گھر میں ہی طے ہوجائے تو ٹھیک، ورنہ عدالت کو فیصلے کا اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح اگر عورت طلاق لینا چاہے (اسے اصطلاح میں خلع بھی کہتے ہیں) تو وہ مہر کا کچھ حصہ چھوڑ کر طلاق لے سکتی ہے۔

خلع کے مقدمے کی صورت میں عورت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ خلع لینے کی کوئی وجہ بتائے۔

[۲۸۰] تیسری مرتبہ طلاق کے بعد بھی پروردگار نے یہ راستہ اس لیے کھلا رکھا ہے کہ اللہ کو خاندان کی استواری بہت محبوب ہے۔

فرمایئے " زبانِ یار" سے کس کے "بوسیدہ کھنڈرات" دھڑام سے زمین بوس ہوئے جاتے ہیں؟؟؟؟

کچھ سوچ کر ہی ہوا ہوں موجِ دریا کا حریف

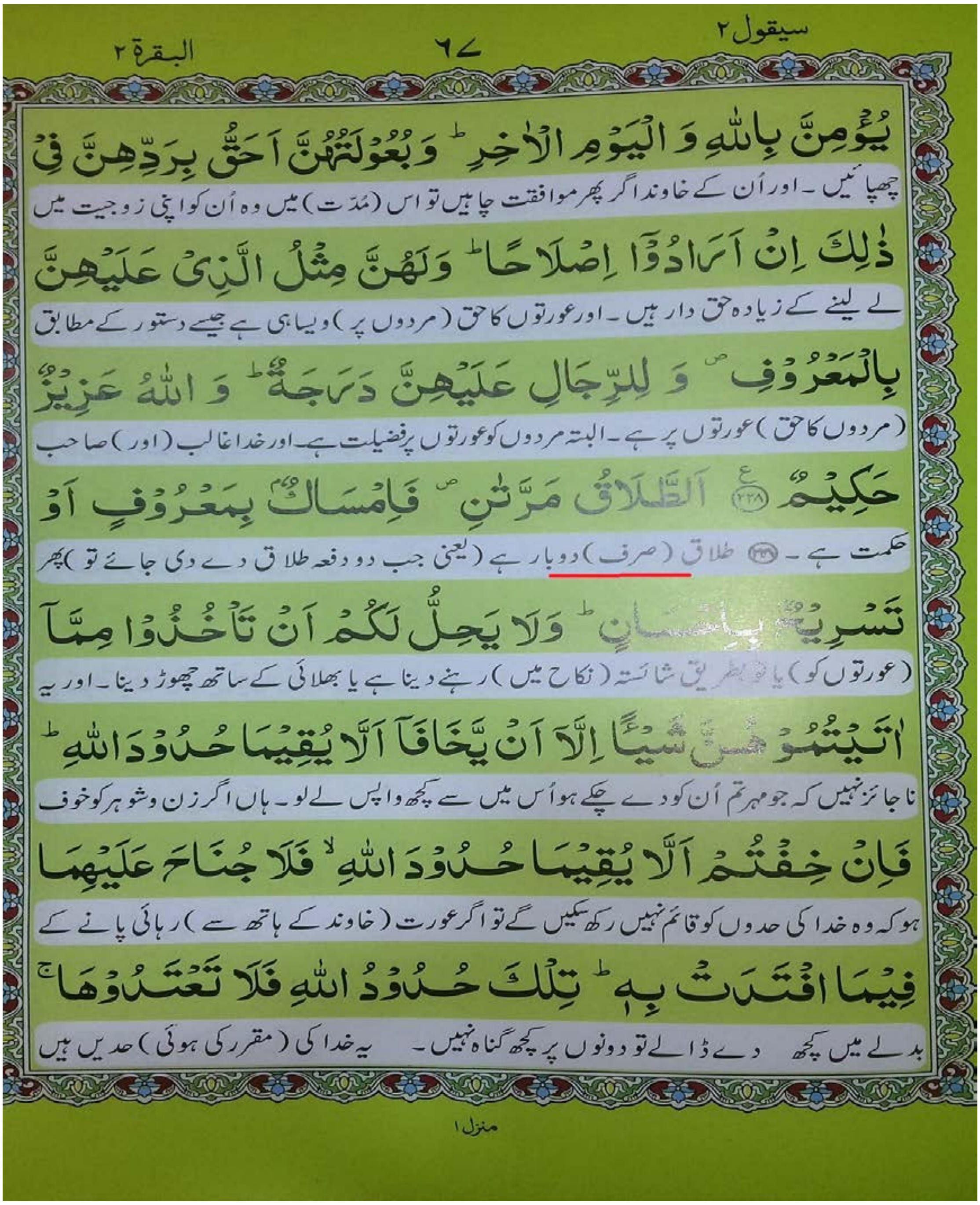
ورنہ میں جانتا تھا عافیت ساحل میں ہے

پروفیسرز ڈاکٹرز حضرات کا حوالہ چل رہا ہے تو کیوں ناں " ڈاکٹر شکیل اوج" سربراہ شعبہ معارفِ اسلامیہ کراچی یونیورسٹی، مدیر اعلٰے سہ ماہی "مجلہ التفسیر" کے مضمون سے بھی قارئین کو متعارف کروادیا جائے دامن قرطاس تنگ ہوا جاتا ہے راحتِ قارئین کے خیال سے صرف مضمون کا عنوان آپ کے ذوق کی نذر کرتا ہے لنک کھول مطالعہ کرنا آپ کی، علمی ہمت، تحقیق اور جذبِ جستجو کا متمنی ہے ☆ شیخ الہند کی قرآن فہمی ☆!!!!

ہمارے حضرت الاستاد مربی ومحسن باوجود دیوبندی المسلک ہونے کے کبھی کسی دوسرے مکتبہ فکر کے اہل علم سے خوشہ چینی کرنے سے اِبا نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ اُن کے عالی ظرف اور وسعتِ دامن سے وابستہ ہوا ہوں۔ اکثر اُن سے اردو ترجمہ قرآن کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو آپ " فتح محمد خان جالندھری ترجمہ (59) تجویز فرماتے ہیں"۔ اک مثال اُنھی کی لیجیئے، ہمارے شیخ مکرم نے اپنے حلقہ متوسلین کے لیئے جو ترجمہ قرآن پسند فرمایا ہے اور اُسے اپنے اصحاب کے ذریعہ پاکستان میں نہایت اعلٰے معیار کے ساتھ حال ہی میں شائع کیا ہے وہ ترجمہ قرآن، ہندوستان کی

59۔ جن کے مفصل احوال اور حوالہ آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ کرچکے ہیں۔ دوسرے پہلو کا نمبر شمار 5۔ اور دیکھیئے حاشیہ نمبر 32 دیکھیئے

محترم علمی شخصیت اور جماعتِ اسلامی ہند کے رکن ورفیق" مولانا فاروق خان صاحب (60) " کا ہے۔ لیجئے اس" ارمغانِ علمی "سے بھی" قلب و نظر " کو منور کیجیے۔


سیقول ۲ ٦٧ البقرة ۲

يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ
چھپائیں۔ اور اُن کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس (مدّت) میں وہ اُن کو اپنی زوجیت میں
ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ
لے لینے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق
بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
(مردوں کا حق) عورتوں پر ہے۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔ اور خدا غالب (اور) صاحب
حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ
حکمت ہے۔ ﴿۲۲۹﴾ طلاق (صرف) دوبار ہے (یعنی جب دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو) پھر
تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ
(عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اور یہ
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ
ناجائز نہیں کہ جو مہر تم اُن کو دے چکے ہو اُس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں اگر زن و شوہر کو خوف
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
ہو کہ وہ خدا کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے
فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ
بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ خدا کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں

منزل ۱

60۔ موصوف کی اک شاندار کتاب آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں بطور قندِ مکرر پیشِ خدمت ہے" شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی "۔

وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

اُن سے باہر نہ نکلنا۔ اور جو لوگ خدا کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے ﴿۲۲۹﴾

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ

پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دیدے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے

زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ

نکاح نہ کرلے اُس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی۔ ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دے دے اور عورت اور پہلا خاوند پھر

يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ

ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ خدا کی حدوں کو قائم رکھ سکیں

حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ

گے اور یہ خدا کی حدیں ہیں ان کو وہ اُن لوگوں کے لیے بیان فرماتا ہے جو دانش رکھتے ہیں ﴿۲۳۰﴾ اور جب تم عورتوں کو

النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

(دو دفعہ) طلاق دے چکو اور اُن کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں یا تو حسن سلوک

اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا

سے نکاح میں رہنے دو یا بطریق شائستہ رخصت کردو۔ اور اس نیت سے اُن کو نکاح

لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ

میں نہ رہنے دینا چاہیے کہ انہیں تکلیف دو اور اُن پر زیادتی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا

☆چوتھا پہلو☆

آپ کو اہل مذہب کا اختلاف تو خوب کھلتا ہے مگر کبھی اتفاق نہیں جچتا،،، آپ اختلاف و فرقہ کی راگنی تو بہت چھیڑتے ہیں لیکن " اتحاد کے " سُروں سے سُر " ملتے آپ کو کیوں سُنائی نہیں دیتے۔بس اسلیئے کہ آپ کی اک ہی دنیا ہے جس کی یک رنگی سے آپ مبہوت ہوئے بیٹھے ہیں۔اس چمن میں " رنگ و بوُ" کی عجب رنگینی ہے۔کالے شیشوں کا چشمہ آپ نے ناک پر جوڑِکائے رکھا ہے اس سے " علم کی فضائے بے کراں میں بکھری " قوسِ قزح" کب نظر آتی ہے۔بقول شہزاد احمد

شوق کہتا ہے کہ ہر جسم کو سجدہ کیجیئے

آنکھ کہتی ہے کہ تونے ابھی دیکھا کیا ہے ؟

آیئے اک نظارہ ذرا کھلی آنکھوں سے ہمارے ساتھ کیجیئے!!!!

ترجمۃ القرآن مع مطالب الفرقان

جسے

مقتدر علمائے دین اور عربی و اُردو ادب کے ماہرین کی

مجلسِ فکر و نظر

نے جو ذیل کے اصحاب پر مشتمل ہے

۱۔ مولانا محمد حنیف، خطیب جامع مبارک، لاہور

۲۔ مولانا شہاب الدین فاضل دیوبند، خطیب جامع مسجد چوبرجی، لاہور

۳۔ ابو العرفان مولانا حکیم محمد عبدالرشید نقشبندی مجددی۔ بہاولپور

۴۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی بریلوی بی۔ اے، پرنسپل اشاعت اسلام کالج لاہور

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ

کے تراجم قرآنِ کریم اور تفسیرِ حقانی و دیگر مستند تفاسیر

کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے

عام فہم اور سلیس اُردو زبان میں مرتب کیا۔ اور

جس کی صحت کی تصدیق ملک کے اکابر ذیل نے کی۔

علامہ سید سلیمان صاحب ندوی دار المصنفین اعظم گڈھ۔

مولانا محمد قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محل لکھنؤ۔

مولانا حیدر حسن صاحب پرنسپل دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

مولانا عبدالحلیم صاحب صدیقی لکھنؤ، سابق نائب ناظم جمیعۃ العلماء ہند۔

مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاشغری۔

مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاری استاذ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

مولانا علی محمد جان صاحب لاہوری فاضل جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔

مولانا محمد خورشید علی صاحب سابق پروفیسر السنہ شرقیہ دار العلوم لاہور

مولانا محمد عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ۔

سید پیر ظہور شاہ صاحب قادری سجادہ نشین جلالپوری۔

مولانا نجم الدین صاحب سابق ہیڈ مولوی اورینٹل کالج لاہور۔

مولانا محمد شبلی صاحب مدرس دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

خان بہادر شمس العلماء ڈاکٹر محمد ہدایت حسین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ

طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے اسکے بعد یا تو (مطلقہ کو) حسنِ سلوک سے روک لیا جائے یا اچھے طریقے[۳۰]

سے الگ کر دیا جائے۔ اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اسمیں سے کچھ واپس لو

مگر اس صورت میں جبکہ دونوں کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے پس اگر تمہیں ڈر ہو

کا مظاہرہ نہ ہونے لگے۔ خاوند کو سردار اور حاکم مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ خانہ داری کا نظام حکومت نہ بگڑے مگر جہاں بیوی کے ذمہ وہ تمام فرائض ہیں جو رعایا کے ہوا کرتے ہیں وہاں خاوند کے ذمہ بھی وہ تمام فرائض ہیں جو حاکم یا سردار کے ہوا کرتے ہیں یاد رکھو! انسان ہونے میں تم سب برابر ہو۔ کسی کو دوسرے پر ظلم و تعدی نہ کرنا چاہیئے۔

ف ۳۰۔ اس رکوع میں طلاق کے تمام مدارج کا ذکر

کہ مرد اور عورت اللہ کی مقرر کردہ حدود کو قائم نہ رکھیں گے تو اس میں ان پر کوئی گناہ
نہیں کہ عورت کچھ دے دلا کر اپنا پیچھا چھڑا لے۔ یہ اللہ کی حدبندیاں ہیں۔ ان سے
باہر نہ جاؤ۔ اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے وہی ظالموں میں شمار ہوگا۔ (۲۲۹)
پھر اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو (تیسری) طلاق دے چکا ہو تو وہ اس کیلئے پھر حلال نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ
وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ (اپنی مرضی سے) اسکو طلاق دیدے تو اب ان پر کوئی گناہ
نہیں کہ وہ پھر تعلقات کو وابستہ کرلیں بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود قائم رکھ
سکیں گے اور یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں سمجھدار لوگوں کیلئے کھول کر بیان کرتا ہے (۲۳۰) اور جب
تم عورتوں کو دوسری طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں حسن سلوک سے روک لو
یا خوش معاملگی سے علیحدہ کردو مگر انہیں تنگ کرنے کیلئے روکے نہ رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی مقرر کردہ
حدود سے تجاوز کر جاؤ اور جو شخص ایسا کریگا وہ اپنی ہی جان پر ظلم کریگا اور اللہ کے احکام کو
ہنسی مذاق نہ سمجھو اور اللہ کی عنایتوں کو یاد رکھو جو تم پر ہیں اور کتاب و
حکمت کو جو اُس نے تم پر اتاری کہ تمہیں اس کے ذریعہ سے نصیحت فرمائے اور خدا کا خوف
ہر وقت پیش نظر رکھو۔ اور یقین جانو، کہ اللہ تمام باتوں کو جانتا ہے (۲۳۱) ع

اور میاں بیوی کو صلح و صفائی کی زندگی گزارنے کی تلقین کیگئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تمہیں دو طلاقیں دے چکنے کے بعد بھی معلوم ہو جائے۔ کہ جدائی اچھی نہیں ہے۔ اور صلح و صفائی سے دن گزارنے ممکن ہیں تو تمہیں جب بھی اجازت ہے کہ رجوع کرلو۔ اور باہمی مصالحت سے مل جل کر رہو۔ اور اگر دوسری طلاق دینے کے بعد بھی علیحدگی ہی کا خیال ہو۔ تو نہائیت خوش اسلوبی سے علیحدہ ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں تم نے جو کچھ بیوی کو پہلے سے دیدیا ہو۔ یا دینے کا وعدہ کیا ہو وہ سب دیدینا چاہیئے۔ اور کچھ واپس نہ لینا چاہیئے۔ ہاں اگر یہ دیکھو کہ اللہ کی ٹھہرائی ہوئی حدود اس طرح کار سے ٹوٹ جائیں گی۔ مثلاً شوہر طلاق دینا چاہیے اور نہ اُسکا کوئی قصور ہو۔ مگر میاں بیوی آپس میں صلح و صفائی سے نہ رہ سکیں اور عورت کہے کہ میں اپنا مہر یا مہر کا کوئی حصہ چھوڑتی ہوں اور خاوند اسکے بدلے طلاق دیدے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ تمہارے پیش نظر صرف یہ اصول ہونا چاہیئے۔ کہ بھلائی اور نیکی کی حدود کسیطرح نہ ٹوٹیں دیکھو نکاح کا مقصد صرف یہ ہے کہ عورت مرد کے ملاپ سے ایک خوشگوار اور پُرلطف زندگی پیدا ہو۔ یہ مقصد نہیں کہ ایک مرد اور ایک عورت خواہ مخواہ ایک دوسرے کے گلے کا ہار ہو جائیں اور نہ یہ مقصد ہے کہ عورت کو مرد کے رحم پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ لگے اس سے وحوش و بہائم کا سا سلوک کرنے۔ خوشگوار زندگی اسی وقت بسر ہوسکتی ہے جب میاں بیوی میں باہمی صلح و صفائی ہو۔ پیار و محبت ہو۔ اور ایکدوسرے کی چاہت کا جذبہ دونوں کے دلوں میں موجزن ہو۔ اور دیکھو جب ایسی صورت حالات پیدا نہ ہوسکے۔ اور تم بالکل مایوس ہو جاؤ۔ اور ایکدوسرے سے علیحدہ ہونا ہی بہتر ہو۔ تو پھر تم اسے طلاق دے کر علیحدہ کردو۔ اگر اسے گھر میں رکھنا ہے۔ تو بیوی کیطرح رکھو۔ اور بہترین سلوک سے پیش آؤ۔ ورنہ اُسے طلاق دے کر آزاد کردو۔

درج بالا عکسی اقتباس" ترجمۃ القرآن مع مطالبُ الفرقان " سے ہے ذرا دنیائے علم کی کہکشاں کی اس اجماعی کاوش کی" اصابت و ثقاہت" پر نظر کیجیئے۔ ہر مکتبہ فکر و مسلک کے مقتدر علماء کا متفقہ و منظور شدہ ترجمہ قرآن ہے۔ اگر آپ کو ہر سُو" اختلاف" نظر آتا ہے تو آیئے آپ کے لیئے" اتحاد" کے دریچے بھی وَا ہیں، بشرطیہ کہ آپ کا مطمحِ نظر" اتحادِ اُمت" ہو، نا کہ افتراق!!!!!

راجہ صاحب آپ کے دین کی طرف رجوع کی جہاں خوشی ہوتی ہے وہیں اس بات کا قلق بھی ہے کہ " دین کی مستحکم روایت" کے نا صرف "منکر" نظر آتے ہیں بلکہ حد درجہ" بد گُماں" بھی، یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے فہمِ دین کے لیئے" مآخذ شخصیات" سے اختلاف کے دائرہ کار کو نہایت درجہ "علمی" ، " اخلاقی" اور " مئودبانہ" حدود میں دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔ جب کہ فریقِ مخالف کے لیئے آپ ایسے" ٹوٹے" مسلسل پھیلاتے رہتے ہیں جن سے نا صرف" اہانتِ عمائدینِ مذہب" کا مواد ٹپکتا ہے بلکہ خود" دین" کے ساتھ کھلواڑ اور" علمِ دین" کے تمسخر کا ناسور پھوٹتا ہے۔ خدارا" دینِ اسلام" سمجھنے کی سنجیدہ کوشش کیجیئے۔ بھلے ہم سے اختلاف کریں مگر اپنے لیئے کچھ نا کچھ "علمی" معیارات" طے کر لیجیئے۔ تا کہ اک صحت مند" مباحثہ" کا خوشگوار ماحول بن سکے۔"ٹوٹے مافیا" کے "شر انگیز چنگل" سے اپنے "منطق و دلیل" کے " نخلستاں" کو تو آزاد کرا دیئے۔ آپ اور آپ کی" سرکار" جو پوری اُمت کے اساطین سے الگ اپنی "ڈیڑھ اینٹ کی مسجد" میں عقلِ کُل بنے بیٹھے ہیں،،،، وہ بھی ہمیں" اختلاف" کا طعنہ دیتے ہیں! یاللعجب

سورج میں لگے دھبا فطرت کے کرشمے ہیں

بُت ہم کو کہیں کافر اللہ کی مرضی ہے!

☆اتمامِ حجت کے لیئے آپ کے لیئے تیر بہدف نسخہ لائے ہیں سو ملاحظہ فرمائیں یقیناً" سرور" آئے گا!

جاوید احمد غامدی: " البیان " میں رقمطراز ہیں

یہ طلاق (ایک رشتۂ نکاح میں) دو مرتبہ (دی جا سکتی) [608] ہے۔ اِس کے بعد پھر بھلے طریقے سے روک لینا ہے یا خوبی کے ساتھ رخصت کر دینا ہے۔ اور رخصت کر دینے کا فیصلہ ہو تو تمھارے لیے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم نے اِن عورتوں کو دیا ہے، اُس میں سے کچھ بھی اِس موقع پر واپس لو۔ یہ صورت، البتہ مستثنیٰ ہے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ حدود الٰہی پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پھر، (لوگو)، اگر تمھیں بھی اندیشہ ہو کہ وہ حدود الٰہی پر قائم نہیں رہ سکتے تو (شوہر

کی دی ہوئی) اُن چیزوں کے معاملے میں اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے جو عورت فدیے میں دے کر طلاق حاصل کر لے۔ یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں، سو اِن سے آگے نہ بڑھو اور (جان لو کہ) جو اللہ کے حدود سے آگے بڑھتے ہیں، وہی ظالم ہیں۔

608☆ یعنی یہ طلاق جس کا ذکر اوپر ہوا ہے اور جس میں شوہر اپنا یہ فیصلہ زمانۂ عدت میں واپس لے سکتا ہے۔ اِس کے معنی یہ ہیں کہ طلاق کے بعد اگر کسی شخص نے رجوع کر لیا ہے اور اُس کے بعد بھی نباہ نہیں ہو سکا تو اِسی رشتۂ نکاح میں اُس کو ایک مرتبہ پھر اِسی طرح طلاق دے کر عدت کے دوران میں رجوع کر لینے کا حق حاصل ہے، لیکن ایک رشتۂ نکاح میں دو مرتبہ اِس طرح طلاق اور طلاق سے رجوع کے بعد یہ حق کسی شخص کے لیے باقی نہیں رہتا۔

پھر اگر (دو مرتبہ طلاق سے رجوع کے بعد) شوہر نے (اِسی رشتۂ نکاح میں) بیوی کو (تیسری مرتبہ) طلاق دے دی تو اب وہ اُس کے لیے جائز نہ ہو گی، جب تک اُس کے سوا کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ لیکن اگر اُس (دوسرے شوہر) نے بھی اُس کو طلاق دے دی تو پہلے میاں بیوی کے لیے ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لینے میں کوئی مضایقہ نہیں ہے، اگر یہ توقع رکھتے ہوں کہ اب وہ حدود الٰہی پر قائم رہ سکیں [612] گے۔ یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں جنھیں وہ اُن لوگوں کے لیے واضح کر رہا ہے جو علم حاصل کرنا چاہتے ہوں۔

612☆ تیسری مرتبہ طلاق کے بعد رجوع کا حق تو باقی نہیں رہتا، لیکن وہی میاں بیوی اگر دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو اِس کے لیے قرآن نے یہاں تین شرطیں بیان فرمائی ہیں: ایک یہ کہ عورت کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرے۔ دوسری یہ کہ اُس سے بھی نباہ نہ ہو سکے اور وہ اُسے طلاق دے دے۔ تیسری یہ کہ وہ دونوں سمجھیں کہ دوبارہ نکاح کے بعد اب وہ حدود الٰہی پر قائم رہ سکیں گے۔ پہلی اور دوسری شرط میں نکاح سے مراد عقد نکاح اور طلاق سے مراد وہی طلاق ہے جو آدمی نباہ نہ ہونے کی صورت میں علیحدگی کا فیصلہ کر لینے کے بعد اپنی بیوی کو دیتا ہے۔

(بغیر کسی قطع و برید کے حرف بحرف درج بالا اقتباس نقل کیا ہے اب فرمائیے "دو مرتبہ ہے،" رجوع" اور" تیسری طلاق" کا ثبوت اس تحریر میں ہے کہ نہیں؟؟؟؟؟)

اب بھی اگر آپ "معترض" کے دعویٰ پر قائم ہیں تو ہمیں شدت سے انتظار ہے کہ آپ کب" غامدی" صاحب کو تحریف معنوی کا مرتکب قرار دیں گے؟ اور تو اور یہ بریکٹوں ( ) والا ترجمہ کرنے پر آپ نے کب سے انھیں خدا رسول بنالیا؟؟؟ بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر؟؟؟؟؟؟؟؟

کیا توقع کریں زمانے سے

ہو گر جراتِ سوال ہمیں

ہم ترے دوست ہیں فراز مگر

اب نہ اور اُلجھنوں میں ڈال ہمیں

الحمد اللہ ! احقر نے استدلال کے لیئے پوری تحریر میں کہیں خالص دیوبندی مکتبہ فکر سے حوالہ نہیں دیا سوائے ایک مقام (پروفیسر ڈاکٹر دین محمد) کے ،،،،،،ہم نے "سخن فہمی" پوری تحریر پہ "غالب" رکھی ہے نا کہ "طرفداری" ۔ میں چاہتا تو میرے لیئے اپنے سلسلہ کے سند "اکابر دیوبند کی قرآنی خدمات (61)" سے فریق مخالف و معترض کے لیئے اک " عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ " فرش تا عرش ایستادہ کرنا کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا!!! بحمد اللہ یہ تحریر ہر منصف مزاج کے لیئے "کانٹے کی تول" ثابت ہو گی کہ پوری تحقیق، ذمہ داری اور دیانتداری کے ساتھ رقم کی گئی ہے۔

؎ اپنے لیئے پیمانہ بنا رکھا ہے ہم نے

معیار ہے، معیار سے کچھ کم نہیں کہتے

نُّورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ﴿35﴾النور

نورؐ علیٰ نور ، خوب روشنی پر روشنی ایسی کہ سارا عالم منور ہو جائے ، اپنے اس نور کی طرف اللہ جس کو چاہے ہدایت فرما دے !!!(62)

اے یارانِ مکتب! دینِ اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کوئی ہنسی مذاق نہیں کہ اک اُچٹتی نظر ڈالی اور گزر گئے بلکہ یہ شریعتِ محمدی ﷺ اک " باقاعدہ علم " ہے۔ یہ بات تو آپ معلوم ہی کہ بالغ ہوتے ہی نماز روزہ فرض ہو جاتا ہے اِسی طرح اس بات کا ادراک ہونا چاہیئے کہ نکاح کرنے والے کو " نکاح، طلاق " کے ضابطے اور قوانین کا جاننا بھی " فرض عین " ہے۔ اس لیئے بندہ کی درخواست ہے آپ سورہ بقرہ کی آیات 228 تا 242 پوری تفصیل و

61 .Contribution *of Darul-'Ulum* Deoband *to the Development of* Tafsir(Ph.d thesis-bilal ahmed wani.

62۔ آئندہ آیات ِ قرآنی کے سب تراجم " تشریح القرآن : مولانا عبدالکریم پاریکھ" سے ماخوذ ہیں۔

تشریح کے ساتھ خوب غور وفکر سے سمجھیۓ۔ آپ کی آسانی کے لیۓ "مفتی محمد سعید خان صاحب کے تفسیری دروس" کے لنک آپ کی خدمت میں پیش کیۓ جاتے ہیں

آیات224تا228

https://www.youtube.com/watch?v=r5dx_-Ld2Ig&list=PL2tOjkuOXs-zDlDRg_Nfv3DTHRet3yZkA&index=60

آیت229

https://www.youtube.com/watch?v=z_JkmIpDT7g&list=PL2tOjkuOXs-zDlDRg_Nfv3DTHRet3yZkA&index=61

آیات229تا231

https://www.youtube.com/watch?v=beQie_HA8MY&list=PL2tOjkuOXs-zDlDRg_Nfv3DTHRet3yZkA&index=62

آیات231تا232

https://www.youtube.com/watch?v=jluscS6PVNA&list=PL2tOjkuOXs-zDlDRg_Nfv3DTHRet3yZkA&index=63

آیات233تا235

https://www.youtube.com/watch?v=0927cOKjZwM&list=PL2tOjkuOXs-zDlDRg_Nfv3DTHRet3yZkA&index=64

آیات236تا242

https://www.youtube.com/watch?v=mGVJDOdl69U&list=PL2tOjkuOXs-zDlDRg_Nfv3DTHRet3yZkA&index=66

اور اگر آپ درج بالا لیکچرز سُن نہیں سکتے تو پھر یہ نہایت آسان کتاب پڑھ لیجیۓ تا کہ " اسلام کے عائلی قوانین(جن کا سیکھنا مجھ پر آپ پر" فرض" ہے اُنھیں بآسانی جان سکیں

☆اسلام کا قانونِ طلاق : مولانا شہاب الدین ندوی☆

☆ارے میرے پیارے!!! آپ کے معترض کی خاک چٹکیوں میں اُڑائی جاسکتی تھی مگر میں نے جان بوجھ کر "احادیثِ مبارکہ" کا باب نہیں کھولا کیونکہ مجھے معلوم ہے یہاں کوئی" شکم پرست،منہ پھٹ" انکار کرنے میں اک لمحہ نہ لگاتا،حالانکہ " طلاق" کے متعلق کم و بیش 1400 احادیث میں احکام آئے ہیں۔ لیکن بحیثیتِ دوست ،اک عرصہ کا تعلق اور یاد اللہ ہے آپ سے،سو صرف اک حدیث اس بزم میں پیش کرتا ہوں،،ذرا تحمل سے غور کیجیۓ گا۔۔۔!!!

"عن المقدام بن معديكرب رضى الله عنه قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا انى أُوتيتُ القرآن ومِثْلَہ،ألا يوشك رجلٌ شبعان على أريكته يقول عليكم بِہذا القُرآن فَمَا وَجَدْتُمْ ... فيه مِنْ حلالٍ فاحلُوه وما وَجَدْتُمْ فيه منْ حرامٍ فحَرِمُوه وأن ما حَرم رَسُولُ اللّٰہِ صلى اللّٰه عليه وسلم كما حرم اللّٰه " الحديث. (رواه ابوداود ،السنن ،صحيح ،للالبانى ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 3848)

ترجمہ: "مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سن رکھو! مجھے قرآن بھی دیا گیا اور قرآن کے ساتھ اس کے مثل بھی، سن رکھو! قریب ہے کہ کوئی پیٹ بھرا تکیہ (دولت مند / متکبر شخص) لگائے ہوئے یہ کہنے لگے کہ لوگوں! تمہیں یہ قرآن کافی ہے بس جو چیز اس میں حلال ملے اسی کو حلال سمجھو! حالانکہ اللہ کے رسول کی حرام بتلائی ہوئی چیزیں بھی ویسی ہیں جیسی اللہ تعالی کی حرام بتلائی ہوئی۔"

معترض نے جھوٹ گھڑا کہ: "اور یہ دونوں حضرات اپنے اپنے فرقہ کے بانی اور سرخیل ہیں،ان کا فرمایا ہوا ان کے متبعین کے نزدیک فرمان رسول کی طرح ہے بلکہ ترجمہ قرآن کو دیکھیں تو ان کا فرمودہ تو فرمودہ خدا ہے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔"

☆یہ صاحب اس قابل ہی نہیں کہ براہِ راست اس پر کوئی تبصرہ کیا جاۓ اس "ملامتی" پر یہی کہا جاسکتا ہے

؎ سلیم میرے حریفوں میں یہ خرابی ہے

کہ جھوٹ بولتے ہیں اور خراب لکھتے ہیں!

معترض، کذاب نے جو " شیخ الہندؒ" کے متبعین پر نہایت معتصبانہ اور گھٹیا جملے کس کر اپنی سیاہ باطنی سے "دنیائے علم ومعرفت" کی "ثقاہت وعدالت" کو مجروح کرنے کی ناکام سعیٔ کی ہے۔اُس کی بابت ہم " بار گاہِ الٰہی" میں استغاثہ ورجوع کرتے ہیں۔

*پہلی بات: سُبْحَانَكَ هذَا بُهتَانٌ عَظِيمٌ ﴿16﴾النور

"اللہ تو پاک ہے ! یہ تو ایک بہت بڑا بہتان ہے"۔

*دوسری بات : أَعُوذُ بِاللّه أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿67﴾البقرہ

"اللہ کہ پناہ لیتا ہوں کہ نادانوں جیسی بات کروں"۔

*تیسری بات: أُوْلَئِكَ جَزَآؤُهمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّه وَالْمَلآئِكَة وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿87﴾آل عمران

" ان کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ کی طرف سے لعنت اور فرشتوں کی طرف سے بھی پھٹکار ہے اور تمام انسانوں کے نزدیک یہ لوگ ملعون ہیں"۔

*چوتھی بات: رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ (112)الانبیاء

"دعا کرتے ہیں کہ اے میرے رب ! سچا سچا فیصلہ فرمادے اور اے لوگو! جو تم بکواس کرتے ہو اس کے مقابلے میں ہمارے مہربان رب کی مدد ہی ہم کو بہت کافی ہے"۔

اختتام پر یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ معترض کا پورا واویلا "تمنا عمادی کی الطلاق مرتان" کی جگالی" ہے اس لیئے کذاب، معترض و معتصب کو ہم اک مشورہ دیتے ہیں، گو" شرم" عاری اس" مفتری "سے کچھ اُمید نہیں مگر" دل کے ہاتھوں" ہم بھی مجبور ہیں!!!

؎ تہمت لگا کے ماں پہ جو دشمن سے داد لے

ایسے سخن فروش کو مر جانا چاہیئے

اندکے از غمِ دل گفتم و بسے ترسیدم

کہ تُو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

☆نگران تحقیق و نظرِ ثانی: م ف ت ی ام ج د ح س ی ن ٓ ص اح ب (مدیر: فقہ السنہ اکیڈمی)☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کتابیات و مآخذ و اسنادِ محولہ

1) القرآن الکریم فرقان الحمید

2) چراغِ نیم شب : سلیمؔ احمد

3) ۔مفردات القرآن (اردو) جلد اول، تصنیف: امام راغب اصفہانی، ترجمہ وحَواشی: شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہُ فیروز پوری رحمہ اللہ

4) المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الکریم: محمد فواد عبدالباقی

5) برصغیر پاک وہند میں قرآن فہمی اور تفسیری خدمات کا علمی اور تحقیقی جائزہ (پی ایچ ڈی مقالہ: محمد حبیب اللہ قاضی)

6) ۔المعانی عربی اردو ڈکشنری: آن لائن

7) 3۔حضرت ملا احمد جیون: " التفسیرات الاحمدیہ

8) محی الدین سلطان اورنگ زیب عالمگیر: رشید اختر ندوی

9) ۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: فارسی ترجمہ قرآن "فتح الرحمٰن"

10) ۔تذکرہ شاہ ولی اللہؒ، مولانا سید مناظر احسن گیلانی

11) مظہر القرآن: مولانا مظہر دہلوی

12) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی قرآنی فکر کا مطالعہ : ڈاکٹر سعود عالم قاسمی

13) شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی خدمات (مجموعہ مقالات) ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی

14) " شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، ماہنامہ الفرقان، خاص اشاعت، لکھنؤ

15) فتاویٰ عزیزی (مترجم اردو): شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

16) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات: ڈاکٹر ثریا ڈار

17) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی:
☆لفظی ترجمہ☆

18) تفسیر آیت نور: شاہ رفیع الدین
محدث دہلوی

19) رئیس المفسرین برعظم جنوبی
ایشیاء: حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی:
موضح قرآن

20) (مستند موضح قرآن : تصحیح و
تدوین علامہ اخلاق حسین قاسمی)

21) محاسن موضح قرآن: تحقیق و
تصنیف: مولانا اخلاق حسین قاسمی

22) شاہ عبدالقادرؒ کی قرآن فہمی۔از:
مولانا محمد فاروق خان صاحب

23) شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے ترجمہ
قرآن کا لسانی وادبی مطالعہ (پی ایچ ڈی
مقالہ) محمد سلیم خالد

24) تاریخ ارد وادب، جلد دوم
،ڈاکٹر جمیل جالبی، مجلس ترقی ادب لاہور

25) اردو نثر کے ارتقاء میں علماء
کا حصہ: ڈاکٹر ایوب قادری

26) فوائد جامعہ شرح عجالہ
نافعہ: علامہ ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی

27) تفسیر مظہری، مفسر قاضی ثناء
اللہ پانی پتی

28) تذکرہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی:
ڈاکٹر محمود الحسن عارف

29) حضرت شاہ رؤوف احمد
مجددیؒ: تفسیر رؤوفی

30) مولانا فخر الدین احمد قادری:
تفسیر قادری

31) "خلاصۃ التفسیر" از مولوی فتح
محمد تائب لکھنوی (م ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء)

32) ☆حضرت علامہ ابو محمد عبدالحق
حقانی:"تفسیر فتح المنان المعروف تفسیر
حقانی

33) تفسیر"مواہب الرحمن" از
مولانا سید امیر علی بن مطعم علی حسینی ملیح
آبادی (ولادت
۱۲۷۴ھ / ۱۲۷۴ھ، وفات
۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء)

34) تفسیر مواھب الرحمن کا تحقیقی
مطالعہ (پی ایچ ڈی مقالہ) : محقق نور
حبیب اختر

35) مفتی اعظم محمد شفیعؒ: وحدت
اُمت، دارالاشاعت، کراچی

36) قرآن حکیم کے اردو تراجم
:ڈاکٹر صالحہ شرف الدین

37) تفسیر عثمانی: علامہ شیخ الہند محمود
حسنؒ / علامہ شبیر احمد عثمانی

38) دل میں اُترتے حرف: محترمہ کہکشاں ملک

39) شیخ الہند کا اصل مقدمہ ترجمہ قرآن: مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی

40) موجِ کوثر: شیخ اکرام، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 2004ء، لاہور

41) سر سید احمد خان: تفسیر قرآن

42) حمید الدین فراہی اور جمہور کے اُصولِ تفسیر تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (پی ایچ ڈی مقالہ)

43) خاکسار تحریک مذہب و سیاست کی روشنی میں: مولانا منظور نعمانی، ماہنامہ الفرقان، اگست 1939ء، لکھنؤ، انڈیا

44) اصولِ اصلاحی اور اصولِ غامدی کا تحقیقی جائزہ: عبدالوکیل ناصر

45) انکارِ حدیث کا نیا روپ: غازی عزیز

46) تفسیر مطالب الفرقان کا علمی و تحقیقی جائزہ: ڈاکٹر حافظ محمد دین قاسمی (پی ایچ ڈی مقالہ)

47) پرویز اور قرآن: علامہ مفتی مداراللہ مدار نقشبندی

48) قرآن اور عورت: ڈاکٹر حافظ محمد دین قاسمی

49) انکارِ حدیث کے نتائج: شیخ الحدیث علامہ سرفراز خان صفدر

50) تحریر فی اُصول التفسیر: سید احمد خان، مطبع مفید عام آگرہ، 1892ء

51) مواعظ حسنہ: مجموعہ مکتوبات ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، مرتبہ: مولوی سید عبدالغفور شہباز، بار اشاعت 5، 1339 ہجری، دلی پرنٹنگ پریس دہلی

52) تفسیر القرآن سرسید کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ: پروفیسر الیاس، بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد

53) سرسید کی تفسیری تجدد پسندی ایک مطالعہ: ڈاکٹر محمد شہباز منج

54) مولانا الطاف حسین حالی: حیات جاوید

55) آثار الصنادید: سر سید احمد خان

56) ڈپٹی نذیر احمد دہلوی: غرائب القرآن

57) مرزا فرحت اللہ بیگ (شاگرد ڈپٹی نذیر احمد): نذیر احمد کی کہانی کچھ ان کی کچھ میری زبانی

58) مولوی نذیر احمد آثار و احوال: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، مجلس ترقی اردو ادب، لاہور

59) ترجمان القرآن: مولانا ابوالکلام آزاد

60) آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی: بہ روایت عبدالرزاق ملیح آبادی

61) منتخبات اُصول تفسیر و علوم قرآن۔ مترجم مولانا سلمان بنوری

62) یادِ رفتگاں: علامہ سید سلیمان ندوی

63) تفسیر ثنائی: مولانا ثناء اللہ امرتسری

64) مولانا فتح محمد جالندھری: فتح الحمید

65) پروفیسر ڈاکٹر محمد نسیم عثمانی: اردو میں تفسیری ادب پر ایک تاریخی تجزیاتی جائزہ

66) مولانا سید ابوالاعلےٰ مودودیؒ: تفہیم القرآن

67) سُنت کی آئینی حیثیت: مولانا سید ابوالاعلےٰ مودودی

68) تفہیم القرآن اور احادیث: مفتی ساجد قریشی

69) سوانح مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ: مولانا بلال حسنی ندوی

70) میرے مطالعہ قرآن کی سرگذشت: مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

71) عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

72) ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم: جماعتِ شیخ الہند اور تنظیمِ اسلامی

73) بیان القرآن: از ڈاکٹر اسرار احمد

74) ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی: تفسیر فیوض القرآن

75) ڈاکٹر محمود الحسن عارف: اردو ترجمہ قرآن

76) ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر: آسان ترجمہ قرآن

77) پروفیسر ڈاکٹر دین محمد: تعلیم القرآن

78) آسان ترین ترجمہ و تفسیر: ڈاکٹر فاروق خان

79) ڈاکٹر شکیل اوج: شیخ الہند کی قرآن فہمی

80) مولانا فاروق خان صاحب: اردو ترجمہ قرآن

81) " ترجمۃ القرآن مع مطالبُ الفرقان: جماعتِ مترجمین و مفسرین

82) جاوید احمد غامدی: " البیان "

83) تشریح القرآن : مولانا عبدالکریم پاریکھ

84) اہل دیوبند کی قرآنی تراجم و تفاسیر کی اجمالی فہرست : مدیر طوبیٰ ریسرچ لائبریری

85) ABDUL HAMEED ALLANI : ENGLISH TRANSLATION OF QURAN

86) Contribution of Darul-'Ulum Deoband to the Development of Tafsir(Ph.d thesis-bilal ahmed wani.

87) **Muhammad Taqi-ud-Din al-Hilali+Muhammad Muhsin Khan: THE NOBLE QURAN**

88) اسلام کا قانونِ طلاق : مولانا شہاب الدین ندوی

89) ابوداود، السنن

90) https://www.youtube.com/playlist?list=PL2tOjkuOXs-zDlDRg_Nfv3DTHRet3yZkA

91) /https://toobaa-elibrary.blogspot.com

92) http://www.seerat.net/Tafseer/tafseer.aspx

93) https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A7%D8%B1%D8%AF%D9%88_%D9%88%DB%8C%DA%A9%DB%8C%D9%BE%DB%8C%DA%88%DB%8C%D8%A7

94) https://kitabosunnat.com

95) / https://archive.org

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆